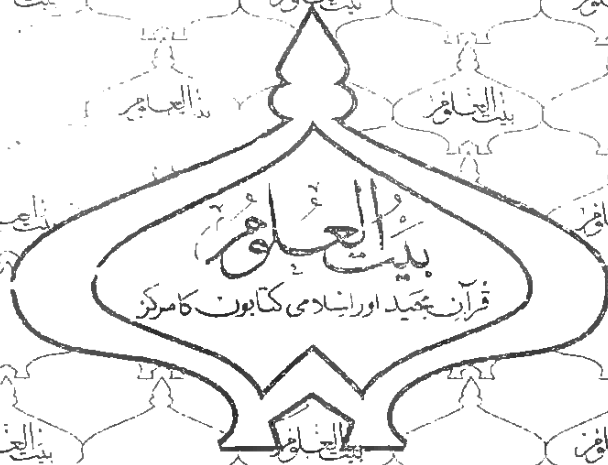
خلاصۂ قرآن

رکوع بہ رکوع

قرآن کریم کی ہر سورۃ اور رکوع کا خلاصہ ایک نئے اسلوب اور جدید انداز، حسنِ ترتیب کے
ساتھ حفاظ، علماء، طلباء اور عوام کے لئے ایک انتہائی مفید کتاب

مؤلف
مولانا محمد عظیم اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بیت العلوم
نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور


بیت العلوم
قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز

خلاصهٔ قرآن

رکوع به رکوع

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (القمر: ۲۲)

خلاصۂ قرآن

رکوع بہ رکوع

قرآن کریم کی ہر سورۃ اور رکوع کا خلاصہ
ایک نئے اسلوب اور جداگانہ طرزِ تحریر کے ساتھ حفاظ،
علماء، خطباء اور عوام کے لئے ایک انتہائی مفید کتاب

مؤلف
مولانا محمد ظفر اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

کتاب: خلاصہ قرآن رکوع بہ رکوع

مولف: مولانا محمد ظفر اقبال

باہتمام: مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم۔۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور

فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی

دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبرا

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبرا

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبہ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

استاذ العلماء، استاذ الحدیث، مجمع محاسن وکمالات

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب زیدت محاسنہ

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

قرآن کریم وہ کتاب انقلاب ہے جسے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے بعد لامتناہی اور بے حد و بے شمار افراد کی زندگیوں میں ایک خوشگوار تبدیلی آئی اور اب بھی یقیناً ایسا ہوسکتا ہے، کیونکہ قرآن بھی وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا، آیات بھی وہی ہیں جنہیں ذریعۂ انقلاب قرار دیا گیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رب بھی وہی ہے جس نے قرآن کریم کو نازل کیا تھا۔

☆☆☆

اے کاش! ہم قرآن کریم کے قریب آئیں اور اس کی پکار سن کر تو دیکھیں کہ یہ کیا چاہتا ہے؟ اس کے معانی و مفاہیم پر غور کریں کہ اس کا اپنے مخاطبین سے مطالبہ کیا ہے؟ دیکھنے والی آنکھوں، سننے والے کانوں اور سمجھنے والے قلوب کو اگر ہدایت کی روشنی نہ ملے تو کہیئے، کیونکہ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو آسان بنایا ہے، سو کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ نیز ایک دوسرے مقام پر قرآن اپنے اندر تفکر و تدبر کی دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ لوگ قرآن میں غور وفکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں؟

☆☆☆

قرآن کریم کی خدمت میں اپنی زندگیاں وقف کرنے والے انتہائی خوش نصیب ہوتے ہیں، عزیزم مولوی حافظ محمد ظفر سلمہٗ نے قرآن کریم کی جو خدمت سرانجام دی ہے رب کائنات اس کا نفع تام اور عام فرمائے، عوام و خواص کو یکساں مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

حافظ فضل الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء، استاذ الحدیث

حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الكريم، اما بعد!

قرآن حکیم کی تفسیر عہد رسالت، دور صحابہ، زمانہ تابعین و تبع تابعین سے لے کر اب تک جاری رہے اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت جاری رہے گی، مضامین قرآن کی تشریح، اسرار و حکم کی آگہی، ہر مفسر نے اپنے مزاج اور وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر کی۔

آج کل احباب، علماء، خطباء اور حفاظ کو ایک ضرورت پیش آ رہی تھی کہ خطباء اپنے وعظوں، علماء اپنے درسوں میں موضوعات کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، نئے نئے موضوعات کے متلاشی نظر آتے ہیں، دوسری طرف آج کل تراویح میں قرآن مجید سنانے کے بعد لوگوں کے اندر قرآن فہمی کا ذوق بحمد اللہ پیدا ہو رہا ہے چنانچہ کئی عالم حفاظ نے بارہا احقر سے اپنی اس مشکل کا تذکرہ کیا کہ کوئی کتاب ایسی سامنے آجائے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد تراویح کے بعد مختصر جامع اور آسان فہم انداز میں تراویح میں پڑھی گئی منزل کا مفہوم، خلاصہء مضامین، قرآن حکیم کا پیغام ہدایت یا قرآن حکیم نے آج کی پڑھی گئی منزل میں ہمیں کیا تعلیم دی؟ اس سے ہم لوگوں کو آگاہ کر سکیں۔

ہونا تو یہی چاہئے تھا کہ تراویح میں قرآن مجید سنانے والے کوئی اور صاحب ہوتے اور تفسیر و تشریح کرنے والے کوئی اور صاحب ہوتے لیکن قحط الرجال کے دور حاضر میں ہر مسجد میں اس طرح کا جوڑا مہیا کرنا شاید منتظمین کے لئے مشکل ہوتا جب کہ لوگ بھی کئی خصوصیات کے حامل حفاظ کا تقاضا کر رہے ہیں چنانچہ یہ کتاب انشاء اللہ ایسے علماء کے لئے موضوعات کا سرچشمہ اور ذخیرہ ثابت ہوگی اور وہ قرآن حکیم کے نت نئے موضوعات کو اپنے جمعوں میں پیش کر سکیں گے اور درس دینے والے حضرات قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر پر مشتمل کتابوں کے مطالعے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کا بھی بقدر

ضرورت مطالعہ فرمائیں گے تو قرآن حکیم کے مضامین کو سامعین میں منتقل کرنا انتہائی آسان ہو جائے گا۔

اس طرح تراویح میں منزل سنانے والے حفاظ صرف چند منٹ اپنی منزل کے مطابق اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد خلاصہء مضامین سامعین تک منتقل کر سکیں گے، یہاں تک کہ ایسے حفاظ جو عالم نہیں ہیں وہ بھی تراویح کے بعد اس کتاب کو سامنے رکھ کر پڑھ کر لوگوں کو سنا دیں تو انشاء اللہ لوگوں کو مضمونِ قرآن حکیم سمجھ میں آ جائے گا۔



خصوصاً اس کتاب میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فیوضات شامل ہونے سے قرآن حکیم کے مضامین مربوط طریقے سے لوگوں تک پہنچانے آسان ہو جائیں گے، اکثر درس دینے والے اور تراویح کے بعد خلاصہء مضامین بیان کرنے والے علماء احقر سے اپنی یہ مشکل بیان کیا کرتے تھے کہ لوگ ہمارے درس اور خلاصہء مضامین کو سننے کے بعد یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارا آج کا درس یا خلاصہء مضمون باربط نہیں تھا اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ ان کی یہ مشکل حل کر دے گا۔

اور وہ طلباء جو مدارس میں تفسیر پڑھتے ہیں وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ ساتھ ساتھ جاری رکھیں تو ان کے ذہن میں بھی مضامین قرآن حکیم مربوط طریقے سے مستحضر رہیں گے اور عام پڑھا لکھا انسان بھی ایک رکوع کی تلاوت کرنے کے بعد یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس رکوع میں اس کتاب ہدایت (قرآن مجید) سے میرے لئے کیا راہنمائی ہے؟ تو وہ اس کتاب سے اس رکوع کے خلاصے کا مطالعہ کر لے، انشاء اللہ اس کی یہ تشنگی پوری ہو جائے گی۔

اللہ رب العزت مؤلف عزیزم مولانا محمد ظفر اقبال سلمہ کے علم، عمل، قلم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کی مساعی جمیلہ کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔

اللھم و فقنا لما تحب و ترضی

احقر محمد یوسف عفی عنہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

بمطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک

﴿مقدمہ﴾

استاذ العلماء والخطباء حضرت مولانا محمد کفیل خان صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

قرآن کریم اللہ کی وہ بالکل آخری، مکمل اور محفوظ ترین کتاب ہے جو نہ صرف کتاب ہے بلکہ کلام بھی ہے، جبکہ کلام اور متکلم کا تعلق اتنا ہی گہرا اور مضبوط ہے جتنا جسم اور جان کا، اور متکلم ہی سے کلام کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم اللہ کی کتاب اور اللہ قادر وقدیر، علیم وخبیر، سمیع وبصیر کا کلام بھی ہے، لہٰذا جس عظمت اور شان وشوکت کا متکلم ہے، اسی بلندی اور عروج پر کلام بھی نظر آتا ہے۔

جس طرح متکلم، بے مثل ومثال، لامکان ولازمان، ہر قسم کے عیب، تردد، قیل وقال اور فنا وزوال کے دائرے سے منزہ اور مبرہ ہے، یقیناً یہی صفات اس کے کلام میں بھی جلوہ نما نظر آتی ہیں۔

پھر جس طرح متکلم کلام کے ذریعے پہچانا جاتا ہے، بالکل اسی طرح اچھا کلام وہی کہلاتا ہے، جو اپنے سامنے والوں کی رعایت کے مطابق استعمال کیا جائے یعنی مقتضائے حال کے مطابق کلام کرنا ہی فصیح وبلیغ کلام کہلاتا ہے۔

اللہ کا کلام اپنی مخلوق سے ہے اور مخلوقات میں سب سے پہلے اس کے مخاطب حضور اکرم ﷺ ہیں، اور جس طرح حضور اکرم ﷺ اپنی ذات، صفات، کمالات، اخلاقیات، عادات، شمائل وخصائل میں سب سے اعلیٰ اور بالا ہیں تو ان سے کیا جانے والا کلام بھی سب سے اعلیٰ اور بالا کلام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا چیلنج صرف آج کے دور میں نہیں بلکہ اس وقت

کے عرب معاشرے کو سب سے پہلے تھا جسے اپنی فصاحت و بلاغت، خطابت و جزالت پر ایمان کی طرح یقین اور قدرت کی طرح بھروسہ تھا، ایک ایسا معاشرہ جس میں گھریلو کام کاج کرنے والی عورتیں کئی سو اشعار کا قصیدہ کہہ ڈالتی ہوں، وہ معاشرہ جہاں نظم و نثر غلام باندی ہوں، الفاظ ہاتھ کی چھڑی اور ادبی استعارے جیب کی گھڑی ہوں، اس معاشرے کو یہ چیلنج کرنا ''بناؤ اس جیسی کوئی سورۃ اور بلاؤ جس کو چاہو، نہ کر سکیتھے، نہ کرسکو گے'' یہ دعویٰ وہی کرسکتا ہے جس کا کلام تمام کلاموں سے اعلیٰ اور بالا ہو اور یقیناً تمام کلاموں سے اعلیٰ اور بالا کلام قرآن کریم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ نزول سے اب تک قرآن اور صاحب قرآن، یہ دو ایسے عنوانات ہیں جن پر ہر دور میں فکر و آگہی کے نئے سے نئے درِ وا ہوتے ہیں، علم و معرفت کے نت نئے سوتے پھوٹتے ہیں، اور اس دروازے پر صدا لگا کر دریوزہ گری کرنے والا اپنی ہمت اور بساط سے بڑھ کر پاتا ہے۔

قرآن فہمی اور اس کے لئے کوشش و کاوش کوئی نیا علمی مشغلہ نہیں بلکہ یہ ہر صاحب علم کے علم و تحقیق کا بنیادی مرکز و محور رہا ہے، قرآن و سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے خود ساختہ نہیں بلکہ خدا ساختہ اصولوں کی روشنی میں قرآن فہمی سب سے بڑی عبادت ہے، چونکہ قرآن فہمی کے ذریعہ ہی نسل انسانی کی روحانی بقاء، ارتقا اور زندگی وابستہ ہے اور بقول امام ندوی علیہ الرحمہ ''قرآن کریم چونکہ الٰہی ہے، اس لئے تمام انسانی غلطیوں اور قانون سازی کے نقائص اور قیاسات سے پاک ہے، وہ چونکہ آخری ہے، اس لئے ہر قسم کی تکمیل و اضافے سے بے نیاز ہے، وہ چونکہ عالمگیر ہے اس لئے قومی اور مقامی خصوصیات سے منزہ ہے، وہ چونکہ دائمی ہے اس لئے ہر قسم کے تغیر اور نسخ سے آزاد ہے، وہ چونکہ کامل ہے اس لئے کسی ضمیمہ اور تتمہ کے الحاق کی ضرورت نہیں۔''

اس خوبصورت مربوط اور مضبوط تبصرے کے بعد کچھ مزید کہنے کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن تکمیل کلام کے پیش نظر اس ''ریشم میں ٹاٹ کا پیوند'' لگانے کی جسارت کر رہا ہوں، برصغیر پاک و ہند میں جن اکابرین، علماء مفسرین اور قرآنی

مفکرین نے قرآن فہمی کی خدمات سرانجام دی ہیں ان میں امام ولی اللہ دہلویؒ کا نام سرفہرست ہے۔

اور پھر انہی کی قرآنی فکر کو اسلاف کی تعلیمات کی روشنی میں امت تک پہنچانے میں جس جانفشانی، للّٰہیت، اور خلوص کا عملی مظاہرہ حضرت امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ نے فرمایا وہ کسی اور کے حصے میں کم ہی نظر آتا ہے، جنہوں قرآن فہمی کا ایک اچھوتا انداز ''رکوع بہ رکوع'' متعارف کروایا جس سے بہتر الفاظ میں منشاء خداوندی، اور مقصد کلام الٰہی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے، حضرت امام لاہوریؒ کے ترجمہ وحواشی ''قرآنِ عزیز'' ہی کی طرز پر قرآنی آیات وسور، رکوعات وآیات کی مختصر وضاحت کرتے ہوئے عزیزم مولانا محمد ظفر اقبال صاحب سلمہ، فاضل و مدرس جامعہ اشرفیہ نے انتہائی محنت، احتیاط، جانفشانی اور تقوی کے تمام تربشری تقاضے پورے کرتے ہوئے خلاصہ قرآن ''رکوع بہ رکوع'' مرتب کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انتہائی مختصر سی عمر میں فاضل مولف سے بڑے بڑے علمی کام لے لئے ہیں میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم جامعہ اشرفیہ کے اس فاضل ہونہار، سے اپنے دین کے اتنے کام لے جو ہمارے وہم وگمان سے بھی بہت دور ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن فہمی کی اس کوشش کو پوری امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور انسانوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی گدائی پر ابھارنے کا ذریعہ بنائے۔

فاضل مؤلف کو نظر بد، حسد اور سحر سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ناشر محترم میرے برادر عزیز حضرت مولانا مفتی محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہ اور ان کے تمام معاونین و رفقاء کو اپنے شایانِ شان جزاء خیر عطا فرمائے جو ماشاء اللہ روز بروز نت نئے علمی شہہ پارے امت کی روحانی اور علمی تسکین کے لئے پورے ذوق اور محنت سے پیش فرما کر اپنے نانا جان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور اپنے ماموں صاحبان مدظلہم کے نقش قدم پر چل کر بہترین صدقہ جاریہ بن رہے ہیں۔

اور اسی طرح مولانا ناظم اشرف صاحب مدظلہ کے والد محترم محبوب العلماء

محترم الحاج حافظ محمد شفقت علی صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہات اور دلچسپی اس کارِ خیر کی اشاعت کا ذریعہ بن رہی ہے اللہ ان کا سایہ تادیر سلامت فرمائے (آمین)

اللہ ہمارے جان، مال وقت اولاد سب کو خلوص کے ساتھ دین کے لئے قبول فرمائے اور دین پر عمل کا پہلا ذریعہ فہم قرآن ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

محتاج دعا بے انتہاء

بندہ فقیر محمد کفیل عفی عنہ

استاذ تفسیر جامعہ اشرفیہ

۲۸ صفر ۱۴۲۸ھ ۲۹ مارچ ۲۰۰۷ء

﴿حرف اول﴾

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ اللطیف المنّان، الغنی القوی السلطان، الحلیم الکریم الرحمٰن، الاول فلاشئی قبله، والآخر فلاشئی بعده، الظاهر فلاشئی دونه، والباطن فلاشئی فوقه والصلوة والسلام علی نبینا محمد بن عبدالله ماازهرت النجوم، و ماتلاحمت الغیوم وعلی آله وصحبه اجمعین امابعد!

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ لازوال، لاثانی، لافانی اور شاہکار کلام معجز ہے جس کی خدمت میں چوٹی کے اہل علم وفن نے اپنی اپنی زندگیاں کھپا دیں، غزالیؒ پانچ سو جلدوں پر مشتمل تفسیر قرآن لکھ کر، رازیؒ ۳۲ جلدوں پر مشتمل توضیحات قرآن لکھ کر، آلوسیؒ ۱۸ جلدوں پر مشتمل تشریحات قرآن لکھ کر اور ابن کثیرؒ چار جلدوں پر مشتمل رموز قرآنی بیان کر کے بھی یہی شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر

ماہم چناں در اول و صف تو ماندہ ایم

اور ایسا ہونا ناگزیر ہی نہیں بلکہ بدیہی بھی ہے کیونکہ انسان اور انسانیت، کاتب اور کتابت، قاری اور قرأت، سامع اور سماعت، ناصح اور نصیحت، واعظ اور وعظ کا دامن اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود کلام اور متکلم کی کشادگیوں کے سامنے اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرہ کو سمندر کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔

☆......☆......☆......☆

کسی کہنے والے کا یہ کہنا کہ اگر ساری انسانیت کو عمر نوح عطا ہو جائے، تمام سمندروں کا پانی روشنائی میں تبدیل ہو جائے، دنیا بھر کے درخت قلم بن جائیں اور ہر موئے بن کاتب ولکھاری بن جائے اور کائنات کا ذرہ ذرہ محو سماعت وقرأت ہو جائے

تب بھی ذات الٰہی تو بڑی دور کی بات ہے، صفات الٰہی سے کامل آگہی کا دعویٰ کرنا بھی ازماف کا خون ہوگا، ایک نپا تلا تبصرہ ہے جس پر مزید اضافہ بھی ممکن ہے۔

☆......☆......☆......☆

قرآن کریم کی خدمت میں اپنی حیات مستعار کی پونجی لٹانے والے خوش بخت ونصیبہ ور ہیں جو قرآن کریم کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنے لئے بھی حیات جاودانی کے فیصلے کروا گئے ورنہ یقین جانئے کہ آج بہت سے لوگوں کو کوئی جانتا بھی نہ ہوتا، اگر ان کا نام زندہ ہے اور روئے زمین پر ان کا یا ان جیسے دوسرے حضرات کا کوئی نام لیوا موجود ہے تو ہمیں بلاخوف تردید اس بات کا اقرار کرنا چاہئے کہ یہ سب قرآن کریم کے ساتھ وابستگی، وارفتگی، شیفتگی اور والہانہ عقیدت و جذبات کا نتیجہ ہے۔

☆......☆......☆......☆

بچپن میں ''گو کہ اب بھی ان حدود سے تجاوز نہیں ہوسکا'' امام بخاریؒ کے بارے سنا تھا کہ انہوں نے صحیح بخاری کی تالیف کے وقت منجملہ اور اہتمامات کے، کسی حدیث کو غسل یا کم از کم وضو کئے بغیر رخ قرطاس پر منتقل کرنے سے بھی مکمل اجتناب و اہتمام کیا تھا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو شرفِ قبولیت اور مقام و اہمیت اس کتاب کو حاصل ہوا، بعد کی کسی کتاب کو اس میں ہمسری کا دعویٰ نہیں۔

☆......☆......☆......☆

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ''قرآن عزیز'' (جس میں انہوں نے خلاصہ رکوعات کا مختصر اہتمام فرمایا ہے) کو سامنے رکھ کر مدت سے ''خدمت قرآنی'' کی آرزو بے چین کئے ہوئے تھی کہ قرآن کریم کی سورتوں اور رکوعات میں بیان ہونے والے مضامین کو عام فہم اور سلیس و سہل طرز تحریر کے ساتھ پیش کر کے ''خریدارانِ یوسف'' میں شمولیت کی دیرینہ خواہش پوری کیجائے۔

مقام شکر ہے ''جسے ادا کرنا کسی کے بس میں نہیں'' کہ اس کا ایک ایک حرف باوضو اور قبلہ رخ ہو کر لکھنے کی بشری طاقت کے مطابق ہمت کی گئی ہے اور تقریباً چالیس

دن کے مختصر عرصے میں قرآن کریم کی یہ مختصر سی خدمت تکمیل پذیر ہوئی ہے جس میں یقیناً راقم الحروف نہ تو مستحق ستائش ہے کہ بہت سے لوگ یہ کام کر چکے ہوں گے اور نہ کسی فضیلت کا متمنی، البتہ اتنی امید ضرور ہے کہ ''خریداران یوسف'' یا زیادہ صحیح الفاظ میں ''خدام قرآن کریم'' میں عند اللہ اس روسیاہ کو بھی شمار کیا جائے۔



قرآن کریم کی دعوت کو عام کرنے والے میرے استاذ محترم حضرت مولانا محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہ، مدیر بیت العلوم دل کی اتھاہ گہرائیوں کے شکریئے کے ساتھ ہر اس قاری کتاب کی دعاؤں سے بھی حصہ وافر پائیں گے جسے اس کتاب کے ذریعے کسی نوعیت کا بھی فائدہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی خدمت میں اپنی زندگی کھپا دینے کی توفیق اور اس کا صحیح جذبہ عطا فرما کر اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں اور راقم الحروف اور اس کے والدین و اساتذہ کیلئے زادِ راہ بنائیں۔
آمین

محمد ظفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سورۂ فاتحہ کے مضامین کا خلاصہ﴾

عقائد اسلام وصراطِ مستقیم

سورۂ فاتحہ کے مضامین کا خلاصہ پورے قرآن کریم کے مضامین کا خلاصہ اور اجمالی نقشہ ہے کیونکہ عقائد اسلامی کے اصل الاصول اور بنیادی نظریات تین ہیں جو سورۂ فاتحہ میں بھی ہیں اور پورے قرآن میں بھی بکھرے ہوئے ہیں۔

۱۔توحید: یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات اور کمالات واختیارات میں واحد ویکتا اور لاشریک ماننا۔

۲۔ رسالت: یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور ﷺ تک تمام انبیاء کرامؑ کا مرسل من اللہ اور برحق ہونا تسلیم کیا جائے۔

۳۔ قیامت: یعنی ایک وقت مقررہ پر اس دنیا کے زوال کا قائل ہونا۔

چنانچہ قبل از ہجرت آپ ﷺ کی تیرہ سالہ مبارک زندگی میں قرآن کریم کا جتنا حصہ نازل ہوا ہے، اس میں اکثر انہی مضامین کو بیان کیا گیا ہے، ان کے متعلق کفار ومشرکین کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا گیا، ان عقائد کو تسلیم کرنے والوں کیلئے جزائے عظیم اور اجر جزیل کا ذکر کیا گیا اور نہ ماننے والوں کو دردناک اور رسوا کن عذاب کی دھمکی دی گئی۔

پھر ان عقائد کو ذہن نشین کروانے کے بعد قرآن حکیم کی تعلیمات کا دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلم خداوند کریم کی مقبول بارگاہ ہستیوں کے صراط مستقیم پر ہمیشہ گامزن رہے اور بارگاہ خداوندی سے دھتکارے ہوئے لوگوں کے راستے سے بچتا رہے چنانچہ اس دوسرے مضمون کو بھی سورۂ فاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ بقرہ کے مضامین کا خلاصہ

معاشرتی زندگی کیسی ہو؟

سورۂ بقرہ کے رکوع نمبر ا سے رکوع نمبر ۱۸ تک یہودیوں کے ساتھ مناظرہ ہے، رکوع نمبر ۱۹ میں ''تہذیب اخلاق'' کا ذکر ہے، رکوع نمبر ۲۰ سے رکوع نمبر ۲۳ تک ''تدبیر منزل'' کا ذکر ہے، رکوع نمبر ۲۴ سے ۳۲ تک ''سیاست مدنیہ'' کے دو اہم شعبوں ملک گیری اور ملک داری پر بحث کی گئی ہے، پھر رکوع نمبر ۳۳ سے رکوع نمبر ۴۰ تک خلافت کبریٰ کا بیان ہے۔

اس اجمال کی مختصر سی وضاحت یہ ہے کہ اگر ایک معین شخص مثلاً زید کی مصلحتوں کا علم زیر بحث ہو تو اسے ''تہذیب اخلاق'' کہتے ہیں جس کا بیان رکوع نمبر ۱۹ میں کیا گیا ہے اور اگر ایک جماعت کی مصلحتوں کا علم زیر بحث ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ وہ جماعت ایک مکان میں مشترک ہوگی مثلاً کافی سارے افراد ایک ہی مکان میں منزل در منزل رہتے ہوں تو ان کی مصلحتوں کا علم ''تدبیر منزل'' کہلاتا ہے اور اس کا بیان رکوع نمبر ۲۰ سے رکوع نمبر ۲۳ تک چلا گیا ہے۔

۲۔ وہ جماعت ایک شہر میں مشترک ہو تو اس کی مصلحتوں کا علم ''سیاست مدنیہ'' کہلاتا ہے جس کا بیان رکوع نمبر ۲۴ سے رکوع نمبر ۳۲ تک کیا گیا ہے اس کے بعد خلافت کبریٰ کا بیان ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: اوصاف متقین اور انجام کفار

قرآن کریم کے سراپا ہدایت اور لاریب ہونے کا ذکر کر کے متقین کی چھ صفات بیان کی گئیں کہ جو بھی ان صفات کے ساتھ متصف ہوگا اس کیلئے کامیابی اور کامرانی کا مژدہ جانفزا ہے جو قلوب عاشقین کیلئے منزل مقصود اور گوہر مطلوب ہے اور ان صفات کو ذکر کرنے کا اصل مقصد اس زمانے میں موجود اہل علم طبقے کو ترغیب دینا

ہے تا کہ وہ بھی ایمان سے مشرف ہوکر دخول جنت کا مستحق بن جائے ورنہ ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل مقبول وکارآمد نہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: منافقین کے امراض اوران کی اقسام

جو لوگ اپنے اعمال میں مسلمانوں سے ملتے ہیں کہ انہیں مسلمان کہا جاسکے اور نہ ہی کافروں سے کہ انہیں کافر کہا جاسکے، ایسے لوگوں کو اصطلاح شرع میں ''منافقین'' کہا جاتا ہے، یہ لوگ کافروں سے بھی بدتر ہیں، اس لئے ان کی سزا بھی عام کافروں سے زیادہ سخت رکھی گئی ہے اور''ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار'' کا اعلان کرکے ان کی ہمیشہ کی بدبختی پر مہر تصدیق ثبت کردی گئی۔ یادرہے کہ یہ انجامِ بدنفاق اعتقادی کا ہے، نفاق عملی کا یہ حکم نہیں۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ سے منافقین کی اصلاح

نفاق عملی دوقسم پر ہے۔

(۱) جن منافقین کے دل پر کفر کی موسلادھار بارش ہوکر ان کے قلب وجگر، اعضاء و جوارح اور رگ وریشہ میں کفر رچ بس گیا ہو۔

(۲) جن کے دلوں پر کفر کا زنگ اچھی طرح نہیں لگا، اس مقفل تالے کو اگر کھولنے کی کوشش کی جائے تو ایمان کا تیل ڈال کر اسے کھولا جاسکتا تھا چنانچہ انعامات خداوندی کی برسات کا دھیان پیدا کرکے اپنی طرف متوجہ ہونے اور پیغمبر خدا کی بارگاہ قدسی صفات میں غلام بن کر حاضری دینے کی ترغیب دی جارہی ہے، ان کے شکوک وشبہات کو کبھی چیلنج کے ذریعے اور کبھی ضرب الامثال کے ذریعے زائل کیا جارہا ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: ضرورت الہام

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت فرشتوں کا مکالمہ، عرضِ آدم، سجود ملائکہ، تکبر ابلیس، خروج از جنت وغیرہ امور اس رکوع کا حصہ ہیں۔ زمین پر اتارے

جانے کے بعد عرصہ دراز تک آدم علیہ السلام روتے رہے، بارگاہ قدسی میں توبہ کیلئے دعائیں کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

والی دعا الہام فرمائی اور اس دعا پر ان کی توبہ قبول فرمائی، اس سے الہام کی ضرورت پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب الہام حضرت آدم علیہ السلام جو کہ ابو البشر ہیں، کیلئے ضروری تھا تو ان کی اولاد کیلئے بطریق اولیٰ اس کی ضرورت ہوگی۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: نئی ملہم من اللہ جماعت کی ضرورت

بنی اسرائیل یہودیوں کو کہا جاتا ہے، اصل میں اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا، عبرانی زبان میں ''اسراء'' کا معنیٰ عبد اور ''اِیل'' کا معنیٰ اللہ ہے تو اسرائیل کا معنیٰ ہوا ''عبداللہ'' (اللہ کا بندہ) ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اور انہیں یہودی بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ''یہودا'' تھا اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے انہیں یہودی کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کی بڑی ناز برداریاں فرمائیں اور انہیں سلطنت اور حکومت عطا فرمائی۔ تقریباً ستر ہزار انبیاء ان میں بھیجے گئے، لیکن انہوں نے بعض انبیاء کو ناحق شہید کیا، بعض کو اذیتیں دیں، غرضیکہ یہ جماعت اپنی تمام ذمہ داریوں کو کما حقہ پورا کرنے میں ۸۰ فیصد ناکام رہی جس کی وجہ سے ایک ایسی جماعت کی ضرورت پیش آئی جو ان کی جگہ پر اچھے طریقے سے کام کرسکے، دین کو دنیا کی خاطر بیچتی نہ ہو، احکام خداوندی کی ۱۰۰ فیصد تعمیل کرنے والی ہو چونکہ نبی آخر الزمان کی بعثت ہو چکی تھی، اس لئے ان کی امت کو ''امت محمدیہ علی صاحبہا السلام والتحیة'' کا اعزازی لقب دے کر ''کنتم خیر امة اخرجت للناس'' کی نمایاں شان وشوکت کے ساتھ دنیا میں بھیجا گیا تاکہ سسکتی ہوئی انسانیت، تڑپتی ہوئی کائنات اور ایک بیمار جسم جو جگہ جگہ سے گل سڑ گیا تھا اس کے

علاج اور دوا دارو کا انتظام ہو سکے اور یہ جماعت ملہم من اللہ قرار پائی جس کی ضرورت پر بقدر ضرورت رکوع نمبر ۴ میں گفتگو مذکور ہے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: شہری و دیہی زندگی میں یہود کی ناکامی

اس رکوع میں بھی یہودیوں کو قبول اسلام اور تصدیق نبی ﷺ کی دعوت دی جا رہی ہے اور اپنی نعمتوں کو جتا کر انہیں احسان فراموشی کا مرتکب قرار دیا جا رہا ہے، آپ غور فرمائیں! کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر کتنے احسانات کیے کہ عین حالت عذاب میں بھی ان پر من وسلویٰ جیسی نعمتوں کی بارش ان پر ہوتی رہی لیکن

ع عزت کسی کسی کو راس آتی ہے

کے مصداق یہ قوم ذلت کی انتہائی پستیوں میں جا گری چنانچہ اگلے رکوع میں یہ بات آرہی ہے، ''وضربت علیھم الذلة والمسکنة'' جب چاندی کو سکے کی شکل میں ڈھالا جاتا ہے، اس وقت کہا جاتا ہے ''ضرب الدرھم'' پھر ظاہر ہے کہ اب اس چاندی پر وہ سکے والی کیفیت پختہ ہوگئی ہے اسی طرح یہودیوں پر ذلت اور مسکنت والی کیفیت بھی ایسی پختہ ہوگی ہے کہ وہ اب ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ بہر حال! اس قوم پر ہونے والے انعامات اور اہوال قیامت کا ذکر کر کے ان کو صدق دل سے ایمان لانے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

اور یہ جو اس قوم پر ذلت اور مسکنت کی مہر لگائی گئی وہ اس کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے تھی چنانچہ دیہاتی زندگی میں بھی یہ لوگ بری طرح ناکام ہوئے کہ بچھڑے کی پوجا پاٹ کرنے لگے پھر تقریباً ستر ہزار اس جرم کی پاداش میں اپنے ہی رشتہ داروں کے ہاتھوں مقتول ہو کر سزایاب ہوئے، اور شہری زندگی میں اس طرح کہ جب انہیں بیت المقدس میں داخلہ کا حکم ملا اور ان سے کہا گیا کہ مذکورہ بستی میں ''حطة'' کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ تو وہ خلاف حکم اس بستی میں داخل ہوئے اور ''حطة'' کی بجائے ''حنطة'' کہنا شروع کر دیا لیکن وہاں بھی وہ کامیاب زندگی نہ گزار سکے اس لئے ان سے خلافت ارض چھین کر حضور اقدس ﷺ کی امت کو دیدی گئی۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: یہود کا مصری زندگی میں ناکام ہونا

اس رکوع کے اندر بھی گزشتہ رکوع کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ جیسے یہ یہود بدوی اور قروی زندگی میں ناکام ہوئے اسی طرح شہری و مصری زندگی میں بھی بری طرح ناکام ہوگئے۔ اس لئے وہ اب خلافت الہیہ کے قابل نہیں رہے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: یہود کے امراض ثلثہ، تولی، تعمق اور حیلہ سازی

گزشتہ رکوعات میں یہود کا ہر قسم کے امتحان میں ناکام ہونا بالتفصیل بیان ہو چکا اور ان کی اس نالائقی کی وجہ سے ان پر ان تین بیماریوں نے مزید پختہ مہر لگا دی چنانچہ یہود کے اندر احکام خداوندی سے تولی اور اعراض کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا جس کے بار بار ظہور پر ایک مرتبہ ان پر طور پہاڑ کو مسلط کر دیا گیا تا کہ ان کو کچھ اپنے جنت کے ٹھیکیدار ہونے کے غرور کی حقیقت معلوم ہو جائے، پھر حیلہ سازی میں یہود آج تک مشہور ہیں اور اس رکوع میں ہفتہ والے دن مچھلی کے شکار کی ممانعت پر ان کی حیلہ سازی کا ذکر ہے، اور تعمق اس قدر کہ ایک گائے کو ذبح کرنے میں اس قدر سوالات کئے کہ اگر کسی کی نیت ہو تو وہ اتنے سوال ہی نہ کرے کہ اس کی عمر کتنی ہو؟ رنگ کیسا ہو؟ کھیت میں جتی ہو یا نہ؟ وغیرہ، ان تین امراض نے ان کی بدبختی اور شقاوت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: یہود مسلمانوں کے مساوی رہ کر بھی کام نہیں کر سکتے

جب بھی دو جماعتیں باہم مل کر کوئی کام کرنا چاہیں تو اس میں عقلی طور پر تین صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) ایک جماعت تابع ہو اور دوسری متبوع ہو۔

(۲) دونوں باہم مساوی ہوں۔

(۳) دوسری تابع ہو اور پہلی متبوع ہو۔

اب مسلمان اور یہودی دو قومیں ہیں۔ یہودیوں میں پہلی صورت بھی جاری

نہیں ہوسکتی کہ یہود متبوع ہوں اور مسلمان تابع کیونکہ اس سے قبل یہ بات بالتفصیل ثابت ہو چکی ہے کہ یہود میں متبوع بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ اور دوسری صورت بھی جاری نہیں ہوسکتی کہ دونوں مساوی ہوں کیونکہ اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمیں یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ یہود ہماری بات مان کر اسلام میں داخل ہوکر ہماری مساوی ہوکر کام کریں گے۔ رہ گئی تیسری صورت تو وہ یہ کہ یہودی تابع ہوں مسلمان متبوع ہوں تو وہ بھی جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ یہود نے کہا تھا "قلوبنا غلف" لہٰذا یہود تابع بننے کے قابل بھی نہ رہے اس لئے یہود ہر اعتبار سے بیکار ہیں۔

یہود کی عملی کمزوریاں

پھر ان کی عملی کمزوری یہ ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر تورات کے احکام میں تبدیلی کرنے پر بھی نہیں چوکتے، اپنے ہی ہاتھ سے لکھ کر اللہ اور رسول کی طرف منسوب کرنے میں انہیں کوئی بار محسوس نہیں ہوتا۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: یہود کی بداعمالیاں

یہود کو اللہ کی عبادت کرنے اور احسان وسلوک کرنے کا حکم اور اپنے ہم مذہبوں اور ہموطنوں کو جلاوطن کرنے، ان کو تنگ کرنے سے روکا گیا تھا لیکن یہ اس قدر بدعمل نکلے کہ بعض احکام پر عمل کیا اور بعض پر نہیں کیا حالانکہ یہ ان احکامات پر عمل کرنے کا پختہ اقرار اور وعدہ کر چکے تھے اور اس پر اپنی شہادت بھی دے چکے تھے، اس سے بڑھ کر اور ان کی نااہلی کا کیا ثبوت ہوگا؟

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: یہود کے امراض دائمی ہیں

رکوع نمبر ۹ میں اس بات کی تفصیل گزر چکی ہے کہ یہود مسلمانوں کے تابع یا متبوع یا مساوی رہ کر کام نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے امراض دائمی ہیں۔ حضور ﷺ کے آنے سے قبل آپ کے نام سے فتح کی دعائیں مانگتے تھے لیکن جب اس نبی آخر الزمان ﷺ کے مبعوث ہونے کا وقت آیا تو ان کا انکار محض عناداً اور حسداً کر دیا، اور

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حاسد، محسود کا کچھ نقصان نہیں کرتا البتہ خود غیظ و غضب کی آگ میں جلتا اور سڑتا رہتا ہے۔

رکوع نمبر۱۲ کا خلاصہ: حالت انحطاط میں یہود کا مشغلہ

جب یہودیوں کی عقل سلب کر لی گئی اور ان کی عقل پر پردے پڑ گئے تو انہوں نے جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کا مشغلہ اپنا لیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ انہوں نے جادو سیکھنا شروع کر دیا اور اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف سازشیں کرنا ان کا محبوب ترین مشغلہ قرار پایا چنانچہ لبید بن اعصم یہودی کا اپنی بیٹیوں سے جادو کرانا اسی سلسلہ کی کڑی معلوم ہوتی ہے جس پر معوذتین نازل ہوئیں۔ الحاصل یہ کوئی اچھا مشغلہ نہیں اس سے ان کی عقل ماؤف ہو کر رہ گئی ہے اور ان میں قبول حق کا مادہ باقی نہیں رہا۔

رکوع نمبر۱۳ کا خلاصہ: اہل کتاب سے مقاطعہ اور بحثِ نسخ

مسلمانوں کو ادب سکھانے کی ذمہ داری خود رب العالمین نے اپنے ذمے لے رکھی ہے چنانچہ ایسے الفاظ بھی استعمال کرنے سے منع کر دیا گیا کہ جو ذومعنیٰ ہوں، ایک معنی ان کا درست ہو اور دوسرا معنیٰ غلط۔ ''لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا'' کا حکم اسی مصلحت کے تحت دیا گیا ہے، پھر یہودیوں کا تحویل قبلہ کے سلسلہ میں اعتراض اور اس کے جوابات دیئے گئے ہیں، تحقیقی جواب تو دوسرے پارے میں آئے گا البتہ الزامی جواب یہاں منقول ہے کہ بیت المقدس کو بطور قبلہ منسوخ قرار دیا گیا ہے یہ خالق و مالک کائنات نے کیا ہے اور وہ اس پر قادر ہے، زمین و آسمان اس کی ملکیت میں ہیں اس کو ان میں ہر قسم کا تصرف کرنے کا اختیار ہے اس نے اگر اپنا یہ حق استعمال کرتے ہوئے کسی حکم کو بدل دیا تو اے یہود بے بہبود! تمہیں اس میں کیا اعتراض کا حق ہے؟ کیا تم خدائی کے دعویدار ہو؟ خدائی میں شرکت کے دعویدار ہو؟ کیا چیز ہو؟ یہ تو وہی بات ہوگئی کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: یہود مساجد کو غیر آباد کرنا چاہتے ہیں

ایک طرف تو یہود و نصاریٰ باہم ایک دوسرے سے جھگڑے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کے سب سے بڑے وحدت ملی کے مرکز مسجد کو ویران کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں اور مسلمانوں کو مساجد سے روکتے ہیں چنانچہ مسجد اقصیٰ قبلہ اول سے مسلمانوں کو روکے رکھا تاوقتیکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور باسعادت اپنی تمام تر سعادتوں اور کامیابیوں کے ساتھ آیا تو مسلمانوں کو وہاں جانا میسر ہوا تو جو قوم اس قدر گئی گزری ہو آپ ﷺ کو اس کے ایمان لانے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: تعمیر بیت اللہ بدست خلیل اللہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان اور ان کی کامیابی کا ذکر کر کے ان کی چند دعائیں ذکر کی گئیں ہیں ان دعاؤں کا اصل محور مکۃ المکرمہ ہے جس میں بیت اللہ واقع ہے اب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سابقہ دعائیں پوری ہو جائیں (جو یقیناً پوری ہوئیں) تو تحویل قبلہ کا اعتراض یہودیوں کو واپس لے لینا چاہیے۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: دین میں ہمارا مسلک یہود کے مسلم التعظیم بزرگوں والا ہے

حضور ﷺ کا دین مبارک حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے دین سے بہت میل کھاتا ہے اور یہ تمام حضرات وہ ہیں جو یہود کے یہاں مسلم التعظیم ہیں لہٰذا یہود کو اپنے اعتراضات جن کی کوئی علمی حیثیت نہیں بلکہ وہ محض ضد کی بناء پر ہیں ان سے باز آجانا چاہیے اور دین محمدی میں داخل ہو جانا چاہیے۔

رکوع نمبر ۱۷ کا خلاصہ: تحویل قبلہ کا تحقیقی جواب

ازل میں یہ بات مقدر ہو چکی تھی کہ مسلمان سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے، مآل کار ان کا قبلہ بیت اللہ قرار پائے گا۔ اب اگر

مسلمان یہود کی خوشنودی اور ان کو مسلمان بنانے کی غرض سے بیت المقدس ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہتے تب بھی انہوں نے مسلمان نہیں ہونا تھا حتیٰ کہ تم ان کی خواہشات پر عمل پیرا ہو جاتے پھر شاید یہ تمہاری بات مان لیتے۔

رکوع نمبر ۱۸ کا خلاصہ: تلقین استقامت برقبلہ اور باب تہذیب اخلاق کے دو اصول ذکر و شکر

اس رکوع میں بتایا جا رہا ہے کہ ہر ایک امت کا ایک قبلہ رہا ہے، قیامت کے دن دیکھا جائے گا کہ کس نے اپنے قبلے کا حق پورا پورا ادا کیا، نیز مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اب بیت اللہ ہی تمہارا قبلہ ہے اس لئے جہاں بھی نماز کا وقت آئے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔ پھر مسلمانوں کو اپنے اخلاق میں تہذیب اور شائستگی پیدا کرنے کیلئے ذکر و شکر کی تلقین کی گئی کیونکہ ذکر الٰہی سے زبان تر و تازہ رہے گی تو زبان کے گناہ اس سے صادر نہ ہوں گے اور شکر سے دل معمور ہوگا تو قلبی گناہوں سے حفاظت کا سامان ہوتا رہے گا گویا مومن کو دو ہتھیار دیئے گئے ہیں جن سے وہ شیطان لعین کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔

رکوع نمبر ۱۹ کا خلاصہ: تہذیب اخلاق کے تین رہنما اصول

گزشتہ رکوع میں تہذیب اخلاق کے دو اصول بیان کئے گئے اب اس رکوع میں تین اور اصول ذکر کر رہے ہیں تو یہ کل ملا کر پانچ ہو گئے۔ (۱) ذکر، (۲) شکر، (۳) دعا، (۴) صبر، (۵) تعظیم شعائر اللہ۔ انسان کو دنیا میں ہر قسم کے احوال پیش آتے رہتے ہیں جن سے بعض مرتبہ انسان گھبرا جاتا ہے بندہ مومن اس سے بچاؤ کیلئے نماز کی طرف توجہ کرتا ہے اور بعد فراغت نماز، دعا میں الحاح و زاری کرتا ہے اگر مطلب برآری ہو جائے تو شکر کا حکم ہے اور اگر کچھ دیر ہو جائے تو صبر کا حکم ہے، پھر یہ کہ شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم دیا جا رہا ہے آگے پارہ نمبر ۱۷ میں یہ بات آ جائے گی کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دلی تقوی کی علامت ہے۔

رکوع نمبر۲۰ کا خلاصہ: تدبیر منزل کے پانچ مسئلوں میں سے پہلا مسئلہ، کسب رزق

تدبیر منزل کو ہم پانچ مسائل میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر مسئلہ پر رکوع کے اعتبار سے بحث کریں گے۔

(۱) کسب رزق

(۲) صَرف کرنے کے اصول

(۳) نظام فوجداری

(۴) نظام دیوانی

(۵) اشاعت تعلیم اور اصلاح معاملات

اس رکوع میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے اور اپنی رحمت سے کسب حلال کیلئے خزانے کھول دیئے ہیں، انسان کو چاہئے کہ ان میں کام کر کے اپنی گزر بسر کا سامان پیدا کرے، ظاہر ہے کہ ہر کام میں کچھ نہ کچھ رکاوٹیں پیش آتی ہیں اگر کسب حلال میں کوئی رکاوٹ پیش آئے تو کسی غیر اللہ کے آگے سر نہ جھکانا اسی خدا سے مانگنا جس نے تمہیں پیدا کیا۔

رکوع نمبر۲۲ کا خلاصہ: نظام فوجداری اور نظام دیوانی کے اصول

نظام حکومت کے دو صیغے ہیں، فوجداری اور دیوانی، فوجداری نظام کا ابتدائی سلسلہ گھر سے شروع ہوتا ہے مثلاً اگر گھر میں لڑائی ہو جائے تو اس قضیے کا فیصلہ کس طرح کیا جائے؟ سو گھر کا بڑا آدمی اس طرح فیصلہ کرے کہ گھر میں سیاستِ اسلامیہ کا مادہ پیدا ہو سکے، پھر جس طرح مالدار کیلئے وصیت میں انصاف کا خیال رکھنا لازمی ہے، اسی طرح مال کے ہر معاملہ میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنا بھی لوازم انسانیت میں سے ہے اس کا خیال رکھنا نظام دیوانی کے زمرے میں آ کر لازم قرار پاتا ہے۔

رکوع نمبر۲۳ کا خلاصہ: اشاعت تعلیم اور اصلاح معاملات

ماہ رمضان میں تین چیزیں بظاہر مقصود نظر آتی ہیں۔

(۱) گھروں میں مذہبی تعلیم پھیلانا۔

(۲) قانون وروح مذہب کا پابند بنانا۔

(۳) انتظام قائم کرنا۔ مسلمانوں کا نصاب تعلیم قرآن ہے، زمانہ تعلیم رمضان ہے اور طریقہ تعلیم صلوۃ التراویح ہے۔

اور ایک اہم عبادت اعتکاف ہے جو کسی بھی محلہ والوں پر سنت علے الکفایہ کے طور پر ضروری ہے۔ اصلاح معاملات کے سلسلے میں یہ بات بطور قاعدہ کلیہ کے ملحوظ رہے کہ کسی کا مال ناحق نہ کھایا جائے۔ اور روح تعلیم دعا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ''الدعا مخ العبادۃ''

رکوع نمبر ۲۴ کا خلاصہ: ملک گیری

اس رکوع کے اندر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ملک گیری کے رہنما اصول بتائے ہیں اور وہ یہ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کا فوجی ہے اور فوجی ہر وقت اپنے افسر کے حکم کا منتظر رہتا ہے، مسلمانوں کو بھی ہر وقت جہاد کیلئے تیار رہنا چاہئے اور جب جہاد شروع ہو تو بھی یہاں تک لڑو کہ اللہ کا حکم اور اس کا دین نافذ ہو جائے، لیکن لڑنے میں اس قدر بے قاعدہ نہ ہو جانا کہ اشہر حرم کی عظمت وحرمت اور اس کے تقدس کو پامال کر دو، اس کا خیال رکھنا، البتہ اگر کفار اشہر حرم میں قتال کرنا شروع کریں تو پھر تمہیں بھی جوابی کاروائی کی اجازت ہے۔ پھر آگے حج کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ جن اوصاف کی ضرورت جہاد و قتال میں پیش آتی ہے ان کی مشق مسلمانوں کو حج میں کرائی جاتی ہے اس لئے اس کے بعد حج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ۲۵ کا خلاصہ: اقسام الحجاج

سفر حج میں اخلاق کی اصلاح منظور ہے اس لئے اس میں کسی قسم کا جھگڑا وغیرہ نہیں ہونا چاہئے اور اصلاح روحانیت اور حفاظت اخلاق کا زادِراہ ساتھ لاؤ تا کہ کوئی بداخلاقی نہ ہو اور تعلق باللہ میں خلل نہ ہو، اس موقع پر حجاج کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

(۱) جن کو محض دنیا کی طلب اور خواہش ہوگی۔
(۲) جن کو اللہ کی رضا مطلوب ہوگی لیکن انہیں اگر تبعاً دنیاوی فلاح بھی حاصل ہو جائے تو وہ اس پر بھی خوش ہو جاتے ہیں۔

رکوع نمبر ۲۶ کا خلاصہ: تمہید قتال کے بعد اعادۂ حکم قتال

رکوع نمبر ۲۴ میں جو قتال کی ترغیب مسلمانوں کو دی گئی تھی گویا وہ ایک تمہید تھی اب اس رکوع کے اندر قتال کا حکم دوبارہ دیا جا رہا ہے اور مسلمانوں سے یہ کہا جا رہا ہے کہ تمہارے اوپر تکالیف کا آنا ازبس ضروری ہے اس کے بغیر دخول جنت کا گمان بھی نہ کرنا اگرچہ قتال و جہاد کا حکم تم پر بہت شاق اور بھاری ہے لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک چیز کو اپنے حق میں بہتر سمجھتا ہے حالانکہ وہ اس کے حق میں مضر ہوتی ہے، اور ایک چیز کو مضر سمجھتا ہے حالانکہ وہ چیز اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے جیسے جہاد کہ اس کو لوگوں میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے حق میں مضر سمجھتے ہیں حالانکہ اسی میں ان کی بہتری پنہاں ہے جو ان کو آئندہ چل کر معلوم ہوگی۔

رکوع نمبر ۲۷ کا خلاصہ: مسائل متفرقہ متعلقہ قتال

اس رکوع میں قتال و جہاد کے متفرق مسائل بیان کئے جا رہے ہیں مثلاً یہ کہ جہاد کا حکم عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے "کما فی الحدیث، اَلْجِهَادُ مَاضٍ مُذْ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ اِلٰی اَنْ یُّقَاتِلَ آخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ" اگر کوئی شخص حکم قتال کو سن کر اسلام ہی سے انحراف کر لے تو یہ اللہ کا باغی ہے اور باغی ہر حکومت کے نزدیک واجب القتل ہوتا ہے، نیز یہ کہ جہاد میں مال و زر خرچ کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے گی لیکن اس میں حلال روزی استعمال کی جائے جوا اور سود کی کمائی لگانا جائز نہیں پھر یہ کہ اگر جنگ میں مسلمان شہید ہو جائیں اور ان کی یتیم اولاد زندہ ہو تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے اور خود اس بات کا خیال رکھو کہ کسی مشرکہ عورت کے حسن و جمال سے مرعوب ہو کر اس پر فریفتہ نہ ہو جانا کہ اس سے نکاح کی رغبت تمہارے دل میں پیدا ہو جائے۔

رکوع نمبر ۲۸ تا ۳۱ کا خلاصہ: مسائل ملک داری

حاکم ایسے احکام جاری کرے جن کا مستقبل میں اچھا اثر ہو اور وہ تقویٰ سے باہر نہ ہوں، اور اگر ایسا حکم دیا کہ جس کے مضر نتائج سامنے آئیں تو اس حکم کو واپس لے لے خواہ قسم سے بھی اس کی توثیق کر چکا ہو اور اگر وہ یمین لغو ہو تو اس میں کفارہ اور مواخذہ بھی نہیں اور اگر حاکم اور اس کی رعایا میں کشیدگی پیدا ہو جائے تو حاکم کو معزول کرنے سے قبل چار مہینے کی مہلت دی جائے تا کہ وہ اپنے معاملہ میں خوب غور وفکر کر لے اور اپنی اصلاح کر لے۔

اگر وہ استعفاء دیدے تو پھر اس کے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے، اگر تین مرتبہ اس کو حاکم بنایا گیا اور تینوں مرتبہ استعفاء کی نوبت پیش آگئی تو اس علاقے کا اس کو دوبارہ حاکم نہیں بنانا چاہئے البتہ اگر وہ دوسرے علاقے کا حاکم بن کر یہاں آئے تو دوسری بات ہے، اور اگر اس کے جاتے ہوئے دوسرا حاکم آئے تو اس کے راستے میں روڑے نہ اٹکائے، اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے اور نماز قائم کرنے کی طرف خصوصی توجہ کرے۔

رکوع نمبر ۳۲ کا خلاصہ: قانون ملک گیری اور ملک داری کے بعد اقدام عمل

جب جہاد وقتال کیلئے نکلنے لگو تو موت کے خیال کو بھی دل میں نہ لانا، موت و حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اپنے خون پسینے کی کمائی بھی شامل کر لینا اور ایک امیر کا انتخاب بھی لازمی ہے لیکن وہ دنیاداروں کے طریقے کے مطابق دولت مندی کے معیار پر قائم نہ ہو بلکہ ذی علم اور جسیم ہو کہ مدمقابل سے مرعوب نہ ہو سکے اگر یہ کام کر لئے تو پھر ملک واھل ملک پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول لازماً ہوگا (انشاء اللہ)

رکوع نمبر ۳۳ کا خلاصہ: ضرورت خلافت

امیر اپنے تقرر کے بعد فوج کا امتحان لے اور اس میں سے فرمانبردار اور نافرمان کو الگ کرے پھر فرمانبرداروں کو لیکر اللہ کے باغیوں سے جنگ کرے تو اللہ تعالیٰ

اس کی ضرور مدد کریں گے خواہ وہ لوگ تعداد کے اعتبار سے تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔

رکوع نمبر ۳۴، ۳۵ کا خلاصہ: فرائض خلیفہ

جب زمین میں اللہ کی خلافت قائم ہو جائے تو پھر خلیفہ کا فرض یہ ہے کہ اپنی اور اپنے ماتحتوں کی جان مال اور حفاظتِ توحید میں لگا رہے ہاں! کسی کو اس کا مذہب ترک کرنے پر جبر نہ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے واقعات کی نشر و اشاعت کا اہتمام کرے جن سے عقیدہ توحید کی تائید اور اس کو تقویت پہنچتی ہو۔

رکوع نمبر ۳۶، ۳۷ کا خلاصہ: معاونین خلافت کے فرائض اور شرائط انفاق فی سبیل اللہ

معاونین خلافت کی دو قسمیں ہیں ۔ ۱۔ اہل علم، ۲۔ اہل دولت ۔ اس رکوع میں اہل دولت کے فرائض بیان کئے جا رہے ہیں کہ وہ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کریں پانچ شرطوں کے ساتھ جن میں سے تین انسان کے اندر ہونی چاہئیں اور دو نہیں ہونی چاہئیں۔

(۱) اللہ کے راستے میں دے کر احسان نہ جتائیں۔

(۲) جس کو دیا گیا ہے اس کو تکلیف نہ دیں۔

(۳) رضاء خداوندی کیلئے مال خرچ کریں۔

(۴) دل کی خوشی سے خرچ کریں۔

(۵) عمدہ چیز خرچ کریں اور اہل علم کیلئے بھی یہی پانچ شرائط ہیں جن کے مطابق وہ اپنے علم کو پھیلائیں۔

رکوع نمبر ۳۸ کا خلاصہ: سودخوری کی ممانعت

سودخوری کا انجام نہ قیامت میں اچھا ہوگا اور نہ وہ اس دنیا کی لذتیں پوری طرح اٹھا سکے گا اور اس پر مزید سزا یہ کہ اللہ کی لعنت میں گرفتار رہے گا اس لئے سود سے باز آ جانا چاہئے، اور جو لوگ باز نہیں آتے وہ اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ کر

رہے ہیں، جس میں یقیناً وہ ناکام ہوں گے اس لئے ان کو اپنے حق میں سوچنا چاہئے۔

رکوع نمبر ۳۹ کا خلاصہ: قانون دَین

''ربوا'' کو اس قدر شدت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا کہ اس کے برابر پورے قرآن میں کہیں ایسی شدت نہیں آئی۔ اصل میں ربوا کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ لوگ وقت پر قرض ادا نہیں کیا کرتے تھے اس لئے اس رکوع کے اندر قرض وقت پر ادا کرنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔

رکوع نمبر ۴۰ کا خلاصہ: شوریٰ خلافت کا اللہ سے تعلق

اس خلافت کو چلانے والے اصحاب کا اللہ سے ایسا تعلق ہو کہ ان میں کے ہر شخص کا اس کے بھیجے ہوئے ہر پیغمبر پر ایمان ہو، محاسبہ نفس میں کوشاں رہتا ہو اور ہر وقت عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور میں دعائیں کرتا رہتا ہو تاکہ زمین میں فتنہ فساد نہ ہو اور اللہ کی حکومت قائم ہو۔

سورۂ آل عمران کا خلاصہ

اصلاح وتردید عیسائیت

عیسائیوں کے من گھڑت عقائد کی تردید اور ان کی اصلاح کا بیان اس سورت میں ہوگا۔ سورۂ بقرہ میں یہود کی اصلاح بالذات اور عیسائیوں کی بالتبع مقصود تھی اور سورۂ آل عمران میں عیسائیوں کی اصلاح بالذات اور یہودیوں کی بالتبع۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: نصاریٰ کو دعوت الی الکتاب اور تعلیم کتاب میں صحیح اور غلط کا امتیاز

عیسائی چونکہ تین خدا مانتے تھے اور مانتے ہیں اس لئے ان کو توحید کی دعوت دینے کے بعد کہا جا رہا ہے کہ جس خدا نے انجیل نازل کی اسی خدا نے قرآن نازل کیا ہے تم اس کی بات کیوں نہیں مانتے؟ تمہیں ضرور اس کی بات مان لینی چاہئے، قرآن کریم کی آیات دو (۲) بڑی قسموں میں منقسم ہیں۔ (۱) محکمات (۲) متشابہات۔ ان کی تعلیم کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے محکمات کا علم حاصل کیا جائے جو کتاب الٰہی کے اصول ہیں۔ اس کے بعد متشابہات کو اللہ پر چھوڑ دیا جائے لیکن بعض لوگ جو کہ سمجھنا نہیں چاہتے اور قلبی طور پر بیمار ہیں وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں سے بچنا چاہئے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: مسلک صحیح کے مخالفین کی بربادی اور موافقین کی سرفرازی کا اعلان

جو لوگ اللہ کے باغی ہیں اور توحید کے منافی عقائد اپنے آپ پر مسلط کرتے ہیں ان کا انجام بہت برا ہوگا اور وہ آخرت میں جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے اور جو لوگ اللہ کی گواہی، فرشتوں اور اہل علم کی گواہی علی التوحید کو سچا مانتے ہیں اور اللہ کے مطیع

اور اس کی وحدانیت کے قائل ہیں ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت کی ابدی نعمتوں میں پہنچا دیا جائے گا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: مخالفین ومعاندین راہ راست پر نہیں آسکتے

اوپر یہ بیان کیا گیا کہ مسلک صحیح کے مخالفین فی النار والسقر ہوں گے، اس رکوع میں یہ بتایا جارہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ راہ راست پر آنا ہی نہیں چاہتے بھلا جو قوم انبیاء کو ناحق شہید کرے اور ان کی تکذیب کرے اور پھر یہ کہے کہ ہمارے سب گناہوں کا کفارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر چڑھ کر ادا کر دیا حالانکہ اس کا ذکر تو بعد کی پیداوار ہے اصلی انجیل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ۔ الغرض! یہ لوگ راہ راست پر نہیں آسکتے، اس لئے مسلمانوں کو ان سے دلی دوستی کئے بغیر اپنی راہ پر گامزن رہنا چاہئے اور ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: عزت کا دارومدار نیک لوگوں کی اتباع میں ہے

حضور ﷺ کی اتباع محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، اپنی منت کو پورا کرنا ہو تو مریم کی والدہ کو دیکھو، اولاد کی تمنا ہو تو حضرت زکریا علیہ السلام کے عمل کو دیکھو، اور اولاد صالح کو دیکھنا ہو تو یحییٰ علیہ السلام کو دیکھو، اور اپنے آپ کو ان کے نمونے اور اسوہ پر چلانے کی کوشش کرو اس میں تمہاری عزت کا راز پنہاں ہے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اور ان کی تعلیمات کا خلاصہ

گزشتہ رکوع میں حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر کیا گیا اس رکوع میں ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عجیب طریقہ سے ''بغیر باپ'' کے پیدا ہونے کی بشارت حضرت مریم کو سنائی جا رہی ہے اور ان کی پیدائش کے بعد ان کو برگزیدہ پیغمبر بنا کر کتاب ہدایت انجیل کا مستحق قرار دیا گیا جس میں ان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے، کہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتے ہیں، اللہ سے تعلق جوڑو

جس طرح میرے سارے کام ہو جاتے ہیں تمہارے بھی ہو جایا کریں گے، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تصدیق کرتے ہوئے اس کے دین کے معاون بن جاؤ، تمہارے خلاف ساری باطل طاقتوں کو اللہ تعالیٰ قوت تدبیر کے ذریعے تمہارے راستے سے ہٹا دے گا۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: چار وعدے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چار قسم کے وعدے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ توفی: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد اور روح کے ساتھ اس دنیا سے منتقل ہو جائیں گے۔

۲۔ رفع الی السماء: وفات کے بعد (روح مع الجسد) کو آسمان پر زندہ اٹھالیا جائے گا۔

۳۔ تطھیر من الکفار: یعنی کفار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیں گے اور کفار اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

۴۔ متبعین کا غالب رہنا: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین ہمیشہ (جب تک وہ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں) اپنے مخالفین پر غالب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاروں وعدے پورے فرمائے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اہل کتاب کو مسلک صحیح کی دعوت اور انکا انحراف

اہل کتاب سے کہا جا رہا ہے کہ تم توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ تمہارے بڑے مذہبی پیشوا جن کو تم قابل تعظیم سمجھتے ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی موحد تھے وہ تو نہ مشرک تھے، نہ یہودی اور عیسائی، تم بھی توحید کا دامن تھام لو تا کہ نجات حاصل کرو لیکن انہوں نے اس سیدھی، صاف اور سچی تعلیم و دعوت کو ٹھکرا دیا اور یوں اپنی دنیا و آخرت کی ذلت و بربادی کا سامان پیدا کرلیا۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: اہل کتاب کا مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہونا

اس رکوع میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) اہل کتاب کی سازش کا انکشاف

(۲) اس سازش سے بعض حضرات کا استثناء

(۳) سازشیوں سے اللہ تعالیٰ کا برتاؤ

(۴) سازشی لوگوں کی اپنے بڑوں کے مسلک کی خلاف ورزی۔

چنانچہ اہل کتاب کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کا انکشاف یہ ہوا کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو اسی بات کی تلقین کرتے ہیں کہ دن میں مسلمان ہو جاؤ اور رات کو اسلام سے منکر ہو جاؤ تا کہ لوگ مسلمان ہونا چھوڑ دیں البتہ بعض لوگ اس سازش میں شریک نہیں اور جو شریک ہیں وہ یاد رکھیں! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کا سخت عذاب دیں گے کیونکہ یہ اپنے بڑوں کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ان کے بڑے تو سازش کرنے والے نہ تھے انہیں کیا ہو گیا؟

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: اہل کتاب کے مقتداؤں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا اقرار

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ اقرار و وعدہ لیا تھا کہ اگر آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری موجودگی میں مبعوث ہو گئے تو تم ان کی تصدیق وتصویب کرنا اور ان کی مدد کرنا، کیا تمہیں یہ بات منظور ہے؟ سب نے وعدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس وعدہ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی اس معاہدے پر گواہ رہنا اور میں بھی گواہ ہوں تو جب انبیاء علیہم السلام نے جو ان کے مقتداء ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا اقرار کیا ہے تو اہل کتاب کو تو بطریق اولیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنی چاہئے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: یہود کے ایک شبہ کا جواب

یہودیوں کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ تم اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کا متبع کہتے ہو حالانکہ ملت ابراہیم میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام تھا تم

اس کو کیوں استعمال کرتے ہو؟ اس کا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ یہ چیزیں ملت ابراہیمی میں حرام نہ تھیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے منت کے طور پر ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، ورنہ ان چیزوں میں فی نفسہ کوئی حرمت نہیں ہے۔ پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا گھر خانہ کعبہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر سے بھی آراستہ ہوا تم اس کا حج کرتے رہو تا کہ تمہارے اندر اتحاد و اتفاق کی خصلت پیدا ہو اگر اہل کتاب تمہاری بات مان لیں تو ٹھیک، ورنہ تم ان سے مقاطعہ اور بائیکاٹ کرلو۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: دعوت کیلئے ایک جماعت کی ضرورت اور اس کے اخروی نتائج

مسلمانوں کی ایک جماعت اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتی رہے۔ اس میں کسی قسم کا تفرقہ بازی نہ کی جائے تو اس کا آخرت میں نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن اس جماعت میں کام کرنے والوں کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: امت مسلمہ کا فرض اور منافقین سے مقاطعہ

اس رکوع میں تین مسئلے ذکر ہوں گے۔

(۱) حضور ﷺ کی ساری امت مبلغ ہے۔

(۲) یہود اس منصب کو ترک کرنے کی وجہ سے اللہ کی نظروں سے گر گئے۔

(۳) منافقین سے مقاطعہ۔

اس امت پر بحیثیت امت ہونے کے تبلیغ احکام دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے اس منصب کو ترک نہ کرنا ورنہ یہود کی طرح اللہ تعالیٰ کی نظروں میں تمہاری کوئی وقعت نہ رہے گی اور منافقین سے دلی دوستی رکھ کر ان کو اپنے اندرونی راز نہ بتانا کیونکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اس سے قبل اہل کتاب سے مقاطعہ کا حکم آچکا ہے اور اب منافقین سے مقاطعہ کا حکم ہے۔

رکوع نمبر ۱۳ کا خلاصہ: غزوہ بدر کی کامیابی کا اصلی سبب

غزوہ بدر میں اس قدر شاندار فتح کا اصل سبب یہ تھا کہ اس وقت مسلمانوں کی جماعت میں کوئی منافق شامل نہ تھا اس لئے مسلمانوں کی طبیعتوں میں استقامت تھی اور یہی کامیابی کا اصل سبب ہے جبکہ غزوہ احد میں منافقین شامل تھے جو اگرچہ بعد میں علیحدہ ہو گئے لیکن ان کے تخلف کی وجہ سے طبیعتوں میں استقامت نہ رہی اس لئے مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: غزوہ احد کی لغزش کی اصلاح

اس رکوع میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ بداخلاقی سے بچ کر متقین کے اوصاف اپناؤ اور گناہ پر اصرار کے بجائے استغفار کرلیا کرو۔ جنگ احد میں جو شکست ہوئی وہ اس وجہ سے بھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کھرے اور کھوٹے کو الگ الگ کرنا چاہتے تھے تاکہ تمام لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اس جماعت میں مسلمانوں کے نام پر منافقین کی کتنی جماعت داخل ہوئی ہے؟

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: ہر کام اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کرنا چاہئے

دنیا میں جو کام بھی اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے کامیابی سے ہمکنار ضرور کرتا ہے بشرطیکہ اخلاص نیت کے ساتھ ہو۔ کسی بھی خاص شخصیت کے ساتھ کام کو وابستہ نہیں کرنا چاہئے کہ اگر وہ شخصیت نہ ہو تو کام ہی چھوڑ دیا جائے، کیونکہ دنیا میں جتنی بھی شخصیات ہیں ان میں سے ہر ایک نے وقت مقررہ پر جانا ہے اس لئے اخلاص سے کام کرتے رہنا چاہئے۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: احد کی شکست کا اصل سبب

غزوۂ احد میں حضور ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے پھر اس سے قبل جن صحابہ کرام کو جبلِ احد کے درے پر مقرر کیا گیا تھا، انہوں نے اپنے امیر کے ساتھ اجتہادی طور پر اختلاف

رائے کیا جس میں حضور ﷺ کے حکم کی ایک طرح سے نافرمانی بھی شامل تھی گو یہ اجتہادی خطا تھی لیکن اس کے باوجود اس غلطی پر مسلمانوں کو جنگ احد میں شکست ہوگئی۔

رکوع نمبر ۱۷ کا خلاصہ: مسلمانوں کے منتشر شیرازہ کو حضور ﷺ کا جمع فرمانا

غزوۂ احد میں شکست کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے سے دور نہیں کر دیا کہ تمہاری وجہ سے شکست ہوگئی بلکہ رحم، عفو و مغفرت بلکہ ان سے مشاورت تک میں کمی نہیں کی بلکہ اور اضافہ کر دیا اور یوں اس منتشر شیرازہ کو جمع فرمالیا اور پھر یہ کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو قیدیوں کے بارے اختیار دیا گیا تھا، مسلمانوں نے فدیہ لیکر ان کو قید سے رہا کرنے کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے مشورہ سے اختیار کر لیا کیونکہ اس وقت کچھ مال کی ضرورت تھی اور وہ فدیہ لینے سے پوری ہو رہی تھی کہ اگر بالفرض اگلی جنگ میں ہمارے آدمی قتل ہوئے تو وہ شہادت کے اعلیٰ درجہ پر ہوں گے۔ چونکہ مسلمانوں نے اپنے ستر آدمی شہید ہونا خود منظور کئے تھے، اس لئے غزوہ احد میں ستر آدمی شہید ہوئے گویا غزوہ احد، غزوہ بدر کا تتمہ ہے۔

رکوع نمبر ۱۸ کا خلاصہ: بدر صغریٰ کی کامیابی کا راز

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو کر اپنے اندر اعلیٰ اخلاقی عادات پیدا کرنا ہی صحابہ کرام کا سب سے بڑا زریں کارنامہ تھا، جس کی وجہ سے وہ ہر جگہ اور ہر محاذ پر کامیابی کے ساتھ ہمکنار ہوتے رہے۔ چنانچہ بدر صغریٰ میں بھی ایک اعلیٰ وصف ''موت کی پرواہ نہ کرنا'' مسلمانوں کی کامیابی کا سبب بنا۔

رکوع نمبر ۱۹ کا خلاصہ: تذکرہ امراض یہود

اس رکوع میں یہود کے تین امراض کا ذکر کیا گیا ہے جن سے تمام مسلمانوں کو پرہیز کرنا ضروری ہے۔

ا۔ بخل:

یہ صفت ان کے اندر اس قدر کامل درجہ کی پائی جاتی ہے کہ اگر دین کے نام پر ان کو ایک دو روپیہ دینا پڑ جائے تو نہ دیں اور اگر دیدیں تو ان کی رات کی نیند اور دن کا چین حرام ہو جائے۔

۲۔ حیلے بہانے تراشنا:

اس صفت میں بھی یہود خاصے ماہر تھے۔

۳۔ کتمانِ علم:

اور یہ تو ان کا پرانا مرض ہے جس میں وہ سدا سے بیمار رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو چھپانا، احکام شرعیہ کو چھپانا وغیرہ ان کے کارہائے نمایاں میں سرفہرست ہیں۔ ''اعاذنا اللہ منھا''

رکوع نمبر ۲۰ کا خلاصہ: ایک خدا پرست جماعت کا تذکرہ

اس سے قبل ایک ایسی جماعت کا تذکرہ ہوا جو محض اپنی تعریف کو پسند کرتی ہے، کام کرنے سے اسے کوئی دلچسپی نہیں۔ اب اس رکوع میں ایک ایسی جماعت کا تذکرہ ہے کہ جو زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتی ہے، اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہے۔ ایسے لوگ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور اس کے محبوب ہیں، ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ہے، جس کے حصول کیلئے جہاد کی تیاری اور اس میں عملی طور پر حصہ لینے کی خواہش بھی دل میں موجزن ہونی چاہیے۔

﴿سورۂ نساء کا خلاصہ﴾

اصلاحِ عرب یا اصلاحِ معاشرہ

اس سورت میں اہل عرب کی اصلاح کا تذکرہ کیا جا رہا ہے یا یوں کہئے کہ اس سورت میں اصلاح معاشرہ کا بیان ہے، اس میں دو حصے ہیں۔

(۱) تدبیر منزل (۲) سیاست

پھر تدبیر منزل دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) قانونِ اصلاحِ مال

(۲) قانون اصلاح ازواج، اور اولاد کی اصلاح اسی ضمن میں خود بخود حاصل ہو جائے گی۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: ناجائز مال کی آمد کی روک تھام

اس رکوع میں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ یتیم کے مال سے بچو کیونکہ یہ تمہارے حق میں ناجائز اور حرام ہے اسی طرح کسی عورت سے اس نیت سے نکاح نہ کرو کہ اس کے مال کے وارث بن کر اس کا سارا مال ہڑپ کر جاؤ کیونکہ یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح عورتوں کے مہر بھی ادا کر دیا کرو، جب تک وہ خوشی سے معاف نہ کر دیں، تمہارے لئے اس کا استعمال بھی حرام ہے اور حرام سے جتنا ہو سکے بچو کیونکہ حرام کھانا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کو بھرنا ہے، جو ظاہر ہے کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: درآمد مال کا صحیح قانون

مالِ میراث میں سے جو حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہیں اگر ان کے اوپر قناعت کر لی جائے اور کسی کا حصہ غصب نہ کیا جائے تو رضاء خداوندی کے ساتھ ساتھ برکت بھی تمہارا مقدر ہوگی اور اگر اس قانون کی پابندی کرو گے تو عزت پاؤ گے ورنہ خود ہی ذلیل ہونے کا راستہ اپنے لئے ہموار کر رہے ہو۔ اس قانون پر عمل کرنے کی

وجہ سے تمہارا مال حلال طیب ہوگا، جس کی برکات کا مشاہدہ تمہیں اپنے سر کی آنکھوں سے ہوگا۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: قانون اصلاح عیوب ازواج

عورت کی بے حیائی اور خاوند کی اس سے نفرت کے تین درجے ہیں۔

(۱) عورت اس قدر بے حیا ہو جائے کہ کھلے عام بدکاری سے باز نہ آئے اور اس میں وہ حیا محسوس نہ کرے تو اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو تو اس کو رجم کر دیا جائے، اس حکم سے پہلے اس کو قید کرنے کا حکم تھا جو اب منسوخ ہو گیا (سورۂ نساء)۔

(۲) عورت کی بے حیائی کھلے عام واضح نہیں ہوئی البتہ برادری والوں کو پتہ ہے لیکن ان کے پاس چار گواہ موجود نہیں تو اس صورت میں رجم نہیں ہوگا مگر عورت سے کچھ پیسے لیکر اس کو طلاق دینا جائز ہے جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے۔

(۳) عورت کی بے حیائی ابھی اتنی عام نہیں ہوئی بلکہ صرف خاوند کو پتہ ہے تو اس پر پیسے لیکر طلاق نہیں دینی چاہئے بلکہ بغیر پیسے لئے ہوئے اسے طلاق دے دے اگر طلاق دینا چاہے۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: طرز معاشرت کیسا ہو؟

جو عورتیں منکوحہ ہیں ان سے حالت ازدواج میں کسی دوسرے کا نکاح حرام ہے البتہ اگر نکاح کرنا ضروری ہو اور آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو تو باندی سے نکاح جائز ہے لیکن اگر نکاح نہ کیا جائے اور صبر سے کام لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور نکاح کرنے کی صورت میں اچھے انداز سے گزارہ کرو، جان چھڑانے کی کوشش نہ کرو کہ وہ تمہاری رفیقہ حیات ہے۔ اس قانون پر عمل کرنے سے بداخلاقی کا مکمل طور پر انسداد ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: قانون اصلاح معاملات

معاملات کے سلسلے میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ کسی کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر ہرگز استعمال نہ کرو۔ ہاں! اگر باہمی رضا مندی ہو یا خرید وفروخت کے ذریعے مال کا مالک ہو تو اس صورت میں آپ کے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔ نیز یہ کہ مرد اور عورت اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر ترقی کریں۔ مرد عورتوں کی راہ میں حائل نہ ہوں اور عورتیں مرد کے کام نہ سنبھالیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو کائنات کا سارا نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا جیسا کہ آج کل عام مشاہدہ ہے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: تقسیم مراتب زوجین اور فرض مشترک

خاوند کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ذریعہ معاش سنبھالے اور عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گھر کی ملکہ بن کر اپنی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرے اگر عورت نافرمانی کرے تو تادیبی کاروائی کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کا مقصد عورت کو زدو کوب کرنا نہ ہو بلکہ اصلاح مقصد ہو۔ پھر میاں بیوی میں سے ہر ایک کا فرض مشترک یہ ہے کہ دونوں اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، والدین کیساتھ نیک سلوک کریں، عزیز واقارب، دوست احباب، ہمسائے وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں جس کا مقصود لوگوں کو دکھانا نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا مقصود ہو۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: مسلمان ہر وقت بیدار رہیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے جو قوانین وضع کئے ہیں وہ انتہائی مفید ہیں ان پر عمل کرنے کیلئے غفلت کو خیر باد کہنا ہوگا، بیداری اور ہوشیاری دکھانا ہوگی، ورنہ مسخ فطرت کا خطرہ ہے، دوسری بات یہ بھی ہے کہ قانون الٰہی کو چھوڑ کر کسی دوسرے قانون کو اختیار کرنا اور اس کو وہی درجہ دینا جو قانون الٰہی کا ہونا چاہئے، اس میں بھی ایک طرح سے شرک کا شائبہ موجود ہے۔ اس لئے قانون الٰہی سے روگردانی کسی بھی حالت میں مناسب اور روا نہیں۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: قانون الٰہی کو پس پشت ڈالنے کا انجام

اگر کتاب اللہ پر جو کہ قانون اور دستور الٰہی ہے عمل نہ کیا جائے تو لازمی طور پر بتوں، پادریوں وغیرہ کے قانون پر عمل ہوگا آسان لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ قانون الٰہی کو چھوڑ کر قانون شیطانی پر عمل کیا جائے گا اور جو شخص ایسا کریگا اس پر ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی رہے گی اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ وہ جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے گا۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: مسلک صحیح کا ایک جزئیہ

اس رکوع کے اندر بتایا جا رہا ہے کہ اگر تم نے مسلک صحیح کو ترک کر دیا تو تمہیں اپنی خواہشات پر عمل کرنے کیلئے "محاکمہ الی الطاغوت" کی ضرورت پیش آئے گی اور اس کا انجام اللہ تعالیٰ کی لعنت کا نزول ہوگا اس لئے مسلک صحیح کی پیروی کرو جس کا ایک جزئیہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کا ہر فیصلہ بسر و چشم قبول کیا جائے، اس پر عمل کرنے میں کسی قسم کی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ جس طرح منافقین کا شیوہ ہے کہ وہ اول تو حضور ﷺ کے پاس اپنا فیصلہ لیکر جاتے ہی نہیں اور اگر جاتے بھی ہیں تو عمل کرنے کی نیت سے نہیں، جان چھڑانے کی نیت سے اور یہ امید لیکر کہ ممکن ہے ہمارے حق میں فیصلہ ہو جائے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: قانون عدل کی اشاعت کا ایک ضروری رکن

قانون الٰہی جو عین عدل و انصاف ہے اس کے جہاں اور ارکان ہیں ایک بنیادی رکن قتل و قتال اور جہاد بھی ہے کہ جو محض اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہو نیز کمزور مسلمانوں کی حمایت کیلئے بھی اسکی ضرورت ہے تا کہ امت مسلمہ ایک دبی ہوئی جماعت نہ رہے بلکہ اس کو ایک قوت و شوکت حاصل ہو۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: جہاد کے بعض احکام

اس رکوع کے اندر جہاد سے متعلق چند احکامات بیان کئے گئے ہیں اور وہ یہ

کہ مجاہد موت کا خیال اپنے دل سے نکال کر جہاد کی مکمل تیاری میں مصروف ہو کیونکہ موت تو ہر ایک کو آنی ہے اس لئے اس کی پرواہ نہ کرے، نیز یہ کہ اطاعت امیر سے گریز نہ کیا جائے، ہر تنگی اور آسانی کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر محمول کیا جائے، جو اس سفر قتال کے دوران پیش آئیں، اسی طرح مسلمان مجاہدین کی جمعیت بڑھانے کی سعی کی جاتی رہے تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں کفار کا کوئی رعب نہ ہو۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: کفار کی اقسام اور ان کا حکم

کفار کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ معاہد: یعنی جن کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، بالفاظ دیگر انہیں ذمی کہہ لیں۔

۲۔ معاہد کے معاہد: یعنی ذمی نے کسی کو امان دی ہوئی ہے۔

۳۔ عاجز: جیسے بوڑھے، بچے اور عورتیں وغیرہ

۴۔ باغی اور شرارتی، جو اپنی شرارت اور بغاوت سے باز نہیں آتے۔ ان میں سے پہلی تین قسم کے کافروں کا حکم یہ ہے کہ ان سے قتال نہ کرو اور چوتھی قسم کے کافروں کو سمجھاؤ اگر اپنی ریشہ دوانیوں سے باز آ جائیں تو ٹھیک ورنہ پھر انہیں طاقت اور اسلحہ کے بل بوتے پر ٹھیک کرو۔

رکوع نمبر ۱۳ اور ۱۴ کا خلاصہ: مسلمانوں کی اقسام

سب سے پہلے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش نہ کرے اس کا مکمل قانون بیان کیا گیا ہے۔ پھر یہ حکم دیا گیا کہ میدان جنگ میں مومن اور کافر کے درمیان تمیز ہونی چاہئے، جس کی شناخت صرف اسلامی سلام سے ہو جائے گی۔ ان لوگوں کے عقائد جانچنے کی کسی کو ضرورت نہیں اس کے بعد خروج الی القتال کے اعتبار سے مسلمانوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ قاعد: یعنی جو جنگ میں جانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں لیکن ان کو ابھی تک روانگی کا حکم نہیں ملا۔

۲۔ مجاہد: جو میدان جنگ میں اپنا مال و جان قربان کر رہے ہیں۔
۳۔ اولی الضرر: وہ معذور لوگ جو میدان جنگ میں جانے کے قابل نہیں، ان میں سے ہر ایک کو اس کی نیت اور درجہ کے موافق ثواب ملے گا۔
۴۔ جو مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں بلکہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کو مددِ بہم پہنچائیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ پھر جہنم ہی ہوگا۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: اہمیت قتال

اسلام کا اہم ترین رکن نماز ہے جس کے تارک کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ جہاد کی اہمیت کے پیش نظر اس میں بھی تخفیف کر دی گئی حالانکہ نماز بیماری، تندرستی، خوف، امن، بے چینی اور غم کسی بھی وقت میں معاف نہیں، لیکن جہاد کی وجہ سے اس میں بھی چار کی دو رکعتیں کر دی گئیں، اسی طرح جمع صوری جائز قرار دیدی گئی۔ یہ سب جہاد کی اہمیت کے پیش نظر ہوا۔

فائدہ:

قصر کی تین صورتیں متصور ہوسکتی ہیں۔
(۱) قصر رکعات (۲) قصر جماعت (۳) قصر اوقات
پہلی دو کا ثبوت قرآن کریم سے ہے اور تیسری کا ثبوت حدیث شریف سے ہے۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: امراء کو جانبداری سے بچنا چاہئے

لوگوں کے مال اور حکومت کے مال میں خیانت کرنے والے شخص اور گناہ گار آدمی کی طرف داری کرنے سے امراء اور افسران بالا کو منع کیا جا رہا ہے کیونکہ ظاہر ہے اس صورت میں ان افسران بالا کا وہ رعب اور دبدبہ نہیں رہے گا جو ہونا چاہئے۔ نتیجتاً فوج بددل ہو جائے گی اور ان میں راہ خداوندی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کا وہ جذبہ نہیں رہے گا، جو ایک مسلمان کو ہمیشہ میدان جنگ میں جانے پر ابھارتا ہے، اس

لئے غیر جانبداری سے کام لینا چاہئے۔

رکوع نمبر ۱۷ کا خلاصہ: مسلک صحیح کی پیروی لازم ہے

منافقین مدینہ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کو مسلکِ صحیح سے برگشتہ کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا، مسلمانوں کو بھی اس رکوع میں تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ مسلک صحیح کی پیروی کریں اور آپ ﷺ کی مخالفت ہرگز نہ کریں۔

رکوع نمبر ۱۸ کا خلاصہ: مسلک صحیح کی مخالفت اتباعِ شیطان کی طرف لے جاتی ہے

حضور ﷺ کے مسلک کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان واصل باللہ ہو جائے، مخلص بندہ بن جائے، عزت کی نظروں سے دیکھا جائے اب جو شخص اس مسلک سے نفرت کرے گا اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگا وہ یقیناً شرک میں مبتلا ہوگا اور مشرک بلاتوبہ کے مرگیا تو پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اس کا اصل سبب اتباع شیطان اور مخالفتِ مسلک صحیح ہے۔

رکوع نمبر ۱۹ کا خلاصہ: مسائل ملک داری

اس کی مکمل تفصیل سورۂ بقرہ کے رکوع نمبر ۲۸ تا ۳۱ میں بیان ہو چکی وہیں ملاحظہ فرمائی جائے۔

رکوع نمبر ۲۰ کا خلاصہ: تلقین استقلال، بے استقلالی کے آثار و نتائج

انسان کا سب سے پہلا فرض جو اس رکوع میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ انصاف کا پابند رہے، اگرچہ جان مال چلی جائے لیکن انصاف نہ جائے، جو شخص قانون الٰہی اور فرائض انسانیت سے مبرا ہو وہ اگرچہ اعلیٰ درجہ کا عقلمند اور فلاسفر کہلائے اس میں بے استقلالی کے آثار پائے جائیں گے اور اس بے استقلالی کا پہلا نتیجہ نفاق ہے جس کی سزا جہنم کا آخری طبقہ ہے، دوسرا نتیجہ اسلام دشمنی ہے، تیسرا نتیجہ کفار سے

عزت طلبی ہے۔ چوتھا نتیجہ آیات الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور اس پر تمسخر سن کر خاموش رہنا ہے اور پانچواں نتیجہ مسلمانوں کی شکست کو خوشی کی نگاہ سے دیکھنا ہے۔

رکوع نمبر ۲۱ کا خلاصہ: نقائص منافقین

منافقین کے چار امراض کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔ خداع: لوگوں کو دھوکہ دینا

۲۔ کسل: احکام اسلام کی ادائیگی میں سستی دکھانا۔

۳۔ ریا کاری: اگر کسی حکم شرعی پر عمل کر بھی لیا تو لوگوں کو دکھانے کیلئے۔

۴۔ تذبذب: احکام اسلام کی طرف سے وہ ہمیشہ کشمکش کا شکار رہتے ہیں۔ ان کا درجہ جہنم کے سب سے آخری طبقہ میں ہوگا۔

رکوع نمبر ۲۲ کا خلاصہ: نقائص اہل کتاب

اس سے قبل منافقین کے نقائص بیان کئے گئے اب اہل کتاب کے تقریباً تیرہ (۱۳) نقائص بیان کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ لایعنی سوالات کرنا۔

۲۔ دنیا میں اللہ کو دیکھنے کا مطالبہ کرنا۔

۳۔ تعلیم صحیح کے بعد بچھڑے کی پرستش کرنا۔

۴۔ وعدہ خلافی کرنا۔

۵۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنا۔

۶۔ انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنا۔

۷۔ قلوب پر مہر لگ جانا۔

۸۔ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم باندھنا۔

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا جھوٹ گھڑنا۔

۱۰۔ ظلم وستم روا رکھنا۔

۱۱۔ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکنا۔

۱۲۔ سودخوری کرنا۔

۱۳۔ لوگوں کا مال ناحق کھانا۔

ان تمام معائب و نقائص کے ہوتے ہوئے اہل کتاب سے مودت اور دوستی کا تعلق رکھنا کہاں تک درست ہوسکتا ہے؟ اس بات کا آپ خود ہی فیصلہ کرلیجئے۔

رکوع نمبر ۲۳ کا خلاصہ: اسلام، سابقہ سماوی ادیان سے اصول میں مختلف نہیں

تمام انبیاء علیہم السلام کے دین اصولاً متحد ہیں جس میں توحید، رسالت، مجازاۃ (قیامت) بنیادی ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ کچھ احکامات میں اختلاف بھی ہے لیکن یہ اختلاف، حقیقی اختلاف نہیں، صوری اختلاف ہے جس کی بنیاد پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے منہ نہیں موڑنا چاہئے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرلیا جائے۔ ورنہ پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے۔

رکوع نمبر ۲۴ کا خلاصہ: سابقہ انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامی تھے

اس رکوع میں اہل کتاب کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ تو کسی کام میں مخالفت نہیں رکھتے تھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے حامی تھے۔ اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے منحرف ہوکر اپنے انبیاء کی توہین اور ان کی تحقیر تو نہیں کررہے، کہیں ان کی تکذیب تو نہیں کررہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

سورۂ مائدہ کا خلاصہ

اِصلاح عرب

اس سورت میں اہل عرب کی اصلاح کیلئے وضع کردہ قوانین ذکر کئے جارہے ہیں جن کو اپنانے سے عرب قوم جو تہذیب وتمدن کے نام سے قبل اسلام، ناآشنا تھی، ترقی کر کے تہذیب وتمدن یافتہ اقوام میں شمار ہونے لگے، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری اس کو اصلاح عرب کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں جیسا کہ اس کی تقریر گزری لیکن اگر اس کو اصلاح معاشرت کے ساتھ عمومی طور پر موضوع قرار دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایسے مواقع پر عموم، خصوص سے بہتر ہوتا ہے اور اصلاح معاشرہ کے ضمن میں اصلاح عرب کا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔ **واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب**

رکوع نمبرا کا خلاصہ: ایفائے عہد کا تاکیدی حکم

عہد کا لفظ عام ہے اس سے مراد وہ وعدے بھی ہوسکتے ہیں جو بندے نے بندے سے کئے ہوں یا بندے نے رب سے کئے ہوں، ان دونوں کا یہی حکم ہے کہ ان کو انسان سختی سے پورا کرے، نیز یہ کہ کوئی حرام لقمہ پیٹ میں نہ جائے اور اس کیلئے محرمات کی ایک فہرست بتادی گئی پھر یہ کہ جو علم تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ دوسروں تک پہنچاؤ، کتمان علم کی سزا بہت بری ہے۔ اس لئے ''الاقرب فالاقرب'' کو دعوت و تبلیغ کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور دیگر ادیان اور ملل سے مسلمانوں کے زیادہ قریب اہل کتاب ہیں اس لئے اولاً ان کو تبلیغ کی جائے پھر دوسروں کو کی جائے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: طریقہ تمیز طیبات

تمیز طیبات، نظافتِ طبع پر موقوف ہے اور نظافتِ طبع کیلئے طہارت ضروری ہے اور طہارت سے مراد روح اور جسم دونوں کی طہارت ہے اور یہ دونوں ہی نظافت طبع

کا موقوف علیہ ہیں لہٰذا مسلمانوں کو طہارت جسمانی کا پابند بنایا جا رہا ہے اور طہارت جسمانی وضو سے حاصل ہوتی ہے اور طہارت روحانی بھی سکھائی جا رہی ہے جو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: نقضِ عہد کا نتیجہ

اہل کتاب نے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا (حضور ﷺ پر ایمان لانے کا) اس وعدہ کو انہوں نے توڑا اس کے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوئے۔

۱۔ اہل کتاب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوئی۔
۲۔ قساوت قلبی کے مرض میں گرفتار کر دیئے گئے۔
۳۔ تحریف کلمات کے مرض میں ان کو مبتلا کر دیا گیا۔
۴۔ تعلیم الٰہی کے ایک حصے کو پس پشت ڈال کر وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے منکر ہوئے۔
۵۔ خیانت کے عادی ہونے کی وجہ سے بھی راندۂ درگاہ ہوئے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: لعنت الٰہی کا پہلا اثر بزدلی اور گستاخی

گزشتہ رکوع میں نقض میثاق کا پہلا نتیجہ لعنت ذکر کیا گیا ہے، اس لعنت کے نتیجہ میں بزدلی پیدا ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب بھی انتہائی بزدل ہو چکے تھے اور گستاخ اس قدر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تنگ دل ہو کر ان سے فراق کی دعائیں مانگنے لگے۔جس کی پاداش میں بنی اسرائیل کو چالیس سال تک میدان تیہ میں حیران و سرگردان پھرنا پڑا۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: لعنت الٰہی کا دوسرا اثر سلب عقل

جب کسی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہو تو اس کا دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کی عقل سلب کر لی جاتی ہے اور پھر وہ ایسے کام کر گزرتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ قابیل کے اوپر جو لعنت الٰہی مسلط ہوئی تو اس نے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا اور

وہ اپنے بھائی کو قتل کر کے اس کوے کی مانند ہو گیا جس نے اپنے ساتھی کوے کو قتل کر دیا تھا۔ گویا سلب عقل کے بعد انسان پھر انسان کے درجے اور مرتبہ سے اتر کر حیوانات کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ سوائے ذلت کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے کہ نقضِ عہد کی نوبت ہی نہ آئے

اس رکوع میں مسلمانوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اپنی انفرادی زندگی کے اندر ہر آدمی قربِ خداوندی کا راستہ اختیار کرے تاکہ نقضِ عہد کی نوبت ہی نہ آئے بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی اقرب الی اللہ ہی کو تلاش کرنا چاہیے۔ مثلاً امامت کا عہدہ اس شخص کے سپرد کیا جائے جو اقرب الی اللہ ہو تاکہ نقضِ عہد سے بچا جا سکے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اقرب الی اللہ ہونے کیلئے اتباع کتاب ضروری ہے

یہود کیلئے اپنے زمانے میں تورات کا اتباع ضروری تھا جو اس زمانے میں واجب الاتباع تھی، پھر نصاریٰ کیلئے ان کے زمانے میں انجیل واجب الاتباع تھی، اس کے بعد اب مسلمانوں کیلئے قرآن کریم واجب الاتباع ہے جو سب کیلئے مصدق ہے، کسی قسم کی تکذیب اس قرآن میں آپ کتب سابقہ کی نہ دیکھیں گے، اس لئے اس کو ماننا اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: اعداءِ الٰہی سے مقاطعہ کی ضرورت

اس رکوع کے اندر یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے اپنے تمام دوستانہ تعلقات منقطع کر دو، ورنہ ان کی بداخلاقیاں اور جرائم تم میں بھی سرایت کر جائیں گے اور تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے اور ذلت کی پستیوں میں گرتے چلے جاؤ گے اور اس مقاطعہ میں تمام مسلمان شریک ہوں گے۔ سوائے منافقین کے کہ وہ ڈر کے مارے اس مقاطعہ میں شریک نہیں ہوں گے کیونکہ نفاق کا خاصہ بزدلی ہے اور توحید کا خاصہ جرأت ہے اور جرأت منافقین میں مفقود ہے جو مقاطعہ کیلئے ایک ضروری رکن ہے۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: اعدائے الٰہی سے مقاطعہ کی وجہ

دشمنان خدا سے مقاطعہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اور مذاق اڑاتے ہیں، شعائر اسلام مثلاً اذان، نماز وغیرہ کی بے حرمتی کرتے ہیں، اشاعت دین الٰہی کے فرض کو ترک کرتے ہیں، اس لئے وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان سے کسی قسم کی دوستی رکھی جائے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: امت مقتصدہ کی تبلیغ اور مسائل تبلیغیہ

اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی موجود ہے جو میانہ رو اور نیک نیت ہے اس جماعت کے کانوں تک کلمہ طیبہ کی دعوت پہنچانا حضور ﷺ اور آپ کی امت کا فرض ہے۔ جن میں سب سے اہم توحید کی دعوت ہے جس کے نصاریٰ قائل نہیں چنانچہ نصاریٰ کے دو فرقوں کا بیان ذکر کیا گیا ہے، جن میں سے ایک فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اس کی تردید کیلئے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان نقل کر دیا گیا اور دوسرا فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تین خداؤں میں سے ایک خدا مانتا تھا ان لوگوں کیلئے عذاب الیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: تبلیغ اہل کتاب میں نصاریٰ مقدم ہیں

جس وقت تبلیغ کا فریضہ انجام پانا شروع ہو تو اس کے اولین مخاطب نصاریٰ ہونے چاہئیں، سب سے پہلے انہیں تبلیغ کی جائے پھر یہود کو، کیونکہ نصاریٰ کو فقط حضور ﷺ کی نبوت منوانے کی ضرورت ہے اور یہود کو حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا قائل کرانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے یہود پر دوگنی محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اگر پہلے نصاریٰ کو تبلیغ کر لی جائے تو ان کی موافقت سے تمہارا کام آسان ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: سفر تبلیغ میں حلال وحرام کی تمیز

اگرچہ اس رکوع میں سفر وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں اسی لئے جن علماء نے ربط کا

خاص خیال نہیں رکھا، انہوں نے اس کو سفر کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ اس کو عموم پر رکھا ہے اور یہ درست ہے لیکن ہمیں چونکہ ربط بھی مدنظر ہے، اس لئے اگر سفر تبلیغ کے ساتھ خاص کرلیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کما صرح بہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ" اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اے مسلمانو! جب تم سفر تبلیغ پر جاؤ تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر کے افراط وتفریط کا شکار نہ ہو جانا بلکہ غیر مسلموں کو اصلی اور سادہ دین ہی پیش کرنا۔

رکوع نمبر ۱۳ کا خلاصہ: مرکز اصلی سے تعلق منقطع نہ ہونے پائے

مسلمانوں کا مرکز بیت اللہ الحرام ہے جس کو قبلہ مقرر کر کے مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت کا سبق دیا گیا۔ اس رکوع میں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کا تعلق اپنے مرکز اصلی سے کبھی بھی منقطع نہ ہونے پائے، اسی میں مسلمانوں کی زندگی کا راز پنہاں ہے، اگر اس مرکز سے تعلق کو توڑا تو پھر عزت کے بجائے ذلت، بقاء کے بجائے فناء اور رخوت کے بجائے شدت عقاب کا مظاہرہ ہوگا جس کے برداشت کی طاقت کسی میں نہیں۔ پھر اس سورت کے اندر اپنے مرکز کی طرف آنے کے آداب بھی بتائے گئے کہ فلاں قسم کا شکار جائز اور فلاں قسم کا ناجائز، ان آداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: لایعنی سوالات سے احتراز ضروری ہے

عربی کی ایک ضرب المثل مشہور ہے "كثرة الكلام ينبئى عن قلة العمل" کہ جو آدمی باتیں بہت زیادہ کرتا ہے، سمجھ لینا کہ عمل میں اس کا حصہ بہت کم ہے، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ زیادہ سوالات کر کے اپنی آزادی کا دائرہ تنگ نہ کرو جیسا کہ پچھلی امتوں نے اپنے انبیاء سے کثرت سے سوالات کئے، پھر ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مجرم ہوئے اور تباہ و برباد کر دیئے گئے، اس لئے مسلمان لایعنی اور کثرتِ سوال سے پرہیز کریں۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: عدالت خداوندی میں انبیاء بطور گواہ

قیامت کے دن جب رب العالمین کی بارگاہ، کمرہ عدالت کا منظر پیش کر رہی ہوگی اور رب العالمین خود جج ہوں گے اس کمرہ میں جج صاحب کے سامنے بطور گواہ کے انبیاء علیہم السلام پیش ہوں گے۔ اور ہر ایک نبی سے اس کی امت کے بارے پوچھ گچھ ہوگی جو محض منظر عام پر لانے کیلئے ہوگی، ورنہ اللہ رب العالمین کے سامنے کوئی چیز بھی پردۂ خفا میں نہیں۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: انبیاء علیہم السلام کی تمنا بوقت گواہی

جس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کو بطور گواہ کے پیش کیا جائے گا تو ان کی انتہائی تمنا یہی ہوگی کہ ان کی امت کی بخشش ہو جائے۔ چنانچہ وہ اللہ کے عدل اور فضل دنوں کا ذکر کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی امت پر رحم فرما کر ان کو جنت میں داخلہ کا پروانہ عطا فرما دیں۔

﴿سورۃ انعام کا خلاصہ﴾

اصلاحِ مجوس

اس سے قبل سورۃ البقرہ میں یہود کو دعوت الی الکتاب دی گئی تھی، سورۃ ال عمران میں نصاریٰ کو دعوت الی التوحید کا پیغام سنایا گیا، سورۃ نسآء اور سورۃ مآئدہ میں اصلاحِ عرب اور اصلاحِ معاشرہ پیشِ نظر تھی اور سورۃ انعام میں اصلاح مجوس مقصود ہے۔ جس کے ضمن میں اور باتیں بھی آتی جائیں گی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: توحید، کتاب اللہ اور رسالت کی دعوت

اس رکوع میں پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کیا گیا پھر کتاب اللہ اور حضور ﷺ پر ان کے ذکر کردہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ کفار کا ہمیشہ یہ اعتراض رہا ہے کہ کتاب پوری کی پوری اکٹھی نازل ہوتی، رسول کوئی فرشتہ ہوتا، انسان کیوں رسول بن کر آیا؟ ان کے یہ اعتراضات محض سطحی ہیں جو یہ لوگ ماننے کیلئے نہیں بلکہ محض اعتراض برائے اعتراض کے پیش نظر کرتے ہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: توحید کا ایک جزو لازم

توحید کا ذکر اس سے قبل کے رکوع میں کیا گیا اور اس توحید کیلئے ایک جذبہ کی ضرورت ہے اور یہ جذبہ تمسک بکتاب اللہ سے حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی ذات پر رحمت لازم کر رکھی ہے، جو بندوں کے اوپر شفقت کے طور پر ہے، ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو قانون ابدی نازل فرمایا ہے اس کو مضبوطی سے تھام کر اس پر عمل پیرا ہو جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: کتاب اللہ کی اتباع نہ کرنے کا نتیجہ

کتاب اللہ کی اتباع ہر فرد پر لازم ہے اگر اس کی اتباع ترک کر دی جائے تو پھر اس کا نتیجہ ''ابتلاء فی الشرک'' نکلے گا کیونکہ جب کتاب اللہ کی اتباع نہ ہوگی تو

تکذیب ہوگی اور تکذیب ہی عین شرک و کفر ہے اس لئے کتاب اللہ کی اتباع سے ہرگز منہ نہ موڑا جائے اگر ایسا ہوا تو پھر ان لوگوں کا حال کل قیامت کے دن اچھا نہیں ہوگا۔ یہ لوگ پچھتائیں گے اور تمنائیں کریں گے کہ کاش! ہمیں دنیا میں ایک مرتبہ لوٹا دیا جائے تو ہم نیک اعمال اختیار کریں گے، تقویٰ سے بھرپور زندگی گزاریں گے لیکن۔

اب پچھتائے کیا ہوت　　　　جب چڑیا چگ گئیں کھیت

ان کی یہ ندامت کسی کام نہ آئے گی اور یہ جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: تکذیب رُسُل انسان کی عادت مستمرہ ہے

عادت اللہ ہمیشہ سے ہر قوم میں انبیاء و رُسُل بھیجنے کی رہی ہے اور عادت انسان ہمیشہ سے ان انبیاء کی تکذیب کرنے کی رہی ہے۔ جب بھی کوئی نبی کسی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تو اس قوم کے وڈیروں، جاگیرداروں نے اس کا مذاق ہی اڑایا لیکن وہ انبیاء اس سے تنگدل نہیں ہوئے، صبر سے کام لیتے رہے جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت ان کے حق میں نازل ہوئی، اسی طرح حضور ﷺ کو بھی مسلسل اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی گئیں، آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ بھی ان کی طرح صبر اختیار کریں۔ انشاء اللہ آپ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور نصرت نازل ہوگی۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی التوحید

گزشتہ امم کے واقعات بیان کر کے ان پر عذاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ ہم نے گزشتہ اقوام و امم پر ایسے سخت عذاب بھیجے کہ وہ ان کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔ جس کی وجہ محض ان کی وہ ہٹ دھرمی تھی جو انہیں دعوت توحید کو قبول کرنے میں سد سکندری کا کام دے رہی تھی، تم بھی ہوشیار رہو اگر تم نے بھی یہی رویہ اختیار کئے رکھا اور توحید کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کئے رکھا تو تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا جائے گا اور عذابِ خداوندی سے بچانے والا تمہارے لئے کوئی نہیں ہوگا۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے اصل مستحق

جو لوگ توحید کے متوالے اور شیدائی ہوں، خدا پرست ہوں، غیر اللہ کی عبادت سے دور رہتے ہوں یہی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنا مصاحب بنائیں، تعلیم و تربیت کے زیور سے ان کو آراستہ اور پیراستہ کریں، تاکہ یہ لوگ عند اللہ معزز اور مقرب بندے شمار ہوں، لوگ ان کے اس تقرب خداوندی کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جلنے بھننے لگیں گے، جلنے والے کا منہ کالا، تم ان سے کام نہ رکھنا، اپنا کام کئے جانا۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: مخالفین توحید سے مقاطعہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تاکیدی حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر اللہ کی پوجا سے برأت کا اعلان کر دیں اور جو لوگ توحید کے مخالف ہوں اور آپ کے اس اعلان برأت میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہوں ان لوگوں سے مکمل مقاطعہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے

تمام انسانیت اللہ تعالیٰ کے مکمل قابو اور اختیار میں ہے وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے بلکہ قادر مطلق ہے جب چاہے جس کے ساتھ جو چاہے کرسکتا ہے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جب چاہے زندگی دیدے اور جب چاہے موت کے فرشتے کو مسلط کر کے اس کی روح کو قبض کر لے پھر جیسا چاہے فیصلہ کرے، اس فیصلہ میں کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ کراماً کاتبین کے لکھے ہوئے صحیفوں کے اوپر ہوگا اور پھر علم خداوندی ازلی ہے، اس میں ہر ایک چیز موجود ہے اس لئے اللہ کی قدرت سے ڈر کر اس کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: مسلک توحید میں اسوۂ ابراہیمی

توحید کے پرستاروں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ سنا کر ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے ستارہ اور شمس و قمر کے پجاریوں کے سامنے ان کی بے بسی ظاہر کرنے کے

بعدان سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اور فرمایا کہ میں ان سب سے بیزار اور الگ تھلگ ہوں، ایک خدا کے علاوہ دوسرے معبودان باطلہ کی پوجا کر کے مشرک نہیں بن سکتا۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: انبیاء علیہم السلام کا مسلک

توحید کے سلسلہ میں جو مسلک حضرت ابراہیم علیہ السلام تھا بعینہٖ وہی مسلک اس سے قبل حضرت نوح علیہ السلام کا تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جتنے انبیاء علیہم السلام آئے مثلاً حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہ ان کا بھی یہی مسلک تھا اور یہی مسلک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے یہ تمام حضرات صراطِ مستقیم پر ہمیشہ گامزن رہے۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: قرآن کریم دعوت توحید ہے

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے جو صاف ستھری اور نکھری ہوئی توحید کی دعوت دیتا ہے، اور یہ قرآن اصولی طور پر گزشتہ تمام امتوں کی دعوت کے ساتھ متحد ہے لہٰذا قرآن کریم ایک متفق علیہ دعوت توحید ہے۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: دعوتِ توحید کے دلائل

اس رکوع کے اندر اللہ تعالیٰ کی مختلف نشانیاں اور قدرت کے کرشمے دکھا کر کہا جارہا ہے کہ جس خدا کی طرف ہم تمہیں دعوت دے رہے ہیں اس خدا کی قدرت کے کرشموں کی تفصیل کو دیکھ کر تو یہ چاہیے تھا کہ اس خدا پر ایمان لاتے اور سبق توحید میں پختہ کار ہوتے لیکن اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں یہ کیسی احمقانہ تجویز ہے؟

رکوع نمبر ۱۳ کا خلاصہ: اسباب بصیرت دکھانے کے بعد اصل ذمہ داری انسان پر ہے

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسباب بصیرت دکھا دیئے گئے، دلائل سمجھا دیئے گئے،

راستہ صاف کر کے دکھا دیا گیا اب بھی نہ مانیں تو پھر ان کی اپنی ذمہ داری ہے، ویسے بھی حضور اقدس ﷺ کی ذمہ داری تو صرف راستہ دکھانا ہے، راستہ پر چلانا نہیں۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر دو قسم کے گروہ

دنیا میں ہر آنے والے نبی کے کچھ نہ کچھ دشمن ضرور ہوئے ہیں چنانچہ جب کسی نبی کو بھیجا جاتا ہے تو اس وقت انسان دو قسموں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک وہ کہ نبیوں کی تعلیم ان کی طبیعتوں کے موافق ہوتی ہے اور دوسرے وہ کہ نبی کی تعلیم ان کی طبیعتوں کے موافق نہیں ہوتی بلکہ نبی کی تعلیم سے ان کی عادات و اطوار پر زد پڑتی ہے جس کی وجہ سے وہ انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہو جاتے ہیں، صحیح تعلیم پر یقین کی دولت حاصل ہو جانا سعادت کی علامت ہے اور اس صحیح تعلیم کی مخالفت کرنا شیطنت کا ایک حصہ ہے، جس کو جو گروہ پسند ہو اسی میں شامل ہو جائے۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: توحید کے مخالف و موافق یکساں نہیں ہو سکتے

جس طرح نور اور ظلمت، روشنی اور اندھیرا، دن اور رات، چاند اور سورج، سیاہی اور سفیدی ایک نہیں ہو سکتے، عالم اور جاہل، بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل اور اس کا منکر دونوں باہم یکساں نہیں ہو سکتے۔ توحید کے قائل ہمیشہ کے عیش و آرام میں ہوں گے اور توحید کے منکرین ہمیشہ کی رسوائی اور ذلت میں گرفتار ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: مخالفین توحید کا احساس حق

قیامت کے دن منکرین توحید کے سامنے جب ان کی غلطی واضح ہو جائے گی تو اس وقت وہ اپنی کفر و شرک کی زندگی پر خود ہی اظہار نفرت کریں گے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ غلطی کا احساس کرائے بغیر سزا نہیں دیتے تاہم ان کا موجودہ مسلک و عقیدہ حل و حرمت کے بارے عقل و نقل دونوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول بھی نہیں۔ عقلاً اس طرح کہ جب کوئی چیز اللہ کے نام کی دیتے ہیں تو وہ اللہ

کے بجائے ان کے معبودان باطلہ کو پہنچ جاتی ہے لیکن جو ان کے معبودان باطلہ کے نام پر ہو وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتی، ایک جانور کا گوشت مردوں کیلئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام؟ کیسی احمقانہ حرکتیں کرتے ہیں اور نقلاً تو اس کا بطلان ثابت کیا جا ہی رہا ہے۔

رکوع نمبر ۱۷ اور ۱۸ کا خلاصہ: قانون خداوندی ہر طرح سے درست ہے

اس سے قبل رکوع میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ کفار کا اشیاء کو حلال اور حرام قرار دینا عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے، اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے جو اشیاء حلال اور حرام مقرر کی ہیں وہ عقلاً اور نقلاً ہر طرح معقول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک کل ہیں وہ جس چیز کو چاہیں حلال قرار دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام قرار دیں، حرام چیزوں کی ایک فہرست بتائی جا رہی ہے جس کے کھانے سے مسلمانوں کو مکمل طور پر احتراز لازم ہے ہاں! حلال طیب چیزیں کھائیں جو ان کو اعمال صالحہ کی ادائیگی میں تقویت پہنچائیں۔

رکوع نمبر ۱۹ کا خلاصہ: قانونِ اسلام کا خلاصہ

اوپر ماکولات کا حکم بیان کیا گیا اب اس رکوع میں بقیہ قانون اسلام کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ شرک نہ کرنا اور تعلق باللہ کو درست رکھنا اور تعلق بالمخلوق بھی ٹھیک رہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) بالا دستوں کے ساتھ جیسے والدین، انسان کی خوبی تمیز کرنے کا موقع یہ ہے کہ جو بے طمع محسن ہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے ساتھ برائی کرنے کا وہم بھی دل میں کبھی نہ آئے۔

(۲) ماتحتوں کے ساتھ جیسے اولاد، کہ اس کو بھوک پیاس کے خوف کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے، ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے، برائی کے قریب بھی نہ جائے، ناحق کسی کو قتل نہ کیا جائے، یتیم کا مال نہ کھائیں، وعدہ کو پورا کریں، ناپ تول میں کمی بیشی نہ کریں، انصاف کی بات کہیں، کسی گمراہ فرقے کی اتباع نہ کریں۔

رکوع نمبر ۲۰ کا خلاصہ: قرآن کریم کی اتباع کی دعوت

مشرکین اور کفار کے تمام دعاوی اور اعتراضات کے جواب میں قرآن کریم کو نازل کیا گیا تاکہ یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ پہلی کتابیں عبرانی اور سریانی زبان میں تھیں ہم انہیں جانتے نہیں تھے، اس طرح یہ عذر بھی قابل قبول نہیں ہوگا کہ اگر ہمارے پاس کوئی کتاب آتی تو ہم اس کی قدر دانی کرتے، کیونکہ کتاب تو آچکی لہٰذا اس کی اتباع کرو تا کہ اس کے انوار و برکات سے مستفید ہو سکو ورنہ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے، جب وہ آموجود ہوگا تو پھر کوئی لاکھ توبہ کرے وہ قبول نہیں ہوگی اور نہ اسے کوئی نفع دے سکے گی، اس لئے آج ہی توبہ کر کے توحید کے قائل ہو کر ملت ابراہیمی پر گامزن ہو جاؤ۔

سورۂ اعراف کا خلاصہ

اقوام عالم کو دعوت

اس سے قبل مخصوص اقوام کو مختلف انداز میں دعوت دی گئی کسی کو توحید کی، کسی کو کتاب اللہ کی وغیرہ۔ اب اس سورت میں عمومی طور پر بقیہ اقوام عالم کو قرآن کریم کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ اس جامع اور ہمہ گیر کتاب رب الارباب پر عمل کرو یہ دنیا اور آخرت دونوں میں تمہارے کام آئے گی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: نصیحت کے مختلف انداز

اس رکوع کے اندر لوگوں کو مختلف انداز میں قرآن کریم کی طرف دعوت دی جا رہی ہے، کہیں گزرے ہوئے ایام یاد کرائے جا رہے ہیں کہ اس سے قبل کتنی ہی قومیں ہلاک اور تباہ ہو چکیں اور اگر تم نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو تمہارا حشر بھی ان قوموں سے مختلف نہ ہوگا، کہیں موت کے بعد پیش آنے والے واقعات سے ڈرایا جا رہا ہے اور کہیں اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے ان کو اس بات کا احساس دلایا جا رہا ہے کہ تم اپنے خالق حقیقی کے نافرمان نہ بنو، فرمانبرداری کی زندگی گزار کر آخرت کی دائمی نعمتوں کے مستحق بن جاؤ۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: ضرورت اتباع کتاب اللہ

چونکہ شیطان مردود لوگوں کو جہنم میں داخل کرانے اور جنت سے نکلوانے کا ٹھیکہ لیکر آیا ہوا ہے اور تمہیں راہ راست سے گم گشتہ راہ کرنا اس نے اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے، اس نے تمہارے باپ آدم اور اماں حواء علیہا السلام کو دھوکہ دے کر جنت سے نکلوا دیا تو تم اس کی چالوں اور فریبوں سے کیسے بچ سکتے ہو؟ ہاں! ایک صورت ہے اور وہ ہے کتاب اللہ کی اتباع۔ جس طرح آدم علیہ السلام کا اللہ سے تعلق بجز الہامی کلمات کے درست نہ ہوا اسی طرح تمہارا تعلق بھی بجز اتباع کتاب اللہ کے درست نہ ہوگا۔ یاد رکھنا!

کہیں شیطان تمہیں دھوکہ میں مبتلا کر کے جنت کی نعمتوں سے نکال کر جہنم کے عذاب میں گرفتار نہ کروادے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: اتباع کتاب اللہ کا ثمرہ

جب تم کتاب اللہ کی اتباع کرو گے، اس کے اوامر پر عمل پیرا ہونا اور اس کے نواہی سے مجتنب ہونا اپنا کام بنا لو گے، اطاعت الٰہی اور فرمانبردائ رسول میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتو گے تو تمہیں تقویٰ کا نورانی لباس حاصل ہوگا اور اس کی برکات کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو گے اور یہ تقویٰ کا نورانی لباس، جسمانی لباس سے کہیں زیادہ اچھا ہے اس لئے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: لباس جسمانی ممنوع نہیں

گزشتہ رکوع میں لباس تقوی کی اہمیت کو ذکر کیا گیا تھا اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ لباس جسمانی ممنوع نہیں البتہ لباس تقویٰ اور لباس روحانی زیادہ بہتر ہے اگر کسی نے اس روحانی لباس کو ترک کر دیا اور جسمانی لباس اور دنیاوی زیب و زینت کے پیچھے پڑ گیا تو وہ ملعونین کی فہرست میں داخل ہو گیا اور جہنم کا مستحق ہو گیا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: لباس تقویٰ کی جزاء

جو لوگ تقویٰ کے لباس سے ملبوس نہیں وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے اور ظاہر ہے کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ لوگ ابد الآباد تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے، اور جو لوگ لباس تقویٰ سے ملبوس ہیں وہ لوگ ہمیشہ کی نعمتوں، راحتوں اور لذتوں میں رہیں گے، ان کے دلوں کی آپس کی کدورتیں دور کر دی جائیں گی۔ لہٰذا لباس تقویٰ بہترین لباس ہے۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: ایک تیسری جماعت

اس سے قبل دو (۲) قسم کے لوگوں کا ذکر ہوا۔

(۱) جو لوگ لباس تقویٰ میں ملبوس ہیں۔

(۲) جو لباس تقویٰ سے عاری ہیں۔

اب تیسری جماعت کا ذکر کیا جا رہا ہے جو لباس تقویٰ سے تو ملبوس نہیں لیکن تعلیم صحیح کے مخالف بھی نہیں، اگر ان کو تعلیم صحیح حاصل ہو جاتی تو یہ ضرور اس کی قدر کرتے۔ ایسے لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ جہنم میں، بلکہ جنت اور جہنم کے درمیان مقام اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے، پھر روحانی ترقی کر کے جنت میں داخل ہوں گے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ سے دعوت الی الکتاب

رات دن کا بدل بدل کر آنا جانا، چاند سورج کا انسانوں کی خدمت میں مصروف رہنا، ہوائیں بھیج کر بارش برسانا، یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کا کیا یہ بدلہ ہے کہ اپنے محسن کی ناشکری کی جائے اور اس کی عبادت سے گریز کیا جائے، اس کی کتاب اور تعلیمات کا انکار کیا جائے؟ یہ تو بڑی احسان فراموشی ہے جس کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہیں کرتا۔

رکوع نمبر ۸ تا ۱۱ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی الکتاب

سابقہ امم مثلاً عاد، ثمود، قوم نوح، قوم شعیب، قوم لوط وغیرہ کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو جھٹلایا، رسولوں کی تکذیب کی، آیات کا انکار کیا ان کے اوپر عذاب نازل ہوا اگر تم بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو تم پر بھی عذاب نازل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اور تم بھی دیکھتے ہی دیکھتے صفحہ ہستی سے مٹ جاؤ گے۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: پہلی تباہ شدہ امتوں پر تنقیدی نگاہ

گزشتہ امتیں جب نافرمانی پر اتر آئیں تو ان کی گوشالی کی گئی لیکن جب وہ اس گوشالی سے بھی باز نہ آئے تو پھر ان کی رسی دراز کر دی گئی، ان کو مزید مہلت دیدی

گئی۔ ہمیشہ سے عادت اللہ یہی جارہی ہے اس لئے مخالفین اسلام کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ تم اپنی حرکات سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا حشر بھی بہت برا ہوگا۔

رکوع نمبر ۱۳ تا ۱۶ کا خلاصہ: امم سابقہ کی تباہی کا اصل سبب اور قصہ موسیٰ وفرعون

امم سابقہ کو جو تباہ کیا گیا اس کی اصل وجہ تکذیب انبیاء علیہم السلام تھی جس کے وہ ہمیشہ مرتکب رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کا ثمرہ محض ۸۳ مرد وعورت نکلے جن میں سے اکثر غریب تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) کا لشکر مصر سے نکلا ایک بستی پر پہنچا وہاں کچھ لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تو اپنے لئے بھی اسی قسم کے ایک معبود کی درخواست گزار دی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اس قدر عظیم مطالبہ پیش کر دیا جس کا تحمل پہاڑ بھی نہ کر سکے، حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ کا نتیجہ ان کی قوم کے لوگوں کے اس جملہ سے حاصل ہوا ''تم تو ہو ہی بیوقوف'' وغیرہ اس قسم کے واقعات تکذیب رسل کا نتیجہ تھے اور انہی واقعات میں سے ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ کا بالتفصیل ذکر کیا جارہا ہے۔

رکوع نمبر ۱۷ تا ۱۹ کا خلاصہ: موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت بھی دو قسم پر تھی۔

(۱) امتِ دعوت: یعنی فرعون اور بقیہ قبطی قوم۔

(۲) امتِ اجابت: یعنی بنی اسرائیل تیرہویں رکوع کے وسط سے لیکر سولہویں رکوع کی آیت ''فانتقمنا منھم'' تک امتِ دعوت کا ذکر ہے اور اس کے بعد انیسویں رکوع کے آخر تک امت اجابت کا ذکر ہے۔

اسی امتِ اجابت کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام قانون لینے کیلئے کوہ طور پر ایک چلہ لگانے کیلئے تشریف لے گئے۔ پیچھے سے قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، موسیٰ

علیہ السلام کو اطلاع ملی، انتہائی ناراضی کے عالم میں الواح تورات بھی زمین پر پٹخ دیں، بھائی کی ڈاڑھی و سر کے بال پکڑ لئے، غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد الواحِ تورات کو اٹھالیا، ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی لیکن یہ قوم شروع ہی سے نافرمان تھی اس نے ان احکامات کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا، اسی وجہ سے وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

رکوع نمبر ۲۰ کا خلاصہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور اس کے نتائج

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت دی تو اس میں دو گروہ ہو گئے۔

ا۔ ہدایت یافتہ ۲۔ گمراہی پر ڈٹے ہوئے

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر کچھ لوگوں نے لبیک کہا اور کچھ لوگوں نے "سمعنا وعصينا" کا نعرہ بلند کیا اور اکثر لوگ اسی دوسری قسم کے گروہ میں شامل تھے جو کھا پی کر احسان فراموشی کیا کرتے تھے۔

رکوع نمبر ۲۱ کا خلاصہ: داعی کو دعوت دیتے رہنا چاہئے

بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے روکا گیا تھا کیونکہ وہ دن ان کی عبادت کیلئے مخصوص تھا، اس پر بنی اسرائیل کی تین جماعتیں بن گئیں۔ (ا) شکار سے باز نہ آنے والے۔ (۲) شکاریوں کو روکنے والے۔ (۳) روکنے والوں کو منع کرنے والے۔ جب عذاب الٰہی آیا تو صرف دوسری قسم کے لوگ جو اپنی دعوت کا کام سرانجام دیتے رہے تھے، کو بچایا گیا باقی دونوں قسم کے لوگوں کو تہس نہس کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ داعی کو اپنا کام جاری رکھنا چاہئے، لوگوں کے کہنے میں آکر اس کو ترک نہ کرے، تاکہ خود تو عذاب الٰہی سے بچ سکے۔

رکوع نمبر ۲۲ کا خلاصہ: عہد اَلَسْت کی یاددہانی

کتاب اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ

ہر انسان، اللہ تعالیٰ سے عالم ارواح میں اس کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے رہنے کا براہ راست عہد کر کے آیا ہے۔ اس لئے اس وعدے کو پورا کرنے کی غرض سے ایک ہدایت کی ضرورت تھی تا کہ قیامت کے دن عدم علم کا عذر نہ کر سکیں اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شیطان لوگوں کے گمراہ کرنے کیلئے ہر وقت کمر بستہ موجود ہے جیسے اس نے بلعم بن باعورا کو بہکایا (وتفصیلہ فی التفاسیر) جو لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ کر اللہ کی دعوت کو رد کر دیتے ہیں، عالم ارواح کے اس وعدے کو بھول جاتے ہیں ایسے لوگ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

رکوع نمبر ۲۳ کا خلاصہ: سنت اللہ یہی ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی دعوت سے اعراض کرتے ہیں اور شیطان کے بہکاوے میں جامہ انسانیت سے باہر ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں جس سے وہ اور خود سر ہو جاتے ہیں پھر اچانک اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ جاتا ہے اور ان کو صفحہ ہستی سے یکسر مٹا دیا جاتا ہے اور اللہ کی یہ سنت ہمیشہ ہی رہی ہے۔

رکوع نمبر ۲۴ کا خلاصہ: معبودان باطلہ کی بے بسی

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا معبودان باطلہ کو پکارتے رہتے ہیں اور انہی کو اپنا ماؤی اور ملجا سمجھتے ہیں ان کے یہ معبودان باطلہ نہ کچھ کر سکتے ہیں، نہ کچھ بول سکتے ہیں، نہ کچھ سن سکتے ہیں اور نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو پکارنے کی بجائے کتاب اللہ کی دعوت کو قبول کرو، اسلام میں داخل ہو جاؤ، قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرو اور جب قرآن کریم کی تلاوت ہو تو اس وقت خاموشی اور ادب سے اس کو سنو، تکبر عن عبادۃ اللہ سے مکمل طور پر احتراز کرو ورنہ شرک سے بچنا تقریباً ناممکن ہے۔

سورۃ انفال کا خلاصہ

قوانین جنگ و جہاد

اس سے قبل گزشتہ سورتوں میں مختلف اقوام کو خصوصی طور پر پھر عمومی طور پر دعوت الی الکتاب اور دعوت الی التوحید کو بیان کیا گیا تھا اب اس سورت کے اندر یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ قانون ہے کہ ہر انسان کو اپنا مذہب پیارا ہوتا ہے خواہ وہ مذہب کتنا ہی غلط اور غیر معقول ہو، انسان اس کیلئے جان تک دینے پر تیار ہو جاتا ہے چنانچہ جب آپ کسی غیر مسلم کو دعوت دیں گے تو ممکن ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حمایت اور مدافعت میں لڑنے کیلئے تیار ہو جائے تو اس وقت عقلی طور پر مسلمانوں کیلئے تین صورتیں ممکن ہیں۔

(۱) جان بچا کر بھاگ جائیں۔

(۲) مار کھاتے رہیں یہاں تک کہ مارنے والا تھک جائے۔

(۳) ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

ظاہر ہے کہ جب باطل پرست اپنے باطل مذہب کی حمایت میں لڑ سکتا ہے تو مسلمان کو تو بطریق اولیٰ اپنے حق مذہب کی حمایت میں لڑنا چاہئے اور پہلی دو صورتیں تو غیرت، حریت اور حمیت و شجاعت کے خلاف ہیں اس لئے مذہب اسلام ان کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا تیسری صورت متعین ہوگئی کہ ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اب مقابلہ کی صورت میں اسلامی فوج پر کیا قوانین لاگو ہوتے ہیں، وہ اس سورۂ انفال میں بیان کئے جائیں گے اس قانون کی مکمل تیرہ (۱۳) دفعات ہیں جن کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔ (انشاء اللہ)

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: رفع اختلاف متعلق بہ غنیمت بدر

غزوہ بدر کی شاندار فتح کے بعد جو مال غنیمت حاصل ہوا، اس کی تقسیم کے بارے صحابہ کرام میں باہم اختلاف رائے واقع ہوگیا، نوجوان صحابہؓ کا کہنا تھا ہم نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اس لئے ہمیں دوگنا حصہ ملنا چاہئے اور سن رسیدہ صحابہؓ

کا کہنا تھا کہ اگر ہم تمہاری پشت پر نہ ہوتے تو تم کیا کرلیتے؟ اس لئے تمہارا اور ہمارا حصہ برابر ہے، اس اختلاف کے پیدا ہونے پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حضور ﷺ کی مرضی پر تقسیم کو چھوڑ دیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم اتفاق واتحاد پر راضی ہو گئے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: قانون جنگ کی پہلی دفعہ

اسلامی شہسواروں کو قتال کے بھی اصول بتائے جا رہے ہیں، پہلا اصول یہ ہے کہ میدان جنگ میں استقامت دکھائی جائے، میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے کا تصور بھی ذہن میں نہ آئے، پھر فتح ونصرت قدم چومے گی۔ (انشاء اللہ) اور اگر میدان جنگ سے پشت دکھائی تو پھر اللہ کا عذاب الیم نازل ہوگا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: قانونِ جنگ کی دفعہ نمبر۲، ۳ اور ۴

اس رکوع میں قانون جنگ کی تین (۳) دفعات بیان کی جا رہی ہیں۔

دفعہ نمبر۲: میدان جنگ میں بھی اللہ اور اس کے رسول کے مطیع رہو، ان کی نافرمانی کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے۔

دفعہ نمبر۳: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ہی زندگی سمجھو اور اسی میں اپنی بقاء سمجھو، اللہ کے نام پر مرجانا، جان دیدینا ہی اصل زندگی ہے، اس موقع پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فنا فی اللہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

دفعہ نمبر۴: ادائے فرض میں خیانت نہ کرو، جو فرض سپرد کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتو۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: دفعہ نمبر۵: تقویٰ کا التزام

میدان جنگ میں اپنے بھلے برے کی تمیز کرنے کیلئے، مفید اور مضر کی شناخت کرنے کیلئے تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے اندر

ایک ایسا ملکہ اور قوت ودیعت فرمادیں گے جو تمہیں صحیح اور غلط میں امتیاز بخشے گی۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۶ اور ۷

قانون جنگ و قتال کی دفعہ نمبر ۶ ''غایۃ قتال'' ہے کہ وفادارانِ مملکت الٰہی اس وقت تک تلوار نیام میں نہ ڈالیں جب تک باغیوں کی قوت پاش پاش نہ ہو جائے اور شرک، توحید کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائے اور توحید کا علم ایک بار پھر پوری دنیا میں لہرانے نہ لگے برابر قتال جاری رکھیں۔

دفعہ نمبر ۷: ''قانون تقسیم غنائم'' میدان جنگ میں فتح حاصل ہونے کے بعد مال غنیمت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ کل مال کے پانچ حصے کر لئے جائیں۔ اس میں سے چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیئے جائیں اور پانچویں حصے کو اللہ اور اس کے رسول کیلئے رکھ لیا جائے جو مندرجہ ذیل مصارف میں خرچ کریں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی رشتہ دار ۲۔ یتیم

۳۔ مسکین ۴۔ مسافر

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۸ اور ۹

قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۸ ''ذکر الٰہی سے رطب اللسان'' ہونا ہے یعنی اللہ کے ذکر سے زبان تر رہے۔ آپ غور فرمائیں کہ عین قتال کی حالت میں بھی ذکر کی ترغیب دی جارہی ہے، اسی سے ذکر کی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

دفعہ نمبر ۹: ''ترک منازعت'' ہے کہ آپس میں کسی قسم کے جھگڑے اور فساد کو پیدا مت ہونے دو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، تمہارے اندر بزدلی پیدا ہو جائے گی اور پھر تم سے اللہ کی مدد و نصرت اٹھالی جائے گی۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: مسلمانوں کی کامیابی کا راز

اس رکوع کے اندر قانون جنگ کی دفعات کے بیان سے ہٹ کر جملہ معترضہ کے طور پر مسلمانوں کی کامیابی کا راز بیان کیا جارہا ہے اور وہ یہ کہ منافقین کو تو اس دین

کی صداقت پر اعتماد نہیں اور کفار کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹھیک نہیں لہٰذا منافقین تم پر غالب آسکتے ہیں اور نہ ہی کفار بلکہ تم ہی غالب آؤ گے اور کامیابی تمہارے ہی قدم چومے گی۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۱۰ اور ۱۱

جملہ معترضہ کے بعد قانون جنگ کی بقیہ دفعات بیان کی جارہی ہیں۔

دفعہ نمبر ۱۰: ''آلات جنگ کی تیاری'' میدان جنگ میں جانے سے قبل آلات جنگ سے اچھی طرح مسلح ہو جائیں اور جس قدر اسلحہ جمع کر سکتے ہوں، کرلیں خواہ وہ آلات قدیمہ ہوں یا جدیدہ یعنی جدید زمانے کے جدید تقاضوں کے مطابق آلات جدیدہ۔

دفعہ نمبر ۱۱: ''اسلام مصالحت کیلئے ہر وقت تیار ہے۔'' سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمان مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار رہیں لیکن اگر دشمن صلح کا ہاتھ آگے بڑھائے تو تم بھی اعراض نہ کرنا، صلح کرلینا اگر اس صلح کے پیچھے کوئی سازش کارفرما ہوگی تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جانب سے کفایت کرنے والا ہے۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۱۲

دفعہ نمبر ۱۲ ''حکم تحریض علی القتال'' ہے۔ اس رکوع میں حضور ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ لوگوں کو جہاد و قتال کی ترغیب دیں اور ان کو اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے ابھاریں اللہ کی خصوصی نصرت ان کے شامل حال ہوگی حتیٰ کہ اگر ایک کا مقابلہ دس سے ہو جائے تو وہ نہ گھبرائے اور اللہ کے بھروسے پر ان سے لڑ پڑے۔ بعد میں اس حکم میں تخفیف کر کے یہ حکم دیا گیا کہ اگر ایک کا مقابلہ دو سے ہو تو کرلیا جائے ورنہ پھر مقابلہ کرنے میں شرعی طور پر کوئی زبردستی نہیں ہاں! اگر وہ ہمت کر کے مقابلہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اپنے ساتھ پائے گا۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: قانون جنگ کی دفعہ نمبر ۱۳

مسلمانوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مرکز اسلام میں رہنے والے۔

(۲) مرکز اسلام میں ہجرت کر کے بسنے والے۔

(۳) مرکز اسلام سے دور رہنے والے۔ جن کا مرکز سے کوئی تعلق نہیں۔

مقاصد سیاسیہ میں فقط پہلی اور دوسری جماعت متحد ہوگی۔ جبکہ وہ غیر مسلم جماعت جس کا مرکز اسلام سے حفاظتی معاہدہ ہوا ہے اگر اس پر دشمن حملہ آور ہو تو مرکز اسلام سے اس کی مدد کی جائے گی اور اگر تیسری جماعت کے لوگوں پر کوئی دشمن حملہ آور ہو اور اس دشمن کا مرکز اسلام سے حفاظتی معاہدہ ہوا ہو تو مرکز اسلام کیلئے اس تیسری جماعت کی امداد جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ مقاصد سیاسیہ میں پہلی اور دوسری جماعت تو متحد ہوگی اور تیسری جماعت کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ تیسری جماعت سے مراد مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جو مرکز اسلام سے دور ہو اور مرکز اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

سورۂ توبہ کا خلاصہ

اعلان جنگ

اس سے قبل سورۂ انفال میں قانون جنگ کی تیرہ دفعات بیان کی گئی تھیں لیکن جہاد وقتال کی اجازت نہیں دی گئی تھی اب اس سورت میں کفار ومشرکین کے ساتھ اعلان جنگ کیا جا رہا ہے......

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسائل اربعہ

اس رکوع میں اعلان جنگ سے متعلق چار مسائل بیان کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ اعلان جنگ

کفار ومشرکین کو یہ الٹی میٹم دیا جا رہا ہے کہ وہ اسلام کی مخالفت سے باز آ جائیں ورنہ ان کا ستیاناس کر دیا جائے گا۔

۲۔ مہلت غور

اعلان جنگ کے بعد چار مہینے تک غور کرنے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد تمہیں حرم شریف میں رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۳۔ مدت معینہ کے معاہد کفار

جن کے معاہدے کی مدت متعین ہے، اگر انہوں نے اس عہد کو نہیں توڑا تو تم بھی اسے اس کی میعاد تک پہنچاؤ اور از خود عہد کو نہ توڑو۔

۴۔ مدت غیر معینہ کے معاہد

جن کے معاہدے کی مدت متعین نہیں بلکہ مبہم ہے تو چار مہینے گزرنے کے بعد انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو۔ ہاں! اگر کوئی حلقہ بگوش اسلام ہو جائے تو پھر اسے معافی دیدو۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: وجہ مخاصمت

اس رکوع میں کفار کے ساتھ مخاصمت کی وجوہات بیان کی جارہی ہیں۔

(۱) کفار ومشرکین خدا اور اس کے رسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی کیسے روا رکھی جاسکتی ہے؟

(۲) اگر ان کا بس چلے تو نہ یہ رشتہ داری کا لحاظ کریں نہ وعدے کی پابندی کو ملحوظ رکھیں پھر ان سے دوستی کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

(۳) انہوں نے خواہشات نفسانی کے جال میں پھنس کر ایمان جیسی محبوب چیزوں کو ٹھکرادیا پھر ان سے دوستی چہ معنی دارد؟

(۴) اپنی قسم کو پورا کرنے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے ایسے لوگوں سے دوستی کا کیا مطلب؟ ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے مخاصمت کا حکم جاری کیا گیا۔

رکوع نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ: مانع جہاد اعذار کا رفع کرنا

وہ پانچ اعذار جو جہاد سے مانع ہوسکتے ہیں ان کو رفع کرنا مقصود ہے۔

۱۔ بعض اعمال صالحہ کا پابند ہونا

اگر کفار و مشرکین بعض اعمال صالحہ پر عمل پیرا ہوں تو اس کی وجہ سے ان سے جہاد موقوف نہیں ہو جائے گا لہٰذا قریش مکہ سے جہاد محض اس وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بیت اللہ کے مجاور ہیں۔

۲۔ ذکر و عبادت

مسلمان مسجد میں بیٹھ کر ذکر و عبادت کرنے کو ترک جہاد کا عذر نہیں بنا سکتے کہ اگر ہم جہاد پر چلے گئے تو مساجد ویران ہو جائیں گی۔

۳۔ رشتہ داری

کوئی دنیوی تعلق اور نسلی و خونی رشتہ ترک جہاد کا عذر نہیں بن سکتا۔

۴۔ قلت تعداد

اسلامی فوج کی تعداد کا کم ہونا بھی ترک جہاد کا عذر نہیں بن سکتا۔ غزوہ حنین میں تو مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ تھی اس میں کیوں ابتداء شکست کا منہ دیکھنا پڑا؟

۵۔ ضروریات زندگی کا فقدان

مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے میں اگر ضروریات زندگی کا فقدان ہو تب بھی وہ ترک جہاد کا عذر نہیں بن سکتا، اگر وہ ضرورت واقعی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کا انتظام خود ہی فرما دے گا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: کن سے جہاد کیا جائے؟

مسلمانوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر تمام اقوام عالم سے لڑنا پڑے گا، گویا مسلمان کا کوئی ایک وطن نہیں بلکہ پورا عالم اس کا وطن ہے جہاں اس کو جہاد کا موقع میسر آئے فوراً مستعد ہو جائے، لیکن چونکہ اقوام عالم سے لڑنا کارے دارد۔ اس لئے سال میں چار مہینے قتل و قتال حرام کر دیا گیا تا کہ مسلمان ان چار مہینوں میں آرام کر کے جہاد

کیلئے پھر سے نئے شوق، ولولے اور جذبے کے ساتھ اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر پنجہ آزمائی کیلئے میدان کارزار میں قدم رنجہ ہوں۔ وہ چار مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم الحرام اور رجب ہیں۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: کون لوگ جہاد کریں؟

تمام مسلمانوں کو اقوام عالم سے جہاد کیلئے روانہ ہونا پڑے گا ہاں! جو معذورین ہیں وہ مستثنیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ کسی مسلمان کو جہاد سے بیٹھے رہنے کی اجازت نہیں۔

رکوع نمبر ۷ تا ۱۰ کا خلاصہ: احکام جہاد سے مستثنیٰ لوگ

رکوع نمبر ۷ اور ۸ میں مستثنیٰ حضرت کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔ رکوع نمبر ۹ میں جملہ معترضہ کے طور پر مومنین و منافقین کی جزاء وسزا کا ذکر ہے پھر رکوع نمبر ۱۰ میں مستثنیٰ حضرات کی پانچویں قسم بیان کی گئی ہے۔

۱۔ خود اپنے آپ کو جہاد سے مستثنیٰ کرنے والے

یہ لوگ منافقین ہیں جو حیلہ بازیاں کرتے ہیں اور جہاد پر جانے کیلئے کبھی تیار ہی نہیں ہوتے اور اپنے آپ کو مستثنیٰ کرتے پھرتے ہیں۔

۲۔ حیلہ ساز

دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم جہاد پر چلے گئے تو وہاں جا کر ہم سے کوئی کام نہیں ہوگا البتہ ہمیں کسی رومی عورت کے حسن پر مفتون ہونے کا اندیشہ ہے۔

۳۔ لالچی

جو لوگ جہاد میں اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی اتباع کی خاطر شامل نہیں ہوتے بلکہ ان کا مقصد روپیہ کمانا ہے اگر روپیہ ملتا رہے تو خوش اور اگر نہ ملے یا کم ملے تو

ناراض ہو جاتے ہیں۔

۴۔ ایذاء رساں

جو لوگ حضور ﷺ کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں جس کی بات سن لیں اسی کی بات پر لگ جاتے ہیں۔ اسی بدگمانی کے باعث یہ حضور ﷺ کے ساتھ اشتراک عمل کو پسند نہیں کرتے۔

پھر درمیان میں منافقین کا نصب العین شرارت کرنا اور فتنہ انگیزیاں کرنا اور ان کی سزا ''جہنم میں ہمیشہ رہنے'' کو بیان کیا گیا ہے نیز یہ کہ مؤمنین کا نصب العین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور ان کی جزاء ہمیشہ کیلئے جنت میں دخول اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے۔

۵۔ وعدہ خلاف

جو غربت کی حالت میں مالدار ہونے کی دعائیں کرتے تھے کہ اللہ نے اگر ہمیں مال و دولت عطا فرمائی تو ہم اللہ کی راہ میں خوب دل کھول کر خرچ کریں گے اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت عطا فرما دیا تو وہ بخل کرنے لگے۔ پھر حضور ﷺ کو کفار و منافقین کے ساتھ جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: نتیجہ تخلّف

جو لوگ جہاد سے جی چراتے ہیں قرآن کریم کی طرف سے انہیں منافق ہونے کا تمغہ دیا جاتا ہے، ان کی بداعمالیوں کا تقاضہ تو یہ تھا کہ کم ہنستے اور زیادہ روتے لیکن ان کا حال اس کے برعکس ہے، اس لئے ان کے اس تخلف کے نتیجے میں ان کیلئے جہنم کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ پھر انھوں نے اپنی خفت مٹانے کیلئے جہاد پر جانے کی حامی بھر لی اور جب وقت آیا تو پھر منکر ہو گئے یہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: تنبیہ تخلف پر ترتب آثار

جہاد سے جی چرانے والوں کا نتیجہ جب اس سے قبل رکوع میں بیان کر دیا گیا

تو ان کا خیال یہ تھا کہ جہاد سے بھی بچ جائیں گے اور مسلمان بھی رہیں گے، لیکن اس رکوع میں جب ان کی قلعی کھول دی گئی تو یہ معذرت کرنے کیلئے آتے ہیں بعض تو سچے معذور ہیں۔ ان پر تو کوئی گناہ نہیں لیکن جو اوپر اوپر سے عذر بیان کرتے ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱۳ کا خلاصہ: اقسام منافقین

منافقین کی دو قسمیں ہیں۔

نا قابل معافی

یہ وہ منافقین ہیں جن کا نصب العین اور مقصد آخر افتراق بین المسلمین ہے جس کیلئے وہ مسلمانوں کے مرکز ''مسجد'' کے نام پر مکانات تعمیر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اس کی اصل وجہ ان کا اعتقادی نفاق ہے۔

قابل معافی:

یہ وہ منافقین ہیں جن میں نفاق اعتقادی نہیں بلکہ عادی ہیں اور اس کا گناہ پہلے سے کچھ کم ہے اور جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ دوسرے قسم کے لوگ وہ ہیں جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: مخلصین کا طرزِ عمل

اس سے قبل منافقین کی منافقانہ کاروائیاں اور ان کی بداعمالیاں کھول کھول کر بیان کی گئیں۔ اب مخلصین مومنین کے طرز عمل کو واضح کیا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آتا ہے تو وہ اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر انہیں اپنے باپ کے حق میں دعا کرنے سے روکا جائے تو وہ بلا تکلف رک جاتے ہیں۔ ایسے مخلص مومنوں کے ساتھ وہ قابل معافی حضرات بھی شامل ہو جائیں گے جن سے کوئی گناہ سرزد ہوا پھر انہوں نے توبہ کرلی جیسے غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والے صحابہ۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: انسداد تخلف کیلئے اشاعت تعلیم کی ضرورت

لوگوں میں جذبہ جہاد بیدار کرنے کیلئے سب سے پہلے ہر گروہ میں سے چند افراد ایسے منتخب کئے جائیں جو تعلیمات الہیہ کو حاصل کریں۔ اس کے بعد لوگوں کے اندر جذبہ جہاد کو ابھاریں، بچوں کو شوق دلائیں، بوڑھوں کو جنت دکھائیں پھر جب اعلان جہاد ہوگا تو لوگ خوشی خوشی جہاد کیلئے روانہ ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: طریق تعلیم کی جنگ

اس سے قبل شروع سورت میں کفار ومشرکین کے ساتھ اعلان جنگ کیا گیا پھر قانون جنگ بتایا گیا پھر متخلفین کا انجام سنایا گیا اب مرکز کے ایک رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ مرکز ایک رہے تاکہ میدان جنگ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے اور ترتیب وار اُقرب فالأ قرب کی گوشمالی کی جائے اس طرح لڑنے میں بھی آسانی ہوگی اور مسلمانوں کی طاقت بھی یکجا اور مجتمع رہے گی اور مسلمانوں کو مرکز سے ہر قسم کی امداد حاصل ہوسکے گی۔

سورۂ یونس کا خلاصہ

دعوت قرآن ونتائج دعوت

سورۂ توبہ کے بعد قرآن کریم کی جتنی بھی سورتیں ہیں ان سب میں عموماً ایک ایک مضمون پر بحث کی گئی ہے، چنانچہ سورۂ یونس کا موضوع دعوت الی القرآن ہے جس میں اس کے نتائج اور شواہد پر روشنی ڈالی جائیگی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: قرآن کے سحر اور صاحب قرآن کے ساحر ہونے کی تردید

اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کیلئے قرآن کریم نازل فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا

احسان وکرم ہے پھر مزید احسان یہ کہ قرآن مجید کو پڑھ کر سنانے والا بھی انسان ہی بھیجا، کوئی فرشتہ یا کوئی اور مخلوق نہیں بھیجی لیکن مشرکین اس قدر احمق ہیں کہ اپنی مادری زبان میں نازل شدہ اس کتاب ہدایت سے نفع اٹھانے کے بجائے الٹا اس کی تاثیر کو جادو، خود اس کتاب مبین کو جادو اور صاحب قرآن ﷺ کو جادوگر ٹھہرا رہے ہیں حالانکہ نہ قرآن جادو اور نہ صاحب قرآن جادوگر، بلکہ یہ تو اللہ رب العالمین کا کلام ہے جس کی توحید پر انتہائی کثیر دلائل عقلیہ ونقلیہ موجود ہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: مطلبی لوگ

کفار ومشرکین کو جب قرآن کریم کی طرف دعوت دی جاتی ہے، اللہ کی وحدانیت کا سبق ان کے سامنے دھرایا جاتا ہے تو وہ لوگ اس سے اعراض کرتے ہیں اور اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اس کا مذاق اڑانے سے بھی باز نہیں آتے اور جیسے ہی کوئی مصیبت یا آفت نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست توبہ دراز کرتے ہیں، ادھر مصیبت ٹلی اور پھر وہ اپنی سابقہ روش پر لوٹ آئے گویا کہ کبھی انہوں نے خدا کو پکارا ہی نہیں تھا، ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر حال میں اللہ ہی کو پکارا جائے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے

یہ کفار ومشرکین دنیا کی زندگی پر نازاں اور فرحاں ہیں اور اسی میں مست ہیں حالانکہ دنیا تو ایک ڈھلتی چھاؤں ہے یہاں تو ایک مسافر یا راہ گزر کی سی زندگی گزارنی چاہئے کیونکہ دنیا کی زندگانی کی مثال ایسے ہی ہے جیسے آسمان سے پانی برسا، زمین سے سبزہ ظاہر ہوا اور زمین کھیت کھلیان سے لہلہانے لگی، کھیت کا مالک اپنے آپ کو اس پر غالب وقابض اور قادر سمجھنے لگا کہ یکا یک امر الٰہی آیا اور اس کو ایسا تہس نہس کر دیا کہ گویا کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اسی طرح دنیا کی زندگی ہے اس لئے اس پر فریفتہ ہو کر اپنی آخرت کو برباد نہ کرو۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: قرآن کا چیلنج

اگر ان کفار و مشرکین سے یہ سوال کیا جائے کہ تمہارا خالق کون ہے؟ اتنے بڑے نظام کو کون چلا رہا ہے؟ اور کون اس قدر مخلوق کو رزق فراہم کر رہا ہے تو یہ اس بات کا اقرار کریں گے کہ یہ تمام کام صرف اللہ ہی سرانجام دے رہا ہے، لیکن اس اقرار کے باوجود وہ احکامات الٰہیہ کی تعمیل سے جی چراتے ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن جو کہ جامع تعلیمات و احکامات خداوندی ہے اس کے بارے یہ زبان طعن دراز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو محمد ﷺ خود گھڑ لائے ہیں۔ (العیاذ باللہ) ان کو چیلنج کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ گھڑا ہوا ہے تو تم بھی عرب کے مانے ہوئے فصحاء اور بلغاء ہو اس کی مثل کوئی ایک سورت ہی لے آؤ، اس پر سب کی بولتیاں بند ہو گئیں۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: نتیجہ تکذیب و مخالفت

حضور ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر یہ حق سے ناآشنا، حق بات کو سننے سے بہرے، دیکھنے سے اندھے اور سمجھنے سے عاری لوگ قرآن کریم کی تکذیب اور اس کے احکامات کی مخالفت سے باز نہ آئیں تو پھر آپ ان سے برأت اور بیزاری کا اعلان کر دیں کیونکہ یہ لوگ دیکھنے میں تو اچھے بھلے سنتے دیکھتے اور سمجھتے بوجھتے انسان نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت یہ بہرے، اندھے، عقل سے عاری حیوان ہیں جو انسان کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔

رکوع نمبر۶ کا خلاصہ: منکرین کا انجام

جو لوگ آج قرآن کریم کی دعوت حق کو ناشکری سے ٹھکرا رہے ہیں، قرآن کریم کی نصیحت پر کان نہیں دھرتے، اس کے بتائے ہوئے علاج سے اپنی بیماریاں دور نہیں کرتے کل قیامت کے دن یہ لوگ جانیں گے کہ کاش! ہم سے دنیا بھر کے خزانے لیکر ہمیں جہنم کے عذاب سے نجات اور رہائی کا پروانہ کسی طرح حاصل ہو جائے۔ لیکن ان کی یہ حسرت، حسرت ہی رہے گی، دل کے ارمان پورے نہ ہو سکیں گے اور جہنم

کے کھولتے ہوئے عذاب میں دھکیل دیئے جائیں گے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اولیاء اللہ کو تسلی

اس سے قبل منکرین ومکذبین اور مخالفین کے انجام کا ذکر ہوا۔ اب اولیاء اللہ کو تسلی دی جا رہی ہے جن میں حضور ﷺ کو خصوصی طور پر خطاب ہے کہ ہم آپ کی نماز اور تلاوت وغیرہ اعمال سے بخوبی واقف ہیں، ہر ایک چیز ہم پر روز روشن کی طرح واضح ہے ہم آپ کو اس کا صلہ ضرور عطا کریں گے کہ نہ آپ پر خوف ہوگا اور نہ کوئی غم، اس لئے آپ مخالفین کی زبان درازی، اور طعن وتشنیع سے کبیدہ خاطر اور رنجیدہ و رنجور نہ ہوں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

رکوع نمبر ۸ و ۹ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا قصہ یاد دلا کر قرآن کریم کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ اس سے قبل ان انبیاء کی امتوں نے تعلیمات خداوندی کی تکذیب کی تو خدا کے عذاب سے انہیں کوئی بچا نہیں سکا تم بھی اگر یہی رویہ اختیار کئے رہے تو پھر تم پر بھی عذاب نازل کرنے میں ہم پر کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوگی جیسے فرعون کو غرق کر دیا گیا اور اس کا لشکر بھی اس سمیت ڈوب گیا۔ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہوسکتا ہے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: قرآن کریم کو شک کی نگاہ سے نہ دیکھو

حضور ﷺ کو بالخصوص اور تمام امت کو بالعموم یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ یہ قرآن ایک سچی کتاب ہے لہٰذا اس کی تکذیب نہ کرو اور نہ اسے شک کی نگاہ سے دیکھو۔ ورنہ عذاب الٰہی سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی کیونکہ یہ قانون خداوندی ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب آ جائے تو وہ ٹلتا نہیں سوائے قوم یونس کے کسی اور پر آنے والے عذاب کو ٹالا نہیں گیا، اس لئے اس کی تکذیب اور تشکیک میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو عذاب خداوندی کا مستحق نہ بناؤ۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: لوگوں کے شک کی وجہ سے قرآن کو چھوڑنا درست نہیں

حضور ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اعلان فرما دیں کہ اگر تم اس قرآن میں تشکیک اور تکذیب کو راہ دیتے ہو تو تمہاری وجہ سے میں قرآن اور اس کی دعوت کو ترک نہیں کر سکتا جو قرآن کی دعوت پر عمل کرے گا وہ اس کا ثمرہ اور نفع روز جزاء میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگا اور جو اس کی دعوت کو ٹھکرائے گا وہ اپنا انجام بد سوچ لے۔

سورۂ ھود کا خلاصہ

دعوت و وسائل توحید

سورۂ ہود کا مرکزی موضوع دعوت الی التوحید ہے جس کے اندر مختلف دلنشین طریقوں سے وسائل توحید کو بیان کر کے اس بات کی طرف دعوت دی گئی ہے کہ اپنا خالق و مالک، رزاق و پالنہار ایک ہی ذات کو مانیں اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک وسہیم نہ ٹھہرائیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: قرآن کریم نازل کرنے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا اس کا پہلا پیغام یہ ہے کہ اس کے نازل کرنے والے قادر مطلق کو معبود اور وحدہ لاشریک مانا جائے یعنی جذبہ توحید کی تکمیل اس کا پیغام اولین ہے اور دوسرا پیغام یہ ہے کہ سابقہ فروگذاشتوں اور گناہوں سے معافی مانگی جائے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: منکرین توحید کی ناکامی

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے سے انکار کرتے ہیں اگر ان پر کوئی آفت آ جائے تو روتے پیٹتے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور خوشی کی حالت میں کس کو

خدا یاد آئے گا؟ یہ لوگ رحمت الٰہی کو ایک اتفاقی امر جانتے ہیں اور پھر کتاب اللہ کی اطاعت سے جی چراتے ہیں، اسے بیکار ثابت کرنے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتے ہیں کبھی اس کو افتراء قرار دیتے ہیں، اور کبھی سحر اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوں گے حالانکہ اہل توحید کامیاب ہوں گے اور یہ لوگ ہمیشہ کے خسران میں گرفتار ہوں گے۔

رکوع نمبر ۳ تا ۹ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی التوحید

مختلف اقوام وملل کے واقعات سنا کر توحید کی طرف دعوت دی جارہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کو توحید کی طرف دعوت دی جن لوگوں نے اس پکار پر لبیک کہا وہ خوش بخت اور خوش نصیب ہو گئے، جنت کے حقدار ہو گئے، رب کے پسندیدہ ہو گئے اور جن لوگوں نے اس پکار پر ناک بھوں چڑھائی، انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑایا اور ان کو بے بس ٹھہرایا تو وہ بدبخت اور بدنصیب ہو گئے، جہنم کے وارث بنے اور رب کے مبغوض اور مغضوب ہو گئے، کسی پر ہوا کا عذاب آیا، کسی کو پانی میں غرق کیا گیا، کسی پر طوفان آیا تو کسی کی قوم کو زلزلے نے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا اگر تمہارا رویہ ٹھیک رہا تو تم بھی جنت کے حق دار و مستحق ٹھہرو گے، ورنہ ابدی لعنت کا شکار ہو کر جہنم کے مستحق ہو گے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: منکرین توحید کے انکار سے خائف نہ ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جارہا ہے کہ جس طرح پچھلی امتوں نے انبیاء کو جھٹلایا، توحید کا انکار کیا اور وہ تباہ و برباد ہوئے اسی طرح آپ کی امت بھی آپ کو جھٹلائے گی، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے روگردانی کرے گی اور بالآخر کامیابی آپ ہی کی ہوگی اور وہ تباہ و برباد ہوں گے بس آپ ذرا صبر سے آنے والے وقت کا انتظار کرتے رہیں[؟] اور یہ دیکھیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟

﴿سورۂ یوسف کا خلاصہ﴾

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستقبل کی پیشین گوئی

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سگے بھائیوں نے ستایا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آپ کے سگے رشتہ داروں سے ایذائیں پہنچیں گی، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے وطن اصلی سے نکلنا پڑا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسی طرح اپنے وطن مکہ مکرمہ سے نکلنا ہوگا، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو تکالیف کے بعد آرام وسکون حاصل ہوا، ان کے بھائی ان کے سامنے شرمسار و نادم ہوئے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مدینہ منورہ میں آرام و راحت حاصل ہوگی اور فتح مکہ کے موقع پر آپ کے رشتہ دار بھی آپ کے سامنے شرمسار و نادم ہوں گے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کردیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کو معاف فرمادیں گے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: حضرت یوسف علیہ السلام کا عہدۂ نبوت سے سرفراز ہونا

حضرت یوسف علیہ السلام نے کم عمری میں خواب دیکھا کہ شمس و قمر اور ستارے انہیں سجدہ کر رہے ہیں، اپنے والد ماجد نبی ابن نبی سے خواب ذکر کیا تو انہوں نے اس خواب کو سنتے ہی اولاً تاکید یہ کی کہ اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے ذکر نہ کرنا، پھر ثانیاً اس کی تعبیر بتاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عہدۂ نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد اس عہدے پر فائز ہو کر اس کے فرائض مکمل طور پر سرانجام دیتے رہے، تمہیں بھی انجام دینا ہوں گے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: برادران یوسف کا حسد

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ محبت اور

شفقت کی نگاہ حضرت یوسف علیہ السلام پر فرماتے تھے، جو ان کے سوتیلے بھائیوں کی نگاہ میں بہت کھٹکتی، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کی، باپ سے بصد منت و سماجت اور درخواست کر کے سیر و تفریح کے بہانے جنگل لے گئے اور ایک ویران کنوئیں میں ڈال کر رات کو روتے پیٹتے گھر آ کر والد سے یہ داستان کہہ سنائی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا، باپ نے انتہائی غم کی حالت میں اس خبر کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ادھر یوسف علیہ السلام کو ایک قافلے والے کنویں سے نکال کر اپنے ساتھ مصر لے گئے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: امانت یوسف علیہ السلام کا امتحان

حضرت یوسف علیہ السلام کے مصر وارد ہونے پر ان کے حسن کے چرچے شاہی محل تک پہنچے، غلام بنا کر ان کو بیچ دیا گیا، شاہ مصر خریداری کے شرف سے مشرف ہوا، شاہی محل پہنچ کر ابھی جوانی کے دراز ے پر قدم رکھا ہی تھا کہ وہ کڑا امتحان آ پہنچا جس سے یا تو عصمت انبیاء کا دامن ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تار تار ہو جاتا، شیطان کو خوشی کے شادیانے بجانے کا موقع مل جاتا یا پھر اپنے سامنے موجود حسین دلربا اور خوبصورت نازنین کی امنگوں کو توڑ کر احکام خداوندی پر عمل کر کے خانوادۂ نبوت اور عصمت انبیاء کے دامن پر دھبہ آنے سے بچنے کی کوشش کی جاتی، شیطانی حربوں کو مکڑی کے جالے کی طرح توڑ کر پھینک دیا جاتا، قدرت اس نبی زادے کو اس امتحان میں کامیاب کرنا چاہتی تھی، اس لئے اس نے ان کی امانت کو محفوظ رکھا، اس میں خیانت کرنے سے ان کو بچایا اور پھر الزام لگنے پر خود ہی اس سے برأت یوسف کا انتظام بھی ایسے طریقے سے کیا کہ عقل انسانی دنگ رہ جائے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: مصلحت اندیشی یا جانبداری

باوجودیکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ہو چکی تھی لیکن اسے مصلحت اور دوراندیشی کا نام دیجئے یا اپنوں کی طرف داری کا نام دیجئے، حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا گیا، جہاں انہوں نے ایک طویل عرصہ گزارا۔ جہاں زلیخا حضرت

یوسف علیہ السلام کے حسن سے گھائل ہو چکی تھی وہیں زنان مصر بھی اپنے دل کے اندر یوسف کی محبت کا زخم لگائے بیٹھی تھیں جس کی اصل وجہ وہ دعوت بنی جو زلیخا نے زنان مصر کیلئے تجویز کی تھی۔ الغرض! یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا گیا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: جیل میں فراست یوسف کا امتحان

جیل میں دو قیدی اور ان کے ساتھ داخل ہوئے، انہوں نے نیک سیرت اور خوبصورت وخوبرو پاکر اپنے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کمال فراست کا ثبوت دیتے ہوئے پہلے انہیں توحید کی دعوت دی، شرک کی مذمت کی پھر ان کے خواب کی تعبیر بھی بتادی، یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست کا ایک چھوٹا سا امتحان تھا۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: ایک اور امتحان

قیدیوں کے اس خواب والے واقعے کے کئی سال گزرنے کے بعد شاہِ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر اپنے پادریوں، مشیروں، وزیروں اور علماء معبرین سے پوچھی لیکن کوئی بھی اس خواب کو ''اضغاث احلام'' کہنے کے علاوہ کچھ نہ کہہ سکا کہ اچانک حاضرین مجلس میں ان دو قیدیوں میں سے جو ایک زندہ بچا تھا اس نے کہا کہ میں اس خواب کی تعبیر تم کو پوچھ کر بتا سکتا ہوں چنانچہ اس نے جا کر حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر دریافت کی یہ آپ کی فراست کا ایک اور امتحان تھا، جس میں آپ پورے اترے، اس کو خواب کی تعبیر بھی بتلائی، خوشخبری بھی سنائی اور آئندہ کیلئے تدبیر بھی بتلائی۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: امتحان امانت وفراست کے بعد سرفرازی

جب حضرت یوسف علیہ السلام امتحان امانت اور امتحانات فراست میں کامیاب ہو گئے تو پھر اب نتیجہ نکلنے کا وقت آگیا، شاہ مصر نے اپنے خواب کے معبر کو دربار میں طلب کرلیا۔ انہوں نے قبل از برأت آنے سے انکار کردیا اور یہ کہ اس بات کی

تفتیش کی جائے کہ مجھے کس جرم کی پاداش میں سپرد قید خانہ کیا گیا تھا، تفتیش ہوئی آپ بے گناہ ثابت ہوئے، مجرمین (زلیخا اور زنانِ مصر) نے اقبال جرم کرلیا پھر آپ باعزت طریقے سے شاہ مصر کے دربار میں باریاب ہوئے اور وزیر خزانہ کے عہدہ جلیلہ اور منصب رفیعہ پر فائز ہوئے بعدازاں ملک مصر کے مستقل حکمران اور بادشاہ قرار پائے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: مصر میں قحط سالی اور برادران یوسف کی پہلی آمد

عزیز مصر نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر کے مطابق قحط سالی شروع ہوئی، جس نے دور دراز کے علاقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا آبائی وطن کنعان بھی قحط کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا اور ان کے بھائی غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر آوارد ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے، آپ نے ان کو غلہ بھی دیا اور اس غلہ میں ان کی پونجی اور قیمت بھی واپس ڈال دی اور فرمایا کہ اگر تمہارا اور کوئی بھائی ہو تو اسے بھی لانا ورنہ تمہیں کچھ نہ ملے گا (ان کا ایک اور بھائی بنیامین تھا جس کو وہ اپنے ساتھ نہ لائے تھے) چنانچہ وہ عزم مصمم کر کے واپس آئے، والد سے بھائی کو ساتھ لیجانے کی درخواست کی بڑے عہد و پیمان کے بعد اجازت ملی۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: برادران یوسف کی دوبارہ آمد

پہلا غلہ ختم ہونے کے بعد برادران یوسف بنیامین کے ساتھ پھر آموجود ہوئے اور پہلی کی سی عزت و تکریم پاکر واپس ہوئے لیکن اس مرتبہ وہ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے ایک اور غم خرید چکے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے حکمت عملی کے تحت اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لیا، بڑی درخواستیں کیں برادران یوسف نے لیکن یوسف علیہ السلام نے واپس نہ کیا اور بنیامین پر اپنی حقیقت آشکارا کر دی، تاہم وقتی طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے ایک اور غم کا سامان پیدا ہوگیا جو کہ پہلے ہی غم یوسف میں اپنی آنکھیں کھو چکے تھے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: برادران یوسف کی سہ بارہ آمد

تیسری مرتبہ پھر برادران یوسف اپنی بچی کھچی پونجی لیکر مصر میں آوارد ہوئے اور شاہ مصر سے صدقہ و خیرات کے طلبگار ہوئے، شاہ مصر سے رہا نہ گیا۔ ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسف ہوں، تعارف ہوا، بھائیوں نے اپنی غلطی تسلیم کرلی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی فراخدلی سے معاف کرتے ہوئے اپنے والد ماجد کیلئے ایک قمیص دیکر کہا کہ اس قمیص کو والد کی آنکھوں پر لگانا ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور تم سب اب مصر چلے آؤ۔ چنانچہ وہ یہاں سے شاداں و فرحاں اپنے والد کو یہ خوشخبری سنانے چلے۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: بنی اسرائیل کا مصر میں ورود

کنعان واپس پہنچ کر والد کی آنکھوں پر قمیص ڈالی، بینائی لوٹ آئی، والد کو خوش خبری سنائی، پھر پورے کا پورا خاندان مصر جانے کیلئے تیار ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر سب بھائیوں نے اور والدین نے تعظیم کی اور یوں بچپن کا دیکھا ہوا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگیا کہ شمس و قمر سے مراد والدین تھے اور گیارہ کواکب سے سارے بھائی مراد تھے، گزشتہ امم میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: عقلمندوں کیلئے سامان عبرت

سیدنا یوسف علیہ السلام کے اس واقعے میں اہل عقل کیلئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

۱۔ مصیبت پر ثابت قدمی۔
۲۔ عصمت کی حفاظت۔
۳۔ قید خانہ کی پاکبازانہ زندگی اور اس میں دعوت توحید۔
۴۔ نیک سیرت ہونا۔
۵۔ فراست ایمانی سے کامل طور پر اتصاف۔
۶۔ اللہ تعالیٰ کی قدردانی۔

۷۔ فراخدلی اور عفو و درگزر۔

یہ وہ اسباق و دروس ہیں جو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے اس طویل واقعے سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں غور و فکر کر کے ان کو اپنی عملی زندگی میں رچا بسا لینے والے لوگ ہی اصل عقلمند ہیں۔ دنیا کے وہ بڑے بڑے فلاسفر جو ان واقعات سے درس عبرت و موعظت حاصل نہ کر سکیں وہ جاہل اور بے عقل ہیں۔

﴿سورۂ رعد کا خلاصہ﴾

بعض لوگوں کی شقاوت

آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد بھی بعض لوگوں کی عقلوں پر شقاوت اور بدبختی کے ایسے پردے پڑے ہوئے ہیں کہ وہ نور ایمانی سے اپنے قلوب کو منور نہیں کرتے بلکہ کفر و ضلالت کی گمراہیوں میں اور اندھیروں میں گھرتے چلے جاتے ہیں یہ ان کی ازلی شقاوت اور بدبختی کی علامت ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: معاندین کا حق بات سے انکار

اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو جامع جمال و جلال، مظہر حق و باطل کتاب نازل ہوئی وہ اس امت کی ضروریات کے عین مطابق تھی لیکن معاندین اس کو تسلیم نہیں کرتے پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ارض و سمٰوات کے صرف اس حصے کو تسلیم کرتے ہیں جو ان کو اپنے سر کی آنکھوں سے نظر آتا ہو اور جو حصہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو اس کے یہ منکر ہیں، اسی لئے یہ کتاب الٰہی کی ضرورت کے بھی منکر ہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی ذات بھی معاندین سے بے پرواہ ہے

اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے ہر ایک پر حاوی ہے وہ ان کی ہر بات سے واقف ہے اگر ان کا ارادہ اصلاح کا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ لوگ

ضرور بالضرور قابل اصلاح ہوں، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود وہ آئندہ چل کر اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی بھلائی کی امید نہ رکھیں۔ اگر ان پر کسی قسم کا عذاب نازل ہو تو اس کے ذمہ دار یہ خود ہوں گے، اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا لہٰذا ان پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: زندگی کے دو متضاد رخ

علم زندگی کا ایک اہم ترین باب فضیلت ہے اور جہل زندگی کی لذتوں کو مکدر کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بینا آدمی کی زندگی اپنی مرضی کے تابع ہوتی ہے اور نابینا آدمی کی زندگی دوسروں کے رحم وکرم پر ہوتی ہے۔ پس جس طرح عالم اور جاہل، بینا اور نابینا برابر نہیں ہوسکتے اسی طرح ان کے اعمال کی جزاء بھی برابر نہیں ہوسکتی، اس میں بھی زمین آسمان کا فرق ہوگا۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: قساوت قلبی کا اعلیٰ نمونہ

معاندین ومخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی ایسی نشانی نازل ہونی چاہئے جس سے ہمارے قلوب وصدور قرآن کریم پر مطمئن ہو جائیں ان کا یہ اعتراض محض لغو ہے۔ اس لئے کہ اس قرآن سے ہی جو سراپا ذکر ہے، ایمان والوں کے دل مطمئن ہوتے ہیں، ان کا یہ اعتراض برائے اعتراض ہے، برائے اعتراف حق نہیں کہ ہم کوئی مزید نشانی نازل کریں یہ تو ایسے بے حس ہو چکے ہیں کہ اگر ان کے سامنے معجزہ کے طور پر پہاڑ چلا دیئے جائیں، مردے ان سے باتیں کرنے لگے تب بھی یہ نہیں مانیں گے۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: انجام انکار وتکذیب

حضور پاک ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، انہوں نے صبر سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے منکرین ومستہزئین کو کچھ مہلت دینے کے بعد اولاً دنیاوی عذاب میں مبتلا کیا پھر ثانیاً آخرت میں دوگنا عذاب ان کا مقدر ہوگا، آپ بھی صبر کیجئے آپ کے مخالفین کا بھی یہی انجام ہوگا۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: نبی کا کام صرف دعوت ہے

نبی بھی دیگر انسانوں کی طرح بشری تقاضے رکھنے والا ایک انسان ہی ہوتا ہے، اگر ان لوگوں کو آپ کی بیوی بچوں سے شبہ ہوتا ہے تو کیا اس سے قبل جو انبیاء گزرے ان کے بیوی بچے نہ تھے؟ ان کا مقصد محض اعتراض ہے، حق کو سمجھنا نہیں، بہرحال آپ اپنا کام دعوت وتبلیغ کرتے رہیں باقی ان سے حساب کتاب اور جزاء وسزا ہمارا کام ہے۔ ہم جانیں ہمارا کام جانے۔

﴿سورۂ ابراہیم کا خلاصہ﴾

مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام

اس سورت کے اندر عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کے مبعوث کیے جانے کا مقصد بیان کیا جارہا ہے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی مقصد تھا یعنی یہ کہ لوگوں کو کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کی عالمگیر روشنی میں مکمل طور پر داخل کریں۔

رکوع نمبر ۱ اور ۲ کا خلاصہ: مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام ایک ہی ہے

تمام انبیاء کے بھیجے جانے کا ایک ہی مقصد ہے جو سب میں مشترک طور پر پایا جارہا ہے، خواہ وہ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا خاتم النبیین ﷺ، حضرت نوح علیہ السلام ہوں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو کفر کے گہرے کنویں سے بچا کر اسلام کے ایک صاف ستھرے پاکیزہ دریا میں غوطہ دلا دیں، چنانچہ قرآن کریم کے ان الفاظ کو دیکھئے جو بعثت محمدی کا مقصد واضح کررہے ہیں۔

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾

پھر ان الفاظ کو بھی پڑھئے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾

الفاظ کی اس قدر مشابہت ومماثلت اتحاد مقصد پر دلالت کر رہی ہے۔

رکوع نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ: کفر کے سرغنوں کی اپنے ماتحتوں سے بیزاری

قیامت کے دن کفر کے سرغنے اور سردار اپنے ماتحتوں اور تابع فرمانوں کو پہچاننے سے بھی انکار کر دیں گے، ان کے کسی کام نہ آسکیں گے حتیٰ کہ ان کا مقتدائے اعظم ابلیس لعین بھی ان سے برأت ظاہر کرتے ہوئے کہے گا کہ تم مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ کو ملامت کرو، مجھے طعنہ نہ دو، تم خود ہی طعنوں کے مستحق ہو، میں نے تمہارے سامنے ایک عمل کو خوشنما کر کے دکھایا تھا تمہارا ہاتھ پکڑ کر تھوڑی یہ کہا تھا کہ یہ کام کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوگا کہ ضالّ اور مُضل خواہ انسان ہوں یا جنات و شیطان سب کے سب عذاب الیم کیلئے تیار رہیں، کوئی بھی اس عذاب سے بچ نہ سکے گا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: متبعین حق کو محسن حقیقی کی اطاعت کی تلقین

اس سے قبل کافروں کا انجام بد ذکر کیا گیا کہ ان کے اپنے ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے، اب مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ذات جس نے تمہاری راحتوں اور آرائشوں کے خیال سے تم پر کروڑہا نعمتیں برسائیں وہی تمہارا محسن حقیقی ہے، دنیا میں اگر کوئی تم پر احسان کرے تو تم ہمیشہ کیلئے اس کے فرمانبردار اور غلام بن جاؤ گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھی گئے گزرے ہیں؟ اس کے بھی ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار اور غلام بنے رہو۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: نمونہ ابراہیمی اور درسگاہ ابراہیمی

مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جس وقت تم اتباع حق کی راہ پر گامزن ہو، صراط مستقیم تمہاری شاہراہ ہو تو اس وقت تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام کی ذات بطور

نمونہ اور اسوۂ کے موجود ہے، ان کی قربانی، ان پر آنے والے امتحانات اور ان میں ان کی کامیابی و کامرانی، ان کی پاکبازانہ زندگی تمہارے لئے ایک نمونہ فراہم کر رہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے پر چلنے کیلئے ایک اہم اور ضروری رکن ان کی وہ درس گاہ ہے جو انہوں نے بڑھاپے کے زمانے میں اپنے جواں سال فرمانبردار بیٹے کے ساتھ مِلکر تعمیر کی، جس کو آج دنیا بیت اللہ اور خانہ کعبہ کے مقدس ناموں سے یاد کرتی ہے، متبعین حق کو حکم دیا جا رہا ہے کہ مرکز ہذا سے تعلق نہ ٹوٹنے پائے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: منکرینِ حق کا انجام

قیامت کے دن منکرین و معاندین حق جب اپنی آنکھوں سے عذاب جہنم اور اس کا دلدوز نظارہ دیکھیں گے تو اس وقت درخواست پیش کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دیدے ہم تیری پکار پر لبیک کہیں گے، تیرے پیغامبروں کا اتباع کریں گے، ان سے کہا جائے گا تم ہی وہ ہو جو دنیا میں قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم پر کسی قسم کا زوال نہیں آسکتا، اسلام اور صاحب اسلام ﷺ کو مٹانے کیلئے تم انتہائی گہری سازشیں کیا کرتے تھے آج اس کا مزہ چکھو چنانچہ انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا، گندھک کے کرتے ان کا لباس ہوں گے، آگ ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔ اعاذ نا اللہ منھا

سورۂ حجر کا خلاصہ

مظاہرۂ صفاتِ خداوندی

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم کو دعوت پہنچانے کا انتظام ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا وصف حلم و بردباری، عفو و درگزر بھی نکھر کر سامنے آجاتا ہے اور یہ ہمیشہ سے اللہ کی سنت رہی ہے کہ جو لوگ دعوت حق کا ناحق انکار کرتے ہیں، سینہ زوری پر اتر آتے ہیں ان کو مہلت دی جاتی ہے، ان کی رسی دراز کر دی جاتی ہے لیکن بعد چندے جب وہ رسی کھینچی جاتی ہے تو پھر انسان

اس میں تڑپ کر رہ جاتا ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: حفاظتِ قرآن کا وعدہ

موجودہ کفار ومشرکین سے قبل جو امتیں گزریں ان کیلئے عذاب کا ایک وقت متعین تھا اس وقت تک ان کو مہلت دی جاتی رہی۔ ان مخالفین اسلام کیلئے بھی ایک معینہ مدت طے شدہ ہے جس کے آنے پر ان کو عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو گھڑا ہوا ہے سو وہ سن رکھیں کہ ہم ہی نے اس کو نازل کیا ہے اور رہتی دنیا تک اس کے محافظ بھی ہم ہی ہیں، مخالفین اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، یہ قرآن کریم تو اسلام کا ترجمان ہے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: روحانی غذا کی حفاظت کا اہتمام

جس طرح ہم نے مسلمانوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جسمانی غذا کا بندوبست کر رکھا ہے اور اس کا انتظام ہمارے ذمہ ہے، اسی طرح روحانی غذا کا انتظام بھی ہمارے ہی ہاتھ میں ہے اور اسی انتظام کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ شیاطین کو آسمان پر جا کر تمہاری غذا کا حصہ چرا لینے سے روک دیا گیا ورنہ اس سے قبل وہ آسمان پر جا کر خبریں لایا کرتے تھے اور کاہنوں کو بتایا کرتے تھے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: شیطان کی دشمنی

اگر تم نے قرآن کریم کی تعلیمات کی خلاف ورزی کی یا اس کی تعلیمات حاصل کرنے سے انکار کیا تو تم شیطان کے بہکاوے میں آگئے، گمراہ ہو گئے اور ابدی جہنم کے مستحق ہو گئے، شیطان تو تمہارا ازلی دشمن ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس تمہیں بہکانے اور راہ راست سے ہٹانے کی پختہ قسمیں کھا کر آیا تھا اور وہ اپنی قسموں کو پورا کر رہا ہے، تم اس سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ وہ تمہاری فطری کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر تم کو گمراہ کر دے گا۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: تعلیم قرآن کے عاملین

جو لوگ قرآن کی تعلیمات کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور اس کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہوتے ہیں وہ شیطان کے اس دھوکے اور فریب سے بچ گئے جو وہ بندگان خدا کو دیا کرتا ہے اور وہ صحیح شاہراہ پر گامزن ہو گئے یہی لوگ جنت کے حقیقی وارث اور اس کے حقدار ہیں جہاں ان کیلئے طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی، اور وہ جو چاہیں گے پائیں گے۔

رکوع نمبر ۵ اور ۶ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

حضرت لوط علیہ السلام اور اصحاب الحجر کا واقعہ ذکر کر کے معاندین و مشرکین کو کہا جا رہا ہے کہ ان لوگوں نے انبیاء کو جھٹلایا، آسمانی تعلیمات کی خلاف ورزی کی ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا کسی پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی اور کسی پر آگ کی برسات ہوئی اور وہ جل جھلس کر تباہ و برباد ہو گئے۔ تم بھی ذرا سوچو سمجھو کہ قرآن کریم کی تعلیمات کا انکار کرنا کہیں تمہیں بھی اسی انجام پر لے جائے جس انجام پر وہ لوگ پہنچے تھے۔

نیز حضور ﷺ کو بالخصوص اور تمام مسلمانوں کو بالعموم یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ

(۱) قرآن کریم کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا رہو، معترضین کے اعراض کا مطلق اثر نہ لو۔

(۲) اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو تم بھی ان سے منہ موڑ لو۔ اللہ تعالیٰ ان ٹھٹھا کرنے والوں کی شرارتوں سے بچانے کیلئے تمہیں کافی ہے، ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

سورۂ نحل کا خلاصہ

دعوت الی التوحید

سورۂ نحل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی پاک وحی اپنے مقدس فرشتے کے ذریعے اپنے محترم و مکرم نبی پر نازل فرمائی ہے اس کا اصل مقصد دعوت الی التوحید ہے جو اس سے قبل کئی سورتوں میں مختلف طرق و انداز تعبیر سے بیان کیا جا چکا اب دوبارہ اسی مضمون کو دھرایا جا رہا ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قرآن کریم میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے غلطی پائی جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا یہ انداز اس وجہ سے ہے کہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے، عربی کا مشہور مقولہ ہے "اذا تکرر الکلام علی السمع ، تقرر فی القلب" کہ جب کوئی بات بار بار سننے کو ملے تو وہ پختہ ہو جاتی ہے اور قرآن کی تعلیم کا بنیادی مقصد توحید ہی تو ہے جس کو یاد کرانا مقصود ہے۔

رکوع نمبر ۱ اور ۲ کا خلاصہ: تذکیر بآلاءِ اللہ سے دعوت الی التوحید

چونکہ قرآن کریم کی تعلیمات کا بنیادی مقصد دعوت الی التوحید ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو یاد کرا کر اپنی وحدانیت کی دلیل بیان فرما رہے ہیں کہ یہ اتنے بڑے بڑے جانور اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کیلئے مسخر کئے ہیں، جب چاہیں اس پر سواری کریں اور جب چاہیں ان پر بوجھ لادیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے تابع فرمان نہ بناتے تو تمہاری مجال نہیں تھی کہ تم ان کو کام میں لاسکو۔ رات اور دن، چاند اور سورج، ستارے اور سیارے، زبانوں اور رنگوں کا اختلاف یہ سب چیزیں پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ ہمیں بنانے والا کوئی ہے اور وہ ایک ہی ہے جس نے اس کائنات رنگ و بو کو وجود بخشا۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: اتباع قرآن کی ضرورت

تمہارا معبود ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کر لو بلکہ مضبوط سے مضبوط تر کر لو اور اس کیلئے جس وسیلے کو تم اختیار کر سکتے

ہو اس کو تم اختیار کرو، خصوصی طور پر قرآن کریم کی اتباع کو اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کیلئے وسیلے کے طور پر استعمال کرو۔ اس سے تمہارے تعلق باللہ میں وزن، قوت اور جان پیدا ہوگی۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: منکرین کی سزاء اور موافقین کی جزاء

جو لوگ اتباع قرآن سے منہ موڑتے ہیں وہ اپنے لئے جہنم خریدتے ہیں، ان کا انجام بہت برا ہوگا اور جب ان کی موت کا وقت قریب آئے گا تو جو فرشتے ان کی روح نکالنے کیلئے آئیں گے ان کے سامنے یہ بھیگی بلی بن جائیں گے اور اپنے اعمال سیئہ کے ہی منکر ہو جائیں گے لیکن اللہ کو تو بہر حال ہر چیز کا علم ہے، یہ لوگ جہنم میں بہت برے حال میں ہوں گے اور جو لوگ اتباع قرآن ہی کو اپنی غایت سعادت و مقصد خیال کرتے ہیں اور اسی میں مگن رہتے ہیں ان کی موت کے وقت فرشتے ان کو سلام پیش کر کے دخول جنت کی خوشخبری سنا دیں گے، ''سبحان اللہ''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی موت نصیب فرمائے، آمین!

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تقدیر کا بہانا

کفار و مشرکین اور منکرین توحید اپنے کفر و شرک پر مسئلہ تقدیر کو آڑ اور بہانہ بناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ نہ چاہتا تو ہم مشرک نہ ہوتے، اللہ کی مشیت ہی یہی ہے تو ہم اس کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ محض بہانہ بازی ہے اور حیلہ سازی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو شرک پسند ہوتا تو وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کو کیوں مبعوث فرماتا؟ جس کا مقصد ہی شرک کے بتوں پر ایسی کاری ضرب لگانا تھا کہ کفر تلملا اٹھے، ایوان کفر میں زلزلہ آ جائے، بتکدوں میں تہلکہ مچ جائے، معلوم ہوا کہ یہ محض ان کی بہانہ بازی اور حیلہ بازی ہے جو دعوت توحید کو تسلیم کرنے میں مانع ہے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: ہجرت بے فائدہ نہیں

پیغام توحید پر اپنے دلوں کو موم کرنے والے اور اس کی صدا پر لبیک کہنے

والے اگراس جرم کی پاداش میں اپنے وطن مالوف سے نکال دیئے جائیں، گھر سے بے گھر کر دیئے جائیں، بیوی بچوں سے جدا کر دیئے جائیں، نان نفقہ کو ترسا دیئے جائیں، زندگی کی ہر لذت سے نا آشنا کر دیئے جائیں تو کوئی بات نہیں، دنیا میں صبر کرلیں آخرت کا بدلہ اور بہترین جزاء فقط انہی کیلئے ہے۔اس لئے ان کو قرآن کریم کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے رکھنا چاہیے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اللہ تعالیٰ پر افتراء

اللہ تعالیٰ ایسی مقدس ومطہر ہستی ہے کہ ہر قسم کے جسمانی اور مخلوقاتی وغیر مخلوقاتی عیوب سے منزہ ومبرا ہے، نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں، نہ قلب وجگر، نہ انسانوں جیسی خواہشات اور نہ آرائش وآسائش کے اسباب کی احتیاج، وہ تولید وتناسل کا محتاج نہیں اور اس میں موجود وسائل اختیار کرنا تو اس کی شان توحید کے یکسر منافی ہے، وہ وحدہ لاشریک ہے، اس کو نہ بیٹوں کی ضرورت اور نہ بیٹیوں کی اور نہ وہ بیوی کا محتاج اس لئے یہ کفار ومشرکین جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں یہ انتہائی نادانی کر رہے ہیں جس پر یہ آئندہ پشیمان ہوں گے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: ذریعہ اصلاح

اصل بات یہ ہے کہ شیطان ان لوگوں پر اپنا وار کر چکا ہے، یہ لوگ خواہشات کے جال میں پھنس چکے ہیں اب اس جال سے نکلنا ان کیلئے انتہائی دشوار ہو گیا ہے۔ شیطان اپنی قسم پوری کر چکا ہے، ان کی اصلاح کا فقط ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے قرآن کریم کی اتباع، جس سے ان کے دلوں پر پڑے پردے زائل ہو جائیں گے، ان کے دلوں سے زنگ دور ہو جائے گا اور ان کے دل منجھے ہوئے برتن کی طرح صاف شفاف ہو جائیں گے،اس لئے ان کو قرآن کریم کی اتباع کرنی چاہیے۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: کلام الٰہی انسانوں کی زبان سے کیسے ظاہر ہوسکتا ہے؟

کفار ومشرکین کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کسی انسان کی زبان سے کیسے ظاہر ہوسکتا ہے، کہاں خدا تعالیٰ اور کہاں انسان؟ تو اس شبہ کا ازالہ مثالوں کے ذریعے کیا جارہا ہے کہ دیکھو! گوبر اور خون کی گندگیوں کے درمیان سے صاف ستھرا اور خالص دودھ نکلنا عقل کی کسی میزان میں پورا نہیں اترتا۔ شہد کی مکھی کا اس خوبصورتی سے چھتہ بنانا کہ دنیا کے بڑے بڑے ماہر کاریگر اس کی کاریگری اور صناعی پر عش عش کر اٹھیں، ایک چھوٹی سی مکھی سے اتنے بڑے نظام کا چلنا عقل انسانی میں نہیں سماتا لیکن کیا اس سے ان چیزوں کے وجود کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ دودھ تو گوبر اور خون کے درمیان سے نکل کر آہی رہا ہے اور شہد کی مکھی تو اپنا چھتہ بنا ہی رہی ہے۔ بالکل اسی طرح اگر ایک انسان اللہ تعالیٰ کا کلام اپنی زبان سے سنائے تو اس میں کوئی استبعاد اور عقلی طور پر کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیئے۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: ضرورت توحید کی مثالیں

اس رکوع کے اندر اللہ تعالیٰ دو مثالوں کے ذریعے یہ واضح فرمارہے ہیں کہ ایک انسان اپنے غلام کو جو اس جیسا انسان ہی ہے کبھی بھی رزق میں اپنے برابر نہیں کرسکتا نیز جس طرح ایک گونگا اور بدنصیب شخص ایک فصیح اللسان اور خوش نصیب شخص کے برابر نہیں ہوسکتے، تو پھر یہ عاجز مخلوقات اللہ تعالیٰ کے برابر کیسے ہوسکتی ہیں جبکہ نہ وہ اس کی جنس میں سے ہیں اور نہ اس کی حقیقت کا کچھ حصہ اپنے اندر لئے ہوئے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: دلائل توحید

انسان کی مادی اور جسمانی زندگی کو سامنے رکھ کر توحید کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں کہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے کس نے نکالا؟ آنکھ، کان اور ناک تمہیں

کس نے دیئے؟ دھڑکنے والا دل کس کی عطا ہے؟ آسمان کی فضاؤں میں اڑنے والے پرندوں کو کس دست قدرت نے تھام رکھا ہے؟ تمہیں تمہارے رہائشی مکانات اور ان میں آرام وسکون کس کی بخشش ہے؟ جانوروں کی کھالوں کو استعمال میں لانے کیلئے عقل دی یہ کس کی فیاضی ہے؟ پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں اور زرہیں بنانے کا فن تمہیں کس کی عنایت سے ملا؟ ان سوالات کا جواب سوائے اس کے کہ ''اللہ نے یہ سب کچھ کیا ہے'' اور کوئی نہیں تو پھر یہ توحید کے قائل کیوں نہیں ہو جاتے؟

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: قیامت کی ہولناکی

دنیا کے اندر یہ لوگ چند روز عیش وعشرت، ناز ونعم، مستی اور خوشی میں گزار لیں، ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن ان کی کوئی توبہ قبول نہیں ہوگی، کوئی عذر نہیں سنا جائے گا اور مزے کی بات یہ ہے کہ جس زندگی پر یہ آج نازاں وفرحاں ہیں کل اسی زندگی سے بیزار اور اس پر ہزار لعنتیں بھیجنے والے ہوں گے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ اس دن کے آنے سے پہلے توبہ اور معذرت کرلیں اور اپنی اصلاح کر کے اس دن کی ہولناکی سے اپنے آپ کو بچالیں۔

رکوع نمبر ۱۳ کا خلاصہ: قرآن کریم کا اصلاحی نظام

قرآن کریم کے اصلاحی پروگرام کی مندرجہ ذیل صفات ہیں۔

۱۔ عدل وانصاف سے کام لیا جائے۔

۲۔ قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا جائے۔

۳۔ برائی، بے حیائی اور ظلم سے بچا جائے۔

۴۔ وعدے کو پورا کیا جائے۔

۵۔ قسمیں کھا کھا کر فساد مت مچایا جائے۔

۶۔ اللہ کے وعدے کو دنیاوی مال ودولت کے لالچ میں نہ توڑا جائے۔

دنیا جانتی ہے کہ اگر ان اصولوں پر صحیح طریقے سے عمل کرلیا جائے تو انسان کی زندگی سنور جائے۔

رکوع نمبر ۱۴ کا خلاصہ: قرآن کریم پر ایک اعتراض

بوقت ضرورت جب اصلاحی نظام میں کوئی مفید تبدیلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جاتی ہے تو یہ لوگ قرآن کے خود ساختہ ہونے کا اعتراض کرتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کسی عجمی سے سیکھا ہوا ہے حالانکہ بوقت ضرورت ڈاکٹر بھی اپنے نسخے میں تبدیلی کرتا ہے، دوائیں بدلتا ہے اس کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی حالت چند دن بعد بدل جائے گی تو میں اس کو یہ دوا دوں گا اور وہ اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو احکامات تبدیل فرماتے ہیں اس کو سمجھنا چاہئے۔ ان لوگوں کا اصل مقصد محض اعتراض کرنا ہے، سمجھنا ہوتا تو کبھی کے سمجھ چکے ہوتے۔

رکوع نمبر ۱۵ کا خلاصہ: منکرین توحید کا جھگڑا

قیامت کا دن جب آئے گا تو اس وقت یہ مخالفین و منکرین توحید اس بات میں جھگڑیں گے کہ ہمارے پاس پیغام توحید نہیں آیا، ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ حالانکہ ان کے پاس رسول آ چکے تھے، ان کی تکذیب کر کے یہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہو چکے، اللہ تعالیٰ نے حرام و حلال سب کے سب واضح کر دیئے پھر بھی اگر نہ مانیں تو قیامت کے دن ان کا جھگڑا کرنا ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔

رکوع نمبر ۱۶ کا خلاصہ: اتباع ملت ابراہیمی

اگر یہ لوگ سزا سے بچ کر اللہ کے شاکر بندے بننا چاہتے ہیں تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوۂ اور نمونہ اختیار کرنا چاہئے، وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل اور اس کے محبوب ترین بندے تھے۔ اس کی کامل اتباع میں وہ ایک جماعت کی مانند ہو چکے تھے۔ پھر نمونہ ابراہیمی پر عمل پیرا ہو کر ان کی تعلیمات کو اپنے تک محدود نہ رکھو بلکہ عالم کے چپے چپے، کونے کونے، خطے خطے، بستی بستی، نگر نگر، شہر شہر پہنچاؤ، ہر بولی بولنے والے کو پہنچاؤ، جہاں حکمت سے کام چلے وہاں مجادلت اور موعظت کی ضرورت نہیں اور جہاں موعظت سے کام چلے وہاں مجادلت اور حکمت کی ضرورت نہیں اور جہاں مجادلت کی ضرورت پیش آئے وہاں اس سے کام لینے کی بھی اجازت ہے۔

سورۂ اسراء کا خلاصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی باقی ادیان سے نسبت

اس سورت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ جو نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باقی انبیاء علیہم السلام سے ہے وہی نسبت آپ کے دین کو باقی ادیان سماویہ سے ہے، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء ہیں، اسی طرح آپ کا دین بھی امام الادیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کا دین بھی خاتم الادیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل ہیں آپ کا دین بھی افضل الادیان ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: واقعہ معراج

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں پے درپے غم آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے انتہائی اہم اور خوش کن رات وہ شب معراج ہے جس کے آگے تمام انبیاء کی معراجیں سورج کے سامنے چراغ کی مانند ہیں۔ گو ان انبیاء کی معراجیں اپنی اپنی جگہ الگ الگ اہمیت کی حامل ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج افضل المعارج ہے جو فقط روحانی معراج نہ تھی بلکہ جسمانی معراج تھی جس کے اوپر اسی رکوع کے الفاظ میں کافی شواہد و دلائل موجود ہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: نہار روحانی

جس طرح نظام ناسوتی میں رات کے بعد دن آتا ہے جس میں انسان کیلئے ذریعہ معاش رکھا گیا اور اس میں کاروبار کے وسیع ذرائع مہیا کئے گئے اسی طرح کفر اور شرک کی تاریکی کے بعد ایمان کی روشنی آتی ہے جس میں انسان کی روحانی ترقی کیلئے وسیع پیمانے پر اسباب مہیا کئے گئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کرم ہے جس نے روحانیت کا دن چڑھایا اور تم کو نور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا اس لئے اس نہار روحانی میں بیدار ہو کر اپنی قوتوں کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔

رکوع نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ: تفصیل احکام دعوت حقہ

اس رکوع میں دعوت حقہ کے احکام بالتفصیل بیان کئے جا رہے ہیں جس میں انسانی زندگی کے ایک جامع اصول و ضابطہ کو بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱) فقط اللہ ہی کی عبادت کرو۔

(۲) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(۳) رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔

(۴) فضول خرچی نہ کرو۔

(۵) نہ انتہائی بخل کرو اور نہ انتہائی فضول خرچی پر اتر آؤ۔

(۶) تنگدستی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

(۷) زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔

(۸) ناحق کسی کو قتل نہ کرنا۔

(۹) یتیم کا مال ناحق نہ کھانا۔

(۱۰) ایفائے عہد کا ہمیشہ خیال رکھو۔

(۱۱) ناپ تول میں انصاف کو ملحوظ رکھو۔

(۱۲) جس چیز کا علم نہ ہو اس میں دخل مت دو۔

(۱۳) زمین پر تکبر سے اکڑتے ہوئے مت چلو۔

اسلامی اصول کی یہ وہ تیرہ بنیادی دفعات ہیں جن پر عمل کرنے سے معاشرتی زندگی میں کبھی بھی خرابی کا رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

رکوع نمبر ۵ اور ۶ کا خلاصہ: دعوت حقہ پر لبیک کہنے کے مواقع کی تردید

اللہ تعالیٰ نے منکرین توحید کے سامنے مسئلہ توحید کو اس قدر دلائل کے ساتھ مدلل اور اس قدر براہین کے ساتھ مبرہن کر کے بیان کر دیا کہ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اس کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ ذرا سوچیں تو سہی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو اس کا اللہ تعالیٰ سے تصادم اور ٹکراؤ ہو جاتا اور

یوں زمین و آسمان میں فساد برپا ہو جاتا، اللہ تعالیٰ تو کسی بھی قسم کے شریک اور شرک سے منزہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر کفر کے پردے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ حق بات سمجھ نہیں پاتے، الٹا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ بے شک یہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے خواہ ان کی ماہیت بدل جائے اور یہ لوہا اور لکڑی کیوں نہ بن جائیں ان کو دوبارہ ضرور زندہ کیا جائے گا۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: ایک خطرناک ڈاکو

یہ دنیا ایک گزرگاہ اور شاہراہ ہے جس کے راہ رو کو یہاں سے گزر کر اپنی اصل منزل مقصود جنت تک پہنچنا ہے، اس راستے میں بہت سے کانٹے بھی ہیں اور کانٹے بکھیرنے والے بھی اور ان سب کا سردار ایک خطرناک ڈاکو ہے، جس کا نام شیطان ابلیس لعین ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے تکبر کیا، آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، آدم و حواء علیہما السلام کو بہکا کر جنت سے نکلوایا یہ تمہاری متاع ایمانی پر بھی ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے اگر تم نے اپنی اس متاع ایمانی کی حفاظت کرنی ہے تو پھر دعوت حقہ پر لبیک کہو ورنہ تم اس قیمتی متاع کو کھو بیٹھو گے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: باطنی اندھا پن

اگر تم نے اس دعوت حقہ پر اپنے کان نہ دھرے، اس کو محض ایک بات سمجھ کر سنی ان سنی کر دیا تو پھر تم باطنی طور پر اندھے ہو جاؤ گے خواہ تمہاری ظاہری بصیرت کام کر رہی ہو لیکن باطنی بصیرت و بصارت سے تم محروم ہو جاؤ گے اور خدا کے یہاں تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی اس لئے قیامت کے دن تمام عالم کے سامنے رسوا ہو گے اور یہ رسوائی بہت سے نتائج قبیحہ کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: منبع شفاء و رحمت

اگر تم دنیا و آخرت میں باطنی بینائی سے مالا مال ہونا چاہتے ہو تو پھر نماز قائم

کرو، تلاوت قرآن کریم کا اہتمام کرو اور نفلی طور پر تہجد کیلئے خصوصاً کوشاں رہو اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ منبع شفاء و رحمت سے جرعہ نوشی کرو، اس سے اپنی پیاس کو بجھاؤ، اپنے بیماروں کا علاج، اپنے تندرستوں کیلئے نزول رحمت کی درخواست اسی قرآن کریم کے ذریعے کرو۔ انشاء اللہ مفید اور مقبول ثابت ہوگا۔

رکوع نمبر ۱۰ اور ۱۱ کا خلاصہ: غیر متعلقہ سوالات سے احتراز

کفار و مشرکین نے دین حق کی دعوت کو کبھی قبول نہیں کرنا، محض دفع الوقتی کے طور پر اعتراضات کرتے ہیں مثلاً کبھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید تو ایک گھڑی ہوئی کتاب ہے، کبھی کہتے ہیں کہ اس نبی کی تصدیق کیلئے کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل ہوتا؟ کبھی کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک عمدہ سا باغ ہوتا؟ کبھی کہتے ہیں کہ آسمان سے اپنے دعویٰ کے مطابق عذاب کیوں نہیں لاتے؟ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ کر ایک لکھی لکھائی کتاب کیوں نہیں لاتے کبھی کہتے ہیں کہ بھلا بشر بھی رسول ہوا ہے؟ اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی تعلیمات بھی عجیب ہیں کیا ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے؟ پھر کبھی روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، کبھی اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے بارے پوچھنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام سوالات غیر متعلقہ ہیں ان سے احتراز لازمی ہے ورنہ ان کفار کا انجام بہت برا ہوگا۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ اور اوصاف

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ اختصاراً ذکر کر کے یاد دلایا جا رہا ہے کہ کس طرح فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مسحور ہونے کا طعنہ دیا لیکن انہوں نے اس کو تحمل سے سنا اور بردباری سے الزامی طور پر اس کو مثبور (ہلاکت سے دوچار ہونے والا) ثابت کر دکھایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات ان کے زمانے میں قابل و واجب العمل تھیں۔ اب قرآن کریم کا دور دورہ ہے جس کی طرف اِن لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے اور جو اس دعوت حقہ پر لبیک کہنے والے ہیں، ان کے اوصاف یہ ہیں کہ قرآن کریم کی آیات سن کر ان میں خشوع اور خضوع کی اس قدر زیادتی ہوتی ہے کہ وہ اپنی

تھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی پاکی ہر دم بیان کرتے ہیں اور خوف خدا سے لرزہ براندام ہو کر ہمیشہ روتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اوصاف سے متصف فرمائے، آمین

سورۂ کہف کا خلاصہ

تعلق باللہ کی اہمیت

اس سورۂ مبارکہ میں مختصر سی تمہید کے بعد انسان کی چار قسم کی زندگی کی تمثیل بیان کی گئی ہے اور اس میں بھرپور انداز میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں جب مخلوق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہوگا تو اس کو اصل عزت اور راحت حاصل ہوگی جو سچی اور صاف ستھری ہوگی اور اگر اللہ کے ساتھ تعلق ٹھیک نہ ہوا بلکہ مخلوق کے ساتھ تعلق ٹھیک کرنے کی فکر ہوئی تو دنیا میں حاصل ہونے والی تمام نام نہاد عزت اور راحت سے انسان کبھی بھی اطمینان قلبی حاصل نہیں کر سکتا۔

اقسام زندگی:

(۱) ادنیٰ درجہ کا دیندار جیسے اصحاب کہف۔
(۲) ادنیٰ درجہ کا دنیا دار جیسے اصحاب الجنتین۔
(۳) اعلیٰ درجہ کا دیندار جیسے حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام۔
(۴) اعلیٰ درجہ کا دنیا دار جیسے ذوالقرنین کہ صاحب سلطنت تھے۔

تفصیلات عنقریب آرہی ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اصحاب کہف کی روپوشی

چند نوجوان امیر زادے دین عیسوی پر مطلع ہونے کے بعد اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی خاطر ایک غار میں جا کر روپوش ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دین و ایمان کی حفاظت کا عجیب انتظام فرمایا اور ان لوگوں پر طویل گہری نیند طاری کر دی تا کہ

یہ لوگ دنیا کی بری اور گندی نظروں سے محفوظ ہو جائیں اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے اس کتے پر بھی نیند طاری فرمادی جوان کے ساتھ ہی راہ میں ہولیا تھا۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: اصحاب کہف کی روپوشی کا سبب

اصحاب کہف کے غار میں چھپنے کی وجہ اپنی جان کی حفاظت نہ تھی کیونکہ وہ تو امیر زادے تھے اپنی حفاظت کیلئے نوکر اور حفاظتی دستہ رکھ سکتے تھے، اصل میں وہ اپنے اس ایمان کی دولت کی حفاظت کرنا چاہتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی تھی اور وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر ہم اس ملک میں رہے تو ہمارا اپنے ایمان پر برقرار رہنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا، اس لئے وہ غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: اور اس دوران بہت کچھ ہو گیا

اتنا طویل عرصہ وہ گہری نیند سوتے رہے کہ حالات بدل گئے، کفریہ حکومت ختم ہو کر (اس زمانے کی) اسلامی حکومت قائم ہوگئی اور ہر طرف امن وامان پھیل گیا، ہر چیز میں تبدیلی آ گئی، مکانات، عمارات، روپیہ پیسہ، سکے، برتن، کھانے پینے کی اشیاء غرض ہر چیز بدل گئی۔ ادھر یہ لوگ جب سو کر بیدار ہوئے تو بھوک محسوس ہوئی، اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو منتخب کر کے احتیاط کے ساتھ کھانا لانے کو کہا، باہر کی تبدیلی کے بارے انہیں کچھ علم نہ تھا۔ جہاں اور بہت سی فکری تبدیلیاں لوگوں میں آئیں تھیں وہاں بعث بعد الموت کا مسئلہ بھی بڑا پیچیدہ بنا ہوا تھا۔ خیر! جب وہ کھانا لینے پہنچا تو اس قدر پرانا سکہ دیکھ کر دکاندار حیران رہ گیا، لوگ جمع ہو گئے اور غار والوں کا حال ان پر منکشف ہو گیا اور مسئلہ بعث بعد الموت بھی حل ہو گیا۔ بعد ازاں یہ لوگ اسی غار میں جا کر دوبارہ سو گئے اور اس جہاں سے دوسرے جہاں کی طرف منتقل ہو گئے۔ ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: قیام غار کی مدت اور مومنین کی جزاء اور کفار کی سزا

اصحاب کہف کے غار میں چھپنے کی مدت تین سو (۳۰۰) شمسی سال اور تین سو

نو (۳۰۹) قمری سال ہے۔ چونکہ یہ مومنین تھے اور ان کا یہ عمل بھی نیک تھا اس لئے ان کا اجر ضائع نہیں ہوگا، قیامت کے دن بہترین بدلہ پائیں گے اور جو لوگ دعوت انبیاء سے منکر اور منحرف ہوئے ان کے لئے بدترین سزا مہمان نوازی کے طور پر تیار ہے۔ پہنچنے کے ساتھ ہی مہمان نوازی فرشتوں کے ہنٹروں اور گرزوں سے شروع ہو جائے گی۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: دعوت و تبلیغ پہلی امتوں میں

دو بھائی تھے، ایک موحد غریب، دوسرا مشرک مالدار، یہ ایک دن اپنے غریب بھائی کو اپنے باغات اور ان میں ہونے والی خوش کن پیداوار دکھانے کیلئے لے گیا اور بڑے فخر و غرور سے اس میں داخل ہوا۔ موحد کو یہ بات ناگوار گزری اور جلتی پر تیل کا کام اس مشرک کے اس قول نے کیا کہ نہ تو کبھی قیامت قائم ہوگی اور نہ کبھی مجھے اس باغ پر زوال آنے کا تصور ہے۔ اس نے اپنے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ یہ تو اللہ کی عطا ہے تم اس پر غرور اور تکبر سے اتراؤ مت، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس باغ پر کوئی آفت نازل فرما دیں اور تم کو اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت غرور اور تکبر کے بجائے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ'' کہنا چاہئے تھا۔ خدا کی قدرت! اس موحد کا کہنا پورا ہوا باغ کو آفت سماوی نے گھیر لیا اور وہ تباہ و برباد ہوگیا اور وہ مشرک بعد میں اپنے اوپر افسوس کرنے لگا۔ لیکن ؎

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: اعمال صالحہ کے مقابلہ میں متاع دنیا کی حقیقت

یہ رکوع دراصل گزشتہ رکوع کا تتمہ ہے جس میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو بیان کیا گیا تھا اس رکوع میں بھی یہی بیان کیا جا رہا ہے کہ دنیا ختم ہونے والی چیز ہے اور اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں لہٰذا دنیا اور متاع دنیا کی اعمال صالحہ کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں یہ ایک حقیر چیز ہے جس کے پیچھے پڑ کر کبھی بھی اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہیے۔

رکوع نمبر ۷ اور ۸ کا خلاصہ: شیطان کے چیلے

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ کر کفر و شرک کی گہری اور خون آشام دلدل کے اندر اپنے آپ کو دھنسا رہے ہیں دراصل وہ شیطان کی معیت کو اللہ کی معیت پر ترجیح دے رہے ہیں حالانکہ شیطان لعین اللہ کا دوست نہیں وہ اور اس کی ذریت تو اللہ کے دشمن ہیں گویا کفار اللہ کے دشمن سے اپنا تعلق جوڑ رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بدنصیب بھی کوئی نہیں ہوسکتا جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے اور وہ اس سے اعراض کر کے اپنی بدنصیبی اور بدبختی کے اوپر مہر تصدیق ثبت کر دے۔

رکوع نمبر ۹ اور ۱۰ کا خلاصہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کیلئے سفر

تاریخ اور قرآن سے جہاں اور بہت سے عجیب و غریب واقعات پر روشنی پڑتی ہے وہاں ایک عجیب واقعہ قرآن و حدیث میں ایک جلیل القدر نبی کا تحصیل علم کے حوالہ سے ملتا ہے جس سے ایک طرف تو علم کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے اور دوسری طرف اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم کلی کسی کو بھی حاصل نہیں ہوتا، کتب تفسیر میں یہ واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے خادم یوشع بن نون کے ہمراہ سفر پر روانہ ہونا، مچھلی کا دریا میں گم ہونا، موسیٰ علیہ السلام کی تھکاوٹ، یوشع بن نون کا بھول جانا، حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہونا اور شرائط تحصیل علم کا طے پانا، تین مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان شرائط کو توڑنا اور جدا کیا جانا، حضرت خضر علیہ السلام کا ان تینوں کاموں کی حکمتیں بیان کرنا، یہ تمام چیزیں بالتفصیل کتب تفسیر میں موجود ہیں۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: ذوالقرنین اور ان کے کارنامے

ذوالقرنین سکندر کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی حکومت عطا کی۔ اولاً اس نے مغرب کا رخ کیا اور اس کو فتح کرتا چلا گیا، پھر مشرق کے سارے علاقے فتح کر لئے پھر شمال کی جانب سفر کیا تو وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک قوم ملی جو یاجوج ماجوج کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی اس قوم کی فریاد پر ایسی مضبوط دیوار تعمیر کی کہ یاجوج

ماجوج تا قیامت اس کو نہ توڑ سکیں گے ہاں! قرب قیامت میں وہ اس کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

الغرض! کہ ذوالقرنین اللہ کا فرمانبردار بندہ تھا اس قدر وسیع حکومت کے باوجود کبھی غرور وتکبر نہیں کیا، طاعت الٰہی سے منہ نہیں موڑا اس لئے قرآن میں بھی اس کا ذکر آ گیا۔

رکوع نمبر ۱۲ کا خلاصہ: شرک اور اس کی قباحت

جو لوگ آیات قرآنیہ کی تکذیب کے درپے رہتے ہیں، اللہ کے ساتھ بے جان بتوں کو معبود ٹھہراتے ہیں وہ بہت بڑے ظالم ہیں اس کی قباحت کیلئے تو صرف یہی کافی ہے کہ دنیا میں اگر ان سے کوئی نیک عمل صادر بھی ہو جائے مثلاً صدقہ خیرات، صلہ رحمی وغیرہ تو وہ بیکار ہو جائے گا اور اس کا کوئی ثواب انہیں نہیں ملے گا اور آخرت میں پھر جہنم کے مستحق ہوں گے جبکہ مومنین جنت میں عیش کی زندگی گزار رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی لامتناہی اور غیر محدود صفات کے گیت گاتے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک سے نفرت عطا فرمائے (آمین)

سورۂ مریم کا خلاصہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خیالات فاسدہ کی اصلاح

اصالۃً تو اس سورت کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو عیسائیوں کے ذہنوں میں مختلف فاسد اور گندے خیالات ہیں ان کی اصلاح مقصود ہے، لیکن اس سے پہلے تمہید کے طور پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے، وجہ مناسبت صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی عجیب وغریب طریقے (بن باپ کے) سے ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی عجیب وغریب طریقے سے ہوئی کیونکہ اس وقت ان کے والد کی عمر ''۱۲۰ سال'' اور والدہ کی عمر ''۹۸ سال'' تھی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تو کوئی اللہ کا بیٹا نہیں مانتا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں

اللہ کا بیٹا قرار دینے پر اتنا زور ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود پکار پکار کر اپنی پیدائش کے چند ہی لمحوں بعد اعلان کر رہے ہیں ''انی عبداللہ'' ان کے اس اعلان کا کیا کیجئے گا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: ذکر پیدائش یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش عام قانون توالد و تناسل سے ہٹ کر ہوئی تھی کیونکہ عام طور پر قانون الٰہی یہی ہے کہ بانجھ پن کے زمانے میں کسی کو اولاد نہیں ملتی پھر حضرت زکریا علیہ السلام کے بال بھی سفید ہو گئے تھے جو انتہائی بوڑھا ہونے سے کنایہ ہے اس عمر میں اولاد کا ملنا تعجب کی بات تو تھی اس لئے زکریا علیہ السلام کو جب یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری ملی تو انہوں نے اس پر ایک علامت کا سوال کیا یہ مطالبہ بھی پورا ہوا، حضرت یحییٰ علیہ السلام خیر و برکت لیکر پیدا ہوئے اور خیر و برکت کے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہوئے۔ علیہ الصلوۃ والسلام۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: واقعہ ولادت عیسیٰ علیہ السلام اور خلاصہ تعلیمات عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ولادت زبان زد عام ہے اور خاصی شہرت کا حامل ہے، حضرت مریم علیہا السلام کا غسل کیلئے جانا، حضرت جبریل علیہ السلام کا انسانی صورت میں آنا، حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک مارنا، حضرت مریم کا حاملہ ہونا اور مرنے کی تمنائیں کرنا، فرشتے کا تسلی دینا، قوم کے لوگوں کا طعنہ دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ''تکلم فی المھد'' یہ باتیں تفصیل کے ساتھ تمام کتب تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے ایک نیک بندے ہیں، نماز اور زکوٰۃ ادا کی جائے، والدین کے ساتھ فرمانبرداری سے پیش آیا جائے۔

رکوع نمبر ۳ اور نمبر ۴ کا خلاصہ: بعض انبیاء کی خصوصیات کا ذکر

بعض انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات کا ذکر کیا جا رہا ہے، مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرمائش پر ان کے بھائی ہارون کو نبی اور ان کا وزیر قرار دیا گیا، خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل تھا، حضرت اسماعیل علیہ السلام وعدے کے سچے، اپنے رب کے پسندیدہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا، ان تمام خصوصیات کے ہوتے ہوئے ان انبیاء کو کسی نے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں قرار دیا، تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے؟ ساء مایحکمون.

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: یوم المجازاۃ کے نہ سمجھنے کا نتیجہ

قیامت کے دن کو یہ لوگ ایسے بھلائے بیٹھے ہیں گویا کہ انہوں نے مرنا ہی نہیں اور قبروں سے اٹھائے جانے کے تو ویسے بھی یہ منکر ہیں؟ اس کا لازمی نتیجہ "ابتلاء فی الشرک" نکلنا ہے چنانچہ یہ لوگ شرک میں مبتلا اسی وجہ سے ہیں۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: اللہ کی اولاد ہونے کا کفریہ عقیدہ

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیکر ایسی سخت بات کہہ رہے ہیں کہ اگر اس بات کو سن کر آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں تو حق بجانب ہیں، یاد رکھنا چاہئے کہ زمین و آسمان اور اس کی ساری چیزیں اللہ کی ملکیت ہیں اور ملکیت اور ابنیت میں "بُعد بین المشرقین" ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ماننا کسی طرح صحیح نہیں۔

﴿سورۂ طٰہٰ کا خلاصہ﴾

دعوت الی التوحید

اس سے قبل سورۃ النحل اور سورۂ ہود میں بھی دعوت الی التوحید کا موضوع فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونے کے ساتھ بیان کیا گیا تھا، اس سورت میں بھی اسی مضمون کو دوبارہ راسخ فی الذہن کرنے کیلئے بیان کیا جا رہا ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: ہدایت اور اصحاب فطرت سلیمہ

قرآن کریم کو ہدایت اور نصیحت کے طور پر نازل کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ''رحمان'' ہیں، ان کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے پُر از ہدایت کتاب نازل فرمائیں لیکن ہدایت کا تعلق فطرت سلیمہ کے ساتھ ہے، یوں سمجھ لیجئے! کہ ہدایت اور فطرت میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔ معلوم ہوا کہ یہ قرآن فطرت غیر سلیمہ کے ساتھ کبھی نہیں چل سکتا۔ پھر ''تذکیر بایام اللہ'' کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نقل کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ جس طرح بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کامیاب و کامران ہوئے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوں گے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: سفارش اور احسان

حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا کے وہ واحد فرد ہیں جن کی سفارش پر کسی کو نبوت مل سکی اور حضرت ہارون علیہ السلام وہ واحد نبی ہیں جنہیں اپنے بھائی کی سفارش پر نبوت سے سرفراز فرمایا گیا جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان خداوندی تھا، اور صرف یہی احسان نہیں بلکہ بچپن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''قبول صورت'' بنایا، ہر ایک کے دل میں انکی محبت ڈال دی، انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور وقت کے ظالم و جابر حکمران کے پاس بھیجا تو انہیں اپنی معیت کی خوشخبری بھی سنا دی، پھر وہاں پہنچنے پر فرعون

کے ساتھ جو مکالمہ ہوا، اس میں غیبی طور پر ان کی مدد و نصرت کی گئی۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: لوگوں کا دو گروہوں میں تقسیم ہونا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۔ جن کی فطرت مسخ ہو چکی تھی اور وہ رب و احکام رب سے نا آشنا ہو چکے تھے، انہوں نے اس دعوت حق کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو العیاذ باللہ نیچا دکھانے کی تدبیریں سوچنے لگے لیکن ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' کے مصداق حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کام میں مصروف رہے۔

۲۔ جن کی طبیعت مستقیم اور فطرت سلیم تھی، انہوں نے اس دعوت کے آگے جلد یا بدیر سر تسلیم خم کر دیا جیسے فرعون کے درباری جادوگر، اور ایسے راسخ العقیدہ مسلمان ہوئے کہ فرعون کی بڑی سے بڑی دھمکی سے نہ ڈرے اور اس سے صاف کہہ دیا کہ تجھ سے جو ہو سکے کر گزر ہم ایمان نہیں چھوڑ سکتے۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے خروج

وحی الٰہی کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے روانہ ہوئے، فرعون اور فرعونیوں نے پیچھا کیا۔ عین وسط نیل میں پہنچ کر غرق ہوئے اور ''خس کم، جہاں پاک'' کے مصداق بنے، بنی اسرائیل کی عجیب غلامانہ ذہنیت تھی کہ اپنے سامنے خدائی کے دعویدار کو غرق ہوتے دیکھ چکے تھے لیکن پھر بچھڑے کی پوجا کر کے غضب الٰہی کو دعوت دے بیٹھے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی

اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کو غضب الٰہی سے ڈراتے رہے لیکن وہ کہاں ماننے والے تھے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک اس معاملے کو التواء میں ڈال دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب واپس تشریف لائے تو قوم کو سمجھایا

بجھایا اور پھر فتنہ فساد کی جڑ ''اس بچھڑے'' کو جلایا اور اس کے بنانے والے ''سامری'' کو عجیب وغریب بددعا دی جس کے نتیجے میں وہ جنگلوں میں مارا مارا پھرتا اور ہر ایک سے یہی کہتا کہ ''مجھے نہ چھونا'' اور اگر کوئی اسے چھو لیتا تو انتہائی سخت بیماری میں مبتلا ہو جاتا، بالآخر یہ بدبخت اس بیماری میں مر گیا۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: شفاعت اور اس کا نفع

قیامت کے دن اولاً تو ہر ایک کو سفارش کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور جسے شفاعت کی اجازت مل بھی جائے تو وہ ''معترفین'' کے حق میں نافذ ہوگی، ''معترضین'' کو شفاعت اور سفارش کسی قسم کا نفع نہیں دے سکے گی اور اس دن سب مجرموں کی گردنیں ایک خدا کے سامنے خم ہو جائیں گی اور اس وقت وہ اپنی غلطی بھی تسلیم کر لیں گے لیکن اس سے انہیں کوئی نفع نہ ہوگا۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: تکبر عزازیل راخوار کرد

حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے، جس میں بتقاضائے بشریت صادر ہونے والی ان کی اجتہادی لغزش کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ''عصیان اور غوایت'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں جو کہ ظاہر ہے، ان ہی کے شایان شان ہیں، بندوں کو کسی نبی کے حق میں یہ الفاظ استعمال کرنے کی اجازت قطعاً اور ہرگز نہیں ہے۔ الغرض! اس لغزش کے ازالے کیلئے نصیحت اور ہدایت کا ہونا ضروری ہے۔ جو وعدہ الٰہی کے مطابق ہر امت کو حاصل ہوتی رہی ہے اور جو لوگ اس ہدایت و ذکر الٰہی سے اعراض کرتے ہیں، قیامت کے دن نابینا کر کے اٹھائے جائیں گے اور دنیا میں تنگی معیشت کا شکار ہوں گے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: ضرورت محنت

اس رکوع میں مخالفین کی ایذاء رسانی پر صبر کی تلقین کی جا رہی ہے اور یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق درست رکھنا چاہتے ہو تو اس کیلئے شب و روز

محنت کرنا ہوگی۔ تب کہیں جا کر یہ تعلق قائم ہوگا ورنہ یہ رشتہ بہت نازک ہے، ذرا سی بھی ''شرک'' کی کانچ آجائے تو یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سورۂ انبیاء کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورۂ مبارکہ میں ایک تو ''دعوت الی الذکر'' کے موضوع پر گفتگو کی جارہی ہے اور دوسرے یہ بتایا جارہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام مصائب سے نجات کس طرح پاتے ہیں؟ اور یہ بات بدیہی ہے کہ مصائب کی دو قسمیں ہیں (۱) آفاقی (کائناتی) (۲) انفسی، اس سورت میں بامداد الٰہی ان دونوں قسم کے مصائب سے نجات پانا بالتفصیل مذکور ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: دعوت الی الذکر

ہٹ دھرم کفار و مشرکین کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ جب کوئی نصیحت کی بات ان کے سامنے کی جاتی ہے تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کبھی اسے سحر قرار دیتے ہیں اور کبھی خواب کی بیکار باتیں اور یادیں، کبھی گھڑا ہوا کلام کہتے ہیں اور کبھی شعر و شاعری۔ یہ ان کی بدنصیبی ہے کہ ایک تو اسلام جیسی لازوال دولت سے محروم ہیں اور دوسرے اسلام و صاحب اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو مورد طعن و تشنیع قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ یا تو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے ''ذکر'' کی دعوت کو قبول کرلیں ورنہ ہم انہیں ہلاک کرنے پر ویسے ہی قادر ہیں جیسے پہلی امتوں کو تباہ کرنے پر قادر تھے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: توحید باری تعالیٰ پر ایک شاندار دلیل

جن لوگوں نے کفر و شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا، انہیں باوجود ان کے ساز و سامان، کروفر اور عیش و عشرت کے اسباب کے ہلاک کر دیا گیا، نجانے یہ لوگ اللہ کے ساتھ معبود کیوں تسلیم کرتے ہیں؟ ذرا عقل سے سوچیں کہ ایک حکومت میں دو

بادشاہ، ایک مسجد کے دو امام، ایک آسمان میں دو آفتاب، ایک مدرسہ کے دو مہتمم اور ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں تو پھر اس کائنات کے دو خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر زمین و آسمان میں دو یا زیادہ خدا ہوتے تو وہ ہر وقت آپس میں لڑتے رہتے، ایک چاہتا کہ اس وقت دن ہو اور دوسرا رات کا متمنی ہوتا، ایک سخت گرمی کا حکم دیتا اور دوسرا سخت سردی کا حکم دیتا الغرض! نظام کائنات مکمل درہم برہم ہو کر رہ جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ خدا بھی صرف ایک ہی ہے اور وہی نظامِ کائنات کو چلا رہا ہے۔

رکوع نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ و بما بعد الموت

زمین و آسمان اپنی تخلیق کے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے، انہیں کس نے جدا کیا؟ پانی کے ذریعے ہر چیز کو زندگی کس نے بخشی؟ زمین کو ہلنے سے روکنے کیلئے پہاڑوں کی مضبوط میخیں کس نے گاڑی ہیں؟ پہاڑوں کے درمیان سے گزرنے کیلئے اس قدر کشادہ راستے کس نے بنائے ہیں؟ رات، دن، سورج اور چاند ستارے کس نے پیدا کئے؟ ان تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے لفظ ''اللہ''

پھر یہ کہ موت کا پیالہ تو ہر ایک نے نوش کرنا ہی ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا اولیاء و اصفیاء، عوام ہوں یا خواص، ہر ایک نے اس پل پر سے گزرنا ہے اس لئے آنے والی اصل زندگی کی تیاری کرنی چاہئے۔ جس دن اعمال کے وزن کیلئے ایک ایسا ترازو رکھا جائیگا جس میں کسی قسم کی ناانصافی کا امکان ہی نہیں ہے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کا مصائب آفاقی سے نجات پانا

اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مشہور عالم واقعہ بیان کیا جا رہا ہے جس کے مطابق صدائے توحید بلند کرنے کی پاداش میں انہیں دو مہینے سے جلائی ہوئی آگ میں اپنے عشق و محبت کا ثبوت پیش کرنا پڑا گو کہ وہ آگ ''ابراہیم'' کیلئے گل و گلزار بن گئی لیکن اس آگ میں کود جانا بھی ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی۔

ع بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی بدنام زمانہ قوم سے نجات پانا بھی اسی رکوع کا ایک حصہ ہے، یہ سب مصائب آفاقی حیثیت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد ونصرت کے ذریعے ان تمام حضرات کو بحفاظت تمام دشمنوں کے نرغے سے بچالینا بھی اسی رکوع کا حصہ ہے۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کا مصائب سے نجات پانا

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام میں سے ہر ایک پر آفاقی مصائب آئے۔ پھر وعدہ الٰہی کے مطابق انہیں ان مصائب سے نجات ملی، حضرت ایوب علیہ السلام اولاً مصائب انفسی کا شکار ہوئے پھر مصائب آفاقی بھی ان پر ہجوم کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نجات عطا فرمائی، اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کو انفسی مصائب سے اور حضرت زکریا و مریم علیہما السلام کو آفاقی مصائب سے نجات عطا فرمائی گئی۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: عود الی المقصود

اس رکوع میں پھر اصل مقصود ''دعوت الی التوحید'' کی طرف عود کیا جا رہا ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ توحید پرست ہمیشہ مملکت الٰہی میں فاتح بن کر رہیں گے اور جب تک وہ توحید پر قائم رہیں گے، یہی حال رہے گا اور جوں ہی وہ اس سے منحرف ہوں گے، ان پر ان کے دشمن مثلاً یاجوج ماجوج اور دجال وغیرہ مسلط ہو جائیں گے، اس لئے حضور ﷺ کے دامن رحمۃ للعالمین سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چمٹ جاؤ تا کہ دنیوی اور اخروی سعادتیں تمہارا مقدر بن جائیں۔

سورۂ حج کا خلاصہ

تعلق مع اللہ کی درستگی

قیامت کے دن کی ہولناکیاں، رب ذوالجلال کا غیظ وغضب، ملائکہ وانبیاء کرام علیہم السلام پر سراسیمگی کے آثار اور نفسی نفسی کا قیامت خیز منظر انسان کو بوکھلا کر رکھ دے گا، انسان ہوش وحواس کی نعمت و دولت سے محروم ومفلوج ہو جائے گا اس دن عذاب الٰہی بھڑک رہا ہوگا، جہنم کی غضیلی آواز سنائی دے رہی ہوگی جسے سن کر نامی گرامی پہلوان بھی تھر تھر کانپنے لگیں گے، اس سے بچاؤ صرف اس شخص کے نصیب میں ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح اور مضبوط رکھا۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ

اللہ تعالیٰ جس طرح اس نظام عالم کے ''یومیہ انقلابات'' پر قادر ہے اور اس میں اسے کسی قسم کی دشواری، مشکل، تھکن، سستی اور اکتاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اسی طرح وہ ایک ایسا دن بپا کرنے پر بھی قادر ہے، جس میں سارے نظام عالم میں انقلاب واقع ہو جائے اور دنیا تلپٹ ہو کر رہ جائے اور ایسا ہونے والا ہے، چنانچہ قیامت کا لرزہ خیز منظر کچھ دور نہیں رہا جس دن عورتیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی، حاملہ کا وضع حمل ہو جائیگا اور اسے خبر بھی نہ ہوگی اور ساری انسانیت پر ایک بے ہوشی کا عالم طاری ہوگا، اس دن سے ڈر کر اس کی جواب دہی کیلئے تیاری کرنا چاہیے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: توحید کے ایک کنارے پر

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ''تعلق'' جوڑ لیتے ہیں لیکن جہاں کوئی آزمائش اور امتحان آیا، فوراً سے پہلے اس تعلق کو توڑ دیتے ہیں، پھر نہ دین کے رہتے ہیں اور نہ دنیا کے

ع نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم

غیر اللہ کی پوجا کی طرف پھر لوٹ جاتے ہیں حالانکہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات، شمس و قمر اور جبال و شجر ہر ایک چیز ''اللہ'' ہی کو سجدہ کرتی ہے لیکن یہ ''بدبخت انسان'' ان چیزوں کو سجدہ کرتا ہے تف اور تعجب ہے ایسی عقل پر۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: جزا و سزا

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لیتے ہیں اور اسی سے لو لگاتے ہیں، ان کیلئے باغات و انہار، اثمار و اشجار، نور و حور، طعام و منام اور خدمتگار و غمگسار سب ہی کچھ ہے، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں میں گھرے رہیں گے اور جو لوگ ''درسگاہِ توحید'' سے خود بھی رکتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں، حج اور عمرہ کیلئے زائرین کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کیلئے ''عذاب الیم'' تیار ہو چکا ہے، دستر خوان پر پہنچتے ہی چکھ لیں گے۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: تعظیم شعائر اللہ

شعائر اسلامی مثلاً نماز، طواف، اذان اور صفا مروہ وغیرہ کی تعظیم ہر ایک پر واجب ہے، جو شخص ان چیزوں کی بے تعظیمی و گستاخی کرے وہ اعلیٰ درجے کا فاسق ہے، اسے اپنے اس عمل سے توبہ کرنی چاہئے کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم اس بات کی خبر دیتی ہے کہ اس کے دل میں تقوی کی دولت موجود ہے جس کی وجہ سے وہ ان چیزوں کی تعظیم کرنے پر مجبور ہے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: انفاق فی سبیل اللہ کی حوصلہ افزائی

جو لوگ اللہ کے راستے میں صرف اسی کی رضا کی خاطر مال خرچ کرتے ہیں، اپنی حلال اور طیب روزی ''دینے والے'' کے نام پر دیتے ہیں دراصل وہ اپنے اس سچے جذبے، دلی تڑپ اور قلبی سوز پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں جس نے انہیں اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ مال و دولت یا قربانی کے جانور اور ان کا خون و گوشت اللہ کو مطلوب نہیں، اللہ کو تو صرف تقویٰ مطلوب ہے لیکن چونکہ وہ اس راہ سے

حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ راہ بھی محمود ہے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: مجاہدین کا جذبہ جہاد

جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو چکا ہے وہ ہمیشہ سے ''امن'' کے حامی رہے ہیں چنانچہ حضرت نوح وموسیٰ اور لوط وشعیب علیہم السلام کے واقعات روز روشن کی طرح واضح ہیں لیکن جب انہیں ''امن'' سے رہنے ہی نہ دیا جائے، مملکت الٰہی میں بغاوت پھیلائی جائے تو پھر یہ سربکف مجاہد بن جاتے ہیں جو ہر وقت اپنے دل میں ''شوق شہادت اور جذبہ جہاد'' کو گرم کرتے رہتے ہیں۔ یاد رکھئے! مسلمان کبھی بے غیرت نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کی ''غیرت ایمانی'' پر کبھی ''نیند'' طاری ہوسکتی ہے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: باطل نے ہمیشہ سر اٹھایا ہے

جب بھی کہیں حق کی آواز بلند ہوتی ہے اور باطل کے بتکدوں میں توحید کی صدائے بازگشت گونجتی ہے تو باطل بھی چونک کر بیدار ہو جاتا ہے، حق کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا اپنا مشغلہ بنالیتا ہے، تمنا یہ کرتا ہے کہ کسی طرح حق کی یہ صدا دب جائے اور دنیا پر پھر سے باطل کا راج ہو جائے اور اسی کا بول بالا ہو لیکن اللہ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ دین حق کا بول بالا ہو، اللہ کا ارادہ پورا ہو جاتا ہے اور شیطان کی تمنا خاک میں مل جاتی ہے البتہ جن کی عقلوں پر شیطانیت کا غلبہ ہو چکا ہو وہ اس کے بہکائے میں آ جاتے ہیں۔

رکوع نمبر ۸ اور ۹ کا خلاصہ: ضرورت و وسائل ہجرت

جب باطل اس قدر غالب آ جائے کہ توحید کے عشق ومحبت بھرے نغموں پر پابندی لگا دی جائے اور ''محبوب'' سے ملاقات ممنوع ہو جائے تو پھر ایسے وطن کو خیر باد کہہ کر کسی ایسے ملک چلے جاؤ جہاں کم از کم اپنے ''محبوب'' سے باتیں تو کرسکو، راز و نیاز کی باتیں اسے سنا سکو، عشق ومحبت اور خوف سے لبریز آنسو اس کی چوکھٹ پر بہانے میں تمہارے لئے کوئی رکاوٹ تو نہ ہو۔ باقی ضروریات زندگی کا اللہ تعالیٰ خود کفیل و

ضامن ہے، وہ اپنے دیوانوں کو کبھی بھوکا اور ننگا نہیں رہنے دے گا، بحری اور بری راستے ہر طرف سے ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندنے کیلئے کشادہ فرما دے گا، ہر طرف سے رزق کے دروازے وا کر دیئے جائیں گے اور ہر ضرورت کی تکمیل ہوگی۔

رکوع نمبر ۱۰ کا خلاصہ: معبودان باطلہ کی بے بسی

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے رشتہ تعلق توڑ کر غیر اللہ سے اپنے رشتے استوار کر لیتے ہیں وہ انتہائی سفیہانہ حرکت کا ارتکاب کر رہے ہیں کیونکہ ان کے یہ بے حس و بے جان معبود سارے کے سارے مل کر بھی ایک مکھی تک تو بنا نہیں سکتے اور مکھی بنانا تو دور کی بات، اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے، یہ اسے بھی واپس نہیں لا سکتے، کس قدر بے بس ہیں عابد بھی اور معبود بھی، البتہ جن لوگوں نے اللہ سے تعلق جوڑے رکھا، وہ کامیابی کے راستے پر گامزن ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فوز و فلاح سے سرفراز فرمائیں گے۔

سورۂ مؤمنون کا خلاصہ

تعلق باللہ کی اہمیت

دنیا و آخرت کی ہر قسم کی کامیابی و کامرانی اللہ تعالیٰ سے تعلق صحیح رکھنے میں مضمر و منحصر ہے اور یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا، اتنی ہی دنیا و آخرت میں کامیابیاں اور عزتیں حاصل ہوں گی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: متعلقین باللہ کے اوصاف

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق صحیح رکھنے والوں کے اوصاف و کمالات بیان کئے جا رہے ہیں، اس کے بعد ''احسن الخالقین'' کی تخلیق کے ''اعلیٰ شاہکار'' کے پیدائشی تدریجی مراحل ذکر کر کے تعلق باللہ کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قانون تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔

''الانسان عبید الاحسان''

''انسان بندہ احسان ہے''

اور کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات سے کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا اس لئے اس کا شکر گزار رہنا ضروری ہے۔

رکوع نمبر۲اور۳ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

جماعتِ انبیاءؑ میں سے حضرت نوح و ہود اور موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے واقعات نصیحت کے طور پر ذکر کئے جا رہے ہیں کہ ان انبیاء کرامؑ کی امتوں نے بالخصوص اور دیگر انبیاء کرامؑ کی امتوں نے بالعموم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق صحیح نہ رکھا تو انہیں دنیا میں بھی رسوائی و ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور آخرت میں بھی ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہوگی۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: نصب العین اور نتائج

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی کا نصب العین مندرجہ ذیل تین چیزیں ہیں جن کے اختیار کرنے کا انہیں حکم دیا گیا۔

۱۔ طیبات وحلال چیزوں کا استعمال۔

۲۔ اعمال صالحہ میں اپنے شب و روز بسر کرنا۔

۳۔ تعلق باللہ کو درست رکھنا

اس سلسلے میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات یکساں تھیں اور اس کے نتائج برکتوں اور اطمینان قلبی کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی مختلف اور بے شمار نعمتیں مثلاً ناک، کان، دل، زبان، لیل و نہار اور موت و زیست کا ذکر کر کے تعلق مع اللہ کی درستگی کی ترغیب دی جا رہی ہے اور مختلف چیزوں کے بارے خود ہی سوال کر کے جواب دیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت حاوی ہے جو کہ ہر قسم کے شریک سے منزہ اور مبرا ہے۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: قیامت کے دن کی ندامت

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ اپنے تعلق کو درست رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کی، قیامت کے دن انہیں اپنی اس غلطی کا احساس ہوگا لیکن اس احساس غلطی اور اظہار ندامت پر ان کی بخشش کا فیصلہ نہیں کر دیا جائیگا بلکہ فیصلہ کا طریقہ اور مدار یہ ہوگا کہ جن لوگوں کا نامہ اعمال نیکیوں سے پر ہوگا وہ کامیاب ہوں گے اور جن کا نامہ اعمال گناہوں کی گندگی سے لتھڑا ہوا ہوگا وہ ناکام و نامراد ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو رحم و کرم والا کلام فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں پاک صاف کر کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین

سورۂ نور کا خلاصہ

بداخلاقی کا انسداد اور اس کے قوانین

اس سورت کو ''احکام قرآنی'' میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اس سورت کے احکام پر عمل پیرا ہونا کسی بھی معاشرے کو امن و امان کا گہوارہ بنانے میں اہم اور بنیادی کردار ادا کرسکتا ہے اور اس کے قوانین سے اعراض معاشرے میں فتنہ وفساد، لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: زنا ایک فوجداری جرم

زنا و بدکاری اسلام کا ایک فوجداری جرم ہے جو اگر شادی شدہ سے صادر ہو تو اس کی سزا ''رجم'' ہے اور اگر غیر شادی شدہ اس کا مرتکب ہو تو اس کی سزا ''سو کوڑے'' ہیں جو جرم ثابت ہونے پر لگائے جائیں گے اور جرم ثابت ہونے کے بعد سزا میں کسی قسم کی تخفیف یا نرمی برتنے کی ضرورت نہیں، جب اس ''زانی'' نے قانون الٰہی توڑنے میں ''بہادری'' دکھادی تو پھر تم قانون الٰہی کو نافذ کرنے میں کیوں بزدلی دکھاؤ؟ یاد رکھو! کہ اب یہ بدکار شخص ''شرفاء'' کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہا،

البتہ ثبوت جرم کیلئے تحقیقات مکمل ٹھوس ہونی چاہئیں، گواہوں کی مکمل چھان پھٹک اور ان کی تعداد مکمل ہونا وغیرہ سب چیزیں سزا کے لوازمات میں سے ہیں، پھر اگر میاں نے بیوی کے اوپر زنا کی تہمت لگائی ہو لیکن اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو اس کیلئے ''لعان'' کا قانون موجود ہے۔

رکوع نمبر۲ اور۳ کا خلاصہ: تمہید قانون حجاب

اس رکوع میں قانون حجاب کی تمہید کے طور پر ''واقعہ افک'' کو بیان کیا جا رہا ہے کہ کس طرح سرکار دو عالم ﷺ کی پاکیزہ زوجہ اور امت کی ماں حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ''گندگی'' کی تہمت لگائی گئی، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کو تڑپایا، ساقی کوثر کے قلب منور کو زخمی کیا گیا، صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس غم میں بیمار کروایا گیا، حتیٰ کہ پروردگار عالم کی رحمت کا دریا موج میں آیا اور پوری دس آیات ''صدیقہ'' رضی اللہ عنہا کی برات میں ہمیشہ ہمیش کیلئے قرآن کریم کا حصہ بنا دی گئیں اور فرما دیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی پر ''گندگی'' کی تہمت لگائے اور اس پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے ۸۰ کوڑے مارے جائیں۔

ان لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی دکھایا جس پر انہوں نے الزام میں ملوث ''مسطح'' کو کچھ نہ دینے کی قسم کھالی تاہم پروردگار عالم نے انہیں اس سے منع فرمایا اور ضابطہ جدیدیہ بیان فرما دیا کہ پاکیزہ مرد و عورت ہی ایک نکاح میں رہ سکتے ہیں اور بدکار و خبیث مرد و عورت ایک دوسرے کا جوڑا بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جب حضور ﷺ سب سے بڑھ کر پاکیزہ ہیں تو آپ کی زوجہ مطہرہ و محترمہ بھی سب سے بڑھ کر پاکیزہ ہیں۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: قانون استیذان وحجاب

کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے سے روکنا بھی دراصل ''نگاہوں کے زنا'' سے حفاظت اور بچاؤ کا ایک اعلیٰ انتظام ہے جس کی گہرائی اور گیرائی کو پانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، اس کے بعد مردوں اور عورتوں کو اپنی اپنی نگاہوں کی

حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ یہ ''زنا کا ذریعہ اور سبب'' نہ بن جائے اور عورتوں کو اپنا پورا جسم چھپانے کا حکم دیا گیا، مستثنیات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ قانون عام بھی بیان کر دیا گیا کہ اگر کسی کے پاس لونڈی یا غلام ہو تو ان کا نکاح کروا دینا چاہئے، جسم فروشی کے گھناؤنے جرم و کاروبار پر انہیں مجبور نہ کیا جائے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تمثیل نور الٰہی وظلمتِ کفر

اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں اپنے ''نور'' کی عجیب مثال بیان فرمائی ہے جس سے اس مقام پر ''تعلیمات قرآن'' مراد ہیں، ان تعلیمات قرآنیہ کا ذکر ان گھروں میں ہونا چاہئے جو ذکر اللہ کیلئے بنائے گئے ہوں، اور کافروں کے اعمال ''سراب'' کی طرح ہیں جو انسان کو دھوکے میں رکھتا ہے اور اس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی، یا جس طرح ایک گہرا اندھیرا دریا ہو، اس پر تہہ بہ تہہ موجیں ہوں اور ان سب کے اوپر ایک ایسا بادل ہو کہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو حتیٰ کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: مدارج استفادہ

جس طرح ایک ہی پانی سے زمین پر چلنے پھرنے والے مختلف قسم کے جاندار پیدا ہوتے ہیں حالانکہ پانی ایک ہی ہوتا ہے لیکن بعض جاندار پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر اور بعض چار ٹانگوں پر، اسی طرح ''علم الٰہی'' بھی ایک ہی ہوتا ہے لیکن جب وہ نازل ہوتا ہے تو ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کرتا ہے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: خلافت ارضی کا وعدہ

جو لوگ نور الٰہی سے کما حقہ مستفید و مستنیر ہوتے ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین وعدے ہیں۔

۱۔ خلافت ارضی کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے۔

۲۔ دین الٰہی کو استحکام نصیب ہوگا۔

۳۔ خوف کی کیفیت کو امن کی کیفیت سے بدل دیا جائیگا۔

شرط یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، اطاعت خدا و مصطفائے خدا پر دل و جان سے عمل پیرا رہیں۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: قانون استیذان وحجاب کا تکرار

اس رکوع میں دوبارہ ''قانون استیذان وحجاب'' کو اس کی اہمیت کے پیش نظر دہرایا جارہا ہے تا کہ خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے، نابالغ بچوں کیلئے کم از کم تین اوقات (نماز فجر سے قبل، دوپہر کے وقت اور عشا کے بعد) اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا، البتہ قانون حجاب میں اتنی نرمی برتی گئی کہ جہاں بداخلاقی کا شائبہ ختم ہو جائے (مثلاً عورت انتہائی بوڑھی ہو جائے) وہاں وجوب حجاب بھی ختم ہو جاتا ہے اور جہاں بداخلاقی کا ادنیٰ سا بھی شائبہ ہو، وہاں فوراً سے پہلے حجاب کی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں، نیز انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھر کھانا کھا سکتا ہے بشرطیکہ وہ خوشدلی سے کھلائیں۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: داعی نور الٰہی کے ساتھ حسن صحبت کی تلقین

حضور ﷺ جو لوگوں کو نور الٰہی کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اگر وہ مسلمانوں کے کسی اجتماعی کام میں مشغول ہوں تو بلا اجازت وہاں سے کھسک جانا انتہائی شرمناک حرکت ہے اور اس سے بھی زیادہ شرمناک حرکت یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ان کے نام سے پکارا جائے اور آپ کو ''یا محمد'' ﷺ کہہ کر خطاب کیا جائے، مسلمانوں کو ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے اور حضور ﷺ کے ساتھ حسن صحبت کا معاملہ کرنا چاہئے تا کہ وہ خوش ہوں۔

﴿سورۂ فرقان کا خلاصہ﴾

رفع موانع

سورۂ نور میں دعوت الی النور پر روشنی ڈالی گئی، اس اتباع نور الٰہی میں جو رکاوٹیں، موانع اور حجابات آجاتے ہیں، سورۃ الفرقان میں ان کا ازالہ کیا گیا ہے کہ اصل میں ان لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، قرآن کریم اور مسئلہ رسالت میں شک ہے اس سورت میں ان کے اعتراضات اور شکوک وشبہات کو دور کیا جارہا ہے، اب ماننا یا نہ ماننا ان کے اختیار میں ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسائل ثلثہ بالاجمال

اس رکوع میں اجمالی طور پر مذکورہ تینوں مسائل کو کفار و مشرکین کے اعتراضات کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے مثلاً اللہ کے ساتھ دوسرے معبودانِ باطلہ کو شریک کرنا، حضور ﷺ کو غربت وفقیری اور انسانی وجسمانی ضروریات کے ساتھ وابستہ ہونے کا طعنہ دینا اور قرآن کریم کے یکبارگی نازل نہ ہونے پر اعتراض کرنا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: تصفیہ مسئلہ رسالت

اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو حضور ﷺ کو باغات، عمدہ محلات اور دنیاوی ساز و سامان میں ہر قسم کی فراوانی عطا کر دیتے لیکن یہ مصلحت کے خلاف تھا، کیونکہ اس صورت میں بہت سے جھوٹے، مکار اور فریبی و زر پرست حضور ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے اور کھرے کھوٹے کا امتیاز نہ رہتا، رہی یہ بات کہ حضور ﷺ اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنے جسمانی تقاضوں کو پورا کرتے تھے۔

رکوع نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ: تصفیہ مسئلہ قرآن کریم

قرآن کریم کی دعوت سے اعراض کرنے والے آج تو اپنے بدبخت دوستوں

کے کہنے میں آ کر دعوت قرآن کریم کا مذاق اڑاتے ہیں، کل قیامت کے دن یہی لوگ افسوس، ندامت اور حسرت کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائیں گے لیکن اس وقت اس حسرت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، دنیا کی زندگی میں مست ہو کر اور اپنے مال و دولت پر نازاں ہو کر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم یکبارگی ہی نازل کیوں نہیں ہو جاتا؟

سو وہ یاد رکھیں! کہ قرآن کریم کی دعوت مسلمانوں کے دلوں میں جمانا اور اس پر انہیں ثابت قدم رکھنا ایک ایسا مقصد ہے جو اسی ''طرز تنزیل'' سے حاصل ہو سکتا ہے، یکبارگی نازل کرنے سے یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے، اس کے بعد تذکیر بایام اللہ کے ضمن میں مسئلہ قرآن پر مزید روشنی ڈالی جا رہی ہے کہ اس سے پہلے کی امتیں الہامی و ربانی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے، ان کا مذاق اڑانے اور رسولوں کو استہزاء کا نشانہ بنانے کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں، کفار و مشرکین کو خیال کرنا چاہئے کہیں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک نہ ہو۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تصفیہ مسئلہ توحید

کفار و مشرکین توحید باری تعالیٰ کا اعتقاد بھی فراموش کر چکے ہیں، اس رکوع میں پانچ حسی دلائل قائم کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ جن کے حواس خمسہ ظاہرہ درست ہیں، وہ اپنے ان حواس سے کام لیکر اس نتیجے تک بآسانی پہنچ سکتے ہیں کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا ایک رب موجود و برحق ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ توحید باری تعالیٰ کے قائل نہیں ان کے حواس درست اور صحیح نہیں رہے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: اوصافِ عباد الرحمٰن

مسئلہ توحید و رسالت اور قرآن کریم کے سلسلے میں شکوک و شبہات واردہ کے جوابات دینے کے بعد جن لوگوں کا مقصد محض دفع الوقتی نہ تھا بلکہ حقیقت تک رسائی حاصل کرنا تھا، ان کے حجابات اور موانع و شبہات دور ہو گئے، انہوں نے حق کو قبول کر لیا اور موصوف بصفاتِ حمیدہ اور متصف بخصائل و عادات طیبہ ہو گئے، یہ لوگ ہمیشہ

جنت میں رہیں گے۔

سورۂ شعراء کا خلاصہ

صفت عزیز ورحیم کے مظاہر

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ عزیز ورحیم کے مظاہر بیان کئے جا رہے ہیں، جو لوگ متبعین نور الٰہی کی فہرست میں داخل ہوئے ان کیلئے ہمیشہ صفت رحیم متوجہ رہی اور معاندین نور الٰہی کے استیصال کیلئے صفت عزیز کو استعمال کیا گیا اور ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ مل گیا کیونکہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتے بلکہ ان کے یہاں لوگوں کے اعمال کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: دین میں جبر نہیں

حضور ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے پر آپ اس قدر مغموم نہ ہوں کہ اپنی پرواہ بھی نہ کریں، اگر ہم چاہیں تو جبراً ان کی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں لیکن ہمارا یہ ازلی قانون ہے "لا اکراہ فی الدین" اس لئے قبولِ دین کے سلسلے میں کسی پر کسی قسم کا جبر واکراہ روا نہیں رکھا جا سکتا، ہم اپنے کسی قول کے خلاف نہیں کرتے اس لئے فی الحال یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے تاہم اس سے آپ کو پریشان نہ ہونا چاہئے۔

رکوع نمبر ۲ تا ۱۰ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

حضور ﷺ سے قبل جو امتیں گزری ہیں ان میں سے بعض، بعض سے جرائم کی نوعیت میں مختلف تھیں، بعض اقوام میں خدائی کے دعویدار گزرے اور بعض اجرام علویہ کی خدائی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے، ہر ایک سے اس کے مناسب سلوک کیا گیا جو کہ صفت "عزیز" کا ایک مظہر تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے اصحاب کرام کو بکمال تدبیر اس عذاب سے بچا لیا گیا جو کہ صفت "رحیم" کا ایک نمونہ تھا۔

چنانچہ تین رکوعات پر مشتمل جلیل القدر اور اولوالعزم نبی کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خدائی کے دعویدار عدو اللہ فرعون (علیہ اللعنۃ) کا واقعہ انتہائی مفصل ہے جس میں حضرت موسیٰؑ و فرعون کا باہمی مکالمہ، جادوگروں سے مقابلہ، جادوگروں کا قبول اسلام، فرعون کی دھمکیاں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خروج مصر اور فرعون کا فرعونیوں سمیت غرق ہونا وغیرہ مضامین شامل ہیں۔

ان کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا گیا جو کہ اجرام علویہ کے کائنات میں مؤثر ہونے کی معتقد تھی، پھر حضرت نوح علیہ السلام ان کی دعوت وتبلیغ اور طوفان نوح کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو، قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو اور اصحاب ایکہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا، ان کی دعوت کو مسترد کیا اور قوم ثمود نے تو گستاخی کی انتہاء کر کے معجزۂ خداوندی ناقۃ اللہ کو شہید کر ڈالا، ان تمام اقوام کی طرف صفت عزیز متوجہ ہوئی اور صفحۂ ہستی سے ان کا وجود تک مٹا ڈالا اور صفت رحیم انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے متبعین پر ہمیشہ سایہ فگن رہی اور انہیں اپنی حفاظت کے کٹہرے میں لئے رکھا، اسی وجہ سے یہ لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ ومصون رہے۔

رکوع نمبر ۱۱ کا خلاصہ: مخالفین قرآن کو تنبیہ

جو لوگ قرآن کریم کے مخالف اور حضور ﷺ کے معاند ہیں، آپ کو مجنون اور شاعر قرار دیتے ہیں، وہ اچھی طرح کان کھول کر سن لیں کہ اگر انہوں نے اپنی اس معاندانہ روش کو ترک نہ کیا اور آپ ﷺ کی دعوت حقہ کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے اس کی صفت عزیز جدا نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے یہ لوگ بے پرواہ ہو کر اسلام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں، اور یاد رکھیں! کہ اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز اب بھی اسی آب و تاب سے اس میں جلوہ گر ہے اور تا ابد رہے گی، جیسے پہلے تھی، سابقہ امتوں کے ساتھ جو سلوک ہوا، وہ ان کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

سورۂ نمل کا خلاصہ

عذاب کا نشتر بھی ضروری ہے

اتمام حجت کے بعد معاندین حق پر عذاب نازل ہوسکتا ہے اور اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ''مادۂ فاسد'' کہ جب تک وہ مکمل پک نہ جائے، جراح نشتر نہیں لگاتا، اسی طرح مصلح وطبیبِ روحانی عذاب کا نشتر اس وقت لگائے گا جب مادۂ فساد مکمل طور پر پختہ ہو جائیگا گویا معاندین کا کفر زہریلے پھوڑے کی طرح ہے، اور یہ قانونِ رائج ہے کہ جس عضو میں کوئی زہریلا پھوڑا پیدا ہو، اسے کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ باقی جسم اس کے اثرات بد سے محفوظ رہ سکے، اسی طرح کفر وشرک کے بیماروں کا ایک مدت تک علاج کرنے کے بعد ان کی رگ حیات ہی کو کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ بقیہ ملت کی روحانی زندگی اس کے اثرات بد سے محفوظ ہو جائے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اتمام حجت ضروری ہے

معاندین پر عذاب الٰہی کا نزول اتمام حجت سے قبل نہیں ہوتا، ہاں! جب اتمام حجت ہو جائے تو پھر رکتا بھی نہیں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ آپ نے دربار فرعون میں دندان شکن تقریر اور باطل شکن معجزات سے اتمام حجت فرمائی اور انہیں اپنی صداقت کا یقین دلانے میں بھی کامیاب ہو گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی، راہ حق سے منہ موڑا اور سرکشی پر کمر باندھی تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

رکوع نمبر ۲ اور ۳ کا خلاصہ: ملکہ سبا کو دعوت اسلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی وسیع وعریض سلطنت سے نواز رکھا تھا، ان کی حکومت انسانوں کے علاوہ جنات، چرند پرند، وحوش وطیور اور ہواؤں تک وسیع تھی، پرندوں میں ایک مشہور پرندہ ''ھدھد'' بھی ہے جو بہت بڑا ''انجینئر'' ہے،

جہاں پانی کی ضرورت محسوس ہوتی، یہ اپنی چشم دور بین سے دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر کرتا اور جنات کے ذریعے پانی نکال لیا جاتا۔

الغرض! ایک دن یہ پرندہ ملک سبا کے متعلق بڑی اہم خبر لیکر آیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے آزمانے کیلئے ایک خط لکھ کر دیا کہ اس ملک کی حکمران کو پہنچا آؤ، اس خفیہ طریقے سے جب وہاں خط پہنچا تو پورے ایوان سلطنت میں سراسیمگی پھیل گئی، خط پڑھ کر تو اور بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے، تحائف اور ہدایا بھیجنے کا فیصلہ ہوا، جو دربار سلیمانی میں نامقبول ہوئے اور ارشاد ہوا کہ اتمام حجت ہو چکی، اب تمہارے اندر سے فاسد مادے کے اخراج کیلئے میں ایک زبردست لشکر لیکر آ رہا ہوں، اس دھمکی سے مرعوب ہو کر سب کے سب مسلمان ہو کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: قوم صالح ولوط علیہما السلام پر اتمام حجت

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں بغاوت و سرکشی کا لاوا اس طرح پک چکا تھا کہ وہ اپنے نبی کو العیاذ باللہ منحوس قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے تھے اور نوبت بایں جارسید کہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازشیں شروع کر دیں، حضرت صالح علیہ السلام نے بہت سمجھایا، نہ مانے اور تباہ ہوئے، اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بدکاری اور بدفعلی کی تمام حدود کو پار کرلیا اور سرعام مردوں سے اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کرنے لگے، حضرت لوط علیہ السلام کے سمجھانے پر باز نہ آئے اور تباہ و برباد ہوئے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ذکر کر کے یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ جو ذات اتنے بڑے بڑے احسانات کرے، اگر کوئی شخص یا قوم اس کی نافرمانی میں مبتلا ہو جائے تو کیا اسے سزا دینا خلاف انصاف ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ تو عین انصاف و رحمت ہے، غور تو کرو کہ زمین کو بچھونا، آسمان کو چھت، پینے کو پانی اور کھانے کو سبزیاں کس نے

دیں؟ زمین کو قرار کس نے بخشا؟ مجبور و بے کس کی دعائیں اور فریادیں کون سنتا ہے؟ سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کون دکھاتا ہے؟ یہ کیا کم احسانات ہیں جن کے تم زیر بار ہو، اب بھی اس کی نافرمانی کرنا احمقانہ حرکت نہیں تو اور کیا ہے؟

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: قیامت کا ناحق انکار

مخالفین و معاندین کے قرآن کریم کی دعوت حقہ پر لبیک نہ کہنے کے بڑے خوفناک نتائج برآمد ہورہے ہیں چنانچہ کہیں وہ قرآن کریم کے مبنی برحقائق ''واقعات'' کو ''اساطیر الاولین'' کہہ کر گزر جاتے ہیں اور کہیں حضور ﷺ کو ساحر، شاعر اور مجنون کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں، یہ لوگ حق کی آنکھ، کان اور دل و دماغ سے محروم ہوچکے ہیں اور مُردوں کی مانند ہوچکے ہیں اس لئے انہیں دعوت حق سنانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں اور دعوت قرآن سے انکار کا نتیجہ ''انکار قیامت'' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے حالانکہ قیامت واقع ہوکر رہے گی اور اس سے پہلے ''خروج دابۃ الارض'' وغیرہ نشانیاں بھی پوری ہوں گی۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: عود الی المقصود

ان لوگوں پر اتمام حجت ہوچکی، قیامت کے دن جب ان کے اندر سے مادۂ فاسدہ کے اخراج کا وقت آئیگا، یہ لوگ گونگے ہوجائیں گے، ان کی زبانیں ان کا ساتھ دے سکیں گی اور نہ ہی جسم کا کوئی اور عضو، پھر انہیں جہنم کی سلگتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائیگا، البتہ نیک عمل کرنے والوں کو ایک کے بدلے ''دس'' ملیں گے، اصل بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت آچکی، جو اسے قبول کرلے گا اس کا اپنا ہی فائدہ ہوگا اور جو انکار کی راہ اپنائے گا، اپنا ہی نقصان کرے گا، کسی کا کیا بگاڑے گا؟

سورۂ قصص کا خلاصہ

مستقبل کی پیشین گوئی

اس سورت میں حضور ﷺ اور مسلمانوں کے مستقبل کی پیشگوئی کی جا رہی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور فرعونیوں پر غالب آئے اور فاتح و سرخرو ہوئے، اسی طرح حضور ﷺ بھی عنقریب کفار پر غالب آئیں گے اور فاتحانہ مگر عاجزانہ شان سے اپنے وطن مالوف میں داخل ہوں گے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بچپن

جن مشکل اور پر خطر حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام شکم مادر کی نرالی دنیا کو چھوڑ کر عالم ناسوتی میں قدم رنجہ و رونق افروز ہوئے، تفسیر و تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی ان سے ناواقف نہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قتل ہونے سے بچ جانا، تابوت میں بند ہو کر دریا کی سیر کرنا، فرعون کے محل میں پہنچنا، آسیہ امرأۃ فرعون کا انہیں متبنی بنانا اور اختِ موسیٰؑ کی عقلمندی سے ام موسیٰؑ کا دربار شاہی میں پہنچ کر ننھے موسیٰ کو دودھ پلانا، یہ سب وہ واقعات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بچپن تک کے مراحل سے تعلق رکھتے ہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوانی

بچپن اور لڑکپن کے زمانے کو عبور کر کے طاقت و بہادری سے بھرپور جوانی کے میدان میں جب آپؑ نے قدم رکھا تو ایک دن بلا اجازت فرعون کے شاہی محل سے نکلے، اگر اجازت کے ساتھ جاتے تو پھر شہزادگی کے مکمل اعزاز و اکرام کے ساتھ جاتے، راہ میں ایک قبطی اور اسرائیلی کی ہاتھا پائی ہو رہی تھی، حق کی حمایت کیلئے ہاتھ جو اٹھایا تو قبطی پانی مانگے بغیر ہی عدم آباد پہنچ گیا، اب ندامت و شرمندگی سے بارگاہ ایزدی میں معافی کیلئے عرض گزار ہوئے، توبہ قبول ہوئی اور معافی مل گئی، اگلے دن ایسی ہی صورت

حال پیش آنے پر وہاں سے نکلنا پڑا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: احساس محکومی

مصر سے روانہ ہو کر مدین پہنچنا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں بکریاں چرانے کی خدمت سرانجام دینا وغیرہ کے پیچھے دراصل ایک حکمت کارفرما تھی اورانہیں اس واقعے سے یہ سبق دینا مقصود تھا کہ محکومی کی زندگی کیسے گزاری جاتی ہے؟ تا کہ بنی اسرائیل کی محکومی کی زندگی کا احساس ہو اور انہیں فرعون کی حبس بے جا سے آزاد کرانے کا داعیہ ان میں پوری قوت سے موجزن ہو۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: نبوت عطا ہونا

دس سال تک محکومی کی زندگی گزارنے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر کے ساتھ سوئے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وہ پیغام ازلی جوان کیلئے مقدر ہو چکا تھا، آپہنچا اور وہ نبوت کی ازلی سعادت سے مسعود ہوئے، فرعونی دربار میں صدائے توحید بلند کرنے کا حکم ملا، بھائی کو نبی بنانے کی سفارش کی جو قبول ہوئی، اس کے بعد مصر پہنچ کر خدائی کے دعویدار کو سمجھایا اور وہ ان کی دعوت کو رد کر کے غرقاب ہوا۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: دستور بنی اسرائیل

جب فرعون غرق ہو چکا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ''دستور'' کی ضرورت محسوس ہوئی جس کی روشنی میں بنی اسرائیل کی مذہبی زندگی گزارنے کا ایک جامع پروگرام سامنے آجائے، اس ضرورت کی تکمیل کیلئے انہیں ''تورات'' عطا فرمائی گئی۔

رکوع نمبر۶ کا خلاصہ: ہدایت دینا اللہ کا کام ہے

راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنا تو سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کا اصلی مقصد ہے، باقی کسی کو ہدایت دینا نہ تو حضور ﷺ کے فرائض میں داخل ہے اور نہ آپ کی

چاہت پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی چاہت کے باوجود خواجہ ابو طالب مشرف بہ اسلام نہ ہو سکے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: معبودان باطلہ کی بیزاری

کفار و مشرکین اور معاندین حق جن معبودان باطلہ کی پرستش کر رہے ہیں اور انہیں اپنا حاجت روا سمجھ رہے ہیں، ان کے یہی حاجت روا قیامت کے دن ان سے بیزاری ظاہر کریں گے، ان سے کہا جائیگا کہ اپنے ان معبودوں کو پکارو، وہ پکاریں گے تو سہی لیکن جواب ندارند، ذلیل و رسوا اور شرمندہ ہو کر رہ جائیں گے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: قارون اور اس کے ہم نوا

کفار مکہ کا گھمنڈ توڑنے کیلئے قارون کی مثال بیان کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس قدر مال و دولت عطا فرما رکھا تھا کہ اس کے خزانے کی صرف چابیاں چالیس اونٹوں پر لد کر جایا کرتی تھیں لیکن اس نے اپنے مال و دولت کے زعم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نگاہ تحقیر سے دیکھا اور تباہ و برباد ہو گیا، اسی طرح کفار بھی عنقریب سرنگوں ہوں گے۔

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: عود الی المقصود

سابقہ سورتوں کی طرح اس سورت کے آخر میں بھی اپنے اصلی مقصد کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ تعلی اور سرکشی سے کام لیتے ہیں، راہ حق میں کانٹے بچھاتے ہیں، تباہ ہو جاتے ہیں اور جو آج بے کس و بے بس سمجھے جاتے ہیں ان کی سرفرازی اور عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، وہ انہیں جنت میں ایسی عزت و عظمت اور رفعت و سربلندیاں عطا فرمائے گا کہ وہ دنیا کے ہر غم کو بھول جائیں گے۔

سورۂ عنکبوت کا خلاصہ

ضرورت جہاد و ہجرت

دراصل سورۂ عنکبوت، سورۂ قصص کے مضامین کا تتمہ اور تکملہ ہے چنانچہ سورۂ قصص میں اس امت کی کامیابی و کامرانی اور سرفرازی کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے اس کی تکمیل ہجرت اور جہاد سے ہوگی، گویا ہجرت اور جہاد، مسلمانوں کی ''سربلندی'' کا سبب ہیں نہ کہ ذلت و عار کا جیسا کہ آج کل کچھ لوگ سمجھتے ہیں۔

چونکہ بنی اسرائیل تازہ تازہ غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہوئے تھے اور ان میں حریت اور غیرت کا وہ جذبہ اور مادہ باقی نہ رہا تھا جس سے ان کے جسم میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی اس لئے ان کی کامیابی کا سامان غیبی طور پر مہیا کیا گیا جبکہ مسلمانوں میں غیرت وحمیت کا جذبہ چونکہ پہلے سے سوا ہوکر پروان چڑھ رہا ہے اس لئے یہاں قوت بازو سے کام لینا پڑے گا جس کے پس پردہ درحقیقت اعانت ونصرت الٰہی کارفرما ہوگی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسلمانوں کا امتحان

کھرے اور کھوٹے، سچے اور جھوٹے، مخلص اور ریاکار میں امتیاز کیلئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے بھی ضرور امتحان لیں گے اور یہ امتحان جہاد کے پرچے کے ذریعے لیا جائیگا، جو اس پرچے میں کامیاب ہوگیا وہ اپنے نیک اعمال کا بہترین بدلہ پالے گا اور جو اس پرچے میں فیل ہوگیا اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی، وہ گھٹ گھٹ کر مر جائیگا اور اس کے پاس نظر آنے والا ساز و سامان اس کیلئے سانپ اور بچھو کی شکل اختیار کر جائیگا۔

رکوع نمبر ۲ تا ۴ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ جہاد و ہجرت کا جو امتحانی پرچہ تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے وہ کوئی اس قدر مشکل نہیں ہے کہ اس میں صحیح نیت والا کوئی شخص فیل ہو

جائے، تم سے پہلے بھی تو امتوں کا امتحان ہوا اور ان کا امتحانی پرچہ بھی یہی تھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے کامیاب ہوئے اور نہ ماننے والے فیل ہو کر جہنم کے راہ رو ہو گئے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے ساڑھے نو سو سال تبلیغی جہاد کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیرانہ سالی میں اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ مل کر ہجرت کی، حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ناپ تول میں کمی بیشی ختم کرانے کا ایک مسلسل جہاد کیا، اسی طرح حضرت ہود و صالح علیہما السلام کے واقعات ہیں لیکن راہ حق میں کہیں قارون نے روڑے اٹکائے اور کہیں فرعون نے کانٹے بچھائے، کہیں نمرود نے رکاوٹیں کھڑی کیں اور کہیں شداد سرکشی و بغاوت پر آمادہ رہا۔ اور ایسا بھی ہوا کہ کبھی پوری قوم یا چند افراد گناہوں کی دلدل میں ڈوب کر اپنا اور پوری قوم کا بیڑہ غرق کرتی رہی۔

آخر میں ایک مختصر سا تبصرہ پیش کیا جا رہا ہے، اور وہ یہ کہ جن معبودان باطلہ کی یہ پرستش کرتے ہیں ان کی مثال تو مکڑی کے جالے کی سی ہے جو سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے، پھر نجانے کیوں یہ لوگ ان کے در پر ماتھے ٹیکتے ہیں؟

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: تعلق مع اللہ مضبوط کرنے کی تاکید

اعتراضات کرنا اور لوگوں کو شکوک و شبہات کی اندھیر نگری میں دھکیلنا معاندین حق کا ہمیشہ سے وطیرہ اور پسندیدہ مشغلہ رہا ہے، اس لئے حضور ﷺ سے بالخصوص اور تمام مسلمانوں سے بالعموم کہا جا رہا ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت، اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنالیں اور اہل کتاب کو منہ بھی نہ لگائیں، ہاں! اگر وہ کھلم کھلا مجادلت پر اتر آئیں تو آپ بھی احسن طریقے سے جواب دیکر انہیں خاموش کروادیں۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: ارضِ خدا تنگ نیست

جہاد فی سبیل اللہ یا حفاظتِ ایمان کیلئے اگر ہجرت بھی کرنا پڑے تو وطن کو

چھوڑنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے اس لئے جہاں چاہو، ہجرت کر کے چلے جاؤ اور دیکھو! رزق کی فکر نہ کرنا، ذرا سوچو تو سہی کہ کتنے جانور اپنی روزی اٹھائے پھرتے ہیں؟ جب اللہ انہیں رزق دے سکتا ہے تو تمہیں کیوں نہیں دے سکتا؟ یہ اور بات ہے کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا ہوتا ہے لیکن یہ تقسیم بھی حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اعادہ دعویٰ

ابتداء سورت میں کئے جانے والے دعوی کو دوبارہ دھرایا جا رہا ہے کہ جب مسلمان حق کی حمایت کیلئے جہاد کریں گے تو ہماری معیت اور نصرت ان کے شامل حال ہوگی، کامیابی ان کے قدم چومے گی، فتح ان کا مقدر ہوگی، غلبہ ان کا حاصل نتیجہ ہوگا اور غنیمت مفت میں ہاتھ آئیگی، اللہ مسلمانوں کی مدد تو کرتا ہی ہے، کفار و مشرکین جب سمندری سفر میں بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو ان کی مدد بھی اللہ ہی کرتا ہے۔

سورۂ روم کا خلاصہ

غلبہ اسلام کا اعلان

اس سورت میں اولاً تو اسلام کے غالب اور کفر کے مغلوب ہونے کا اعلان و دعویٰ کیا جا رہا ہے، ثانیاً دلائل غلبہ ذکر کئے جا رہے ہیں اور ثالثاً اصول غلبہ سمجھائے جا رہے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: دعویٰ غلبہ اسلام

رومی عقیدۃً ایرانیوں کی نسبت مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں، ابتداء تو انہیں ایرانیوں کے مقابلے میں ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا اور اس پر کفار مکہ نے خوب خوشیاں منائیں لیکن مآل کار ان کے غالب ہونے اور ایرانیوں کے مغلوب ہونے کی پیشگوئی کر دی گئی اور جس دن مسلمانوں کو بدر میں شاندار فتح حاصل ہوئی اسی دن رومیوں نے بھی

ایرانیوں کے لشکر میں تہلکہ مچا کر رکھ دیا، اور آخر کو فتح سے ہمکنار ہوئے، گویا ''وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ'' میں اشارۃً غلبہ اسلام کا ذکر ہے۔

رکوع نمبر ۲ اور ۳ کا خلاصہ: دلائل غلبہ

مسلمانوں کو غلبہ ''اللہ تعالیٰ'' کی مدد اور اس کی خصوصی اعانت سے حاصل ہوگا، ''اللہ'' کون ہے؟ جس نے تمام مخلوقات کو پردۂ عدم ونیست سے نکال کر وجود وہست کی سیڑھی پر لا کھڑا کیا، مردے کو زندہ سے اور زندہ کو مردے سے نکالنے کا انتظام کیا، مٹی سے بنے ہوئے انسان کو چلنے پھرنے کی طاقت عطا کی۔ تمہارے آرام وراحت کی غرض سے تمہارے جوڑے بنا دیئے، آسمان وزمین اسی کا تخلیقی شاہکار ہیں، زبان اور رنگ و روپ کا اختلاف بھی اسی کی قدرت کا نمونہ ہے، رات کو سونے اور دن کو کھانے کے اسباب اسی نے مہیا کئے، خشک سالی کے بحران سے بچانے کیلئے آسمان اور بادلوں کو کھڑا کر کے پانی برسا دیا، کیا اس قدر طاقتور ''اللہ'' مسلمانوں کو غلبہ ونصرت سے ہم کنار نہیں کرسکتا؟ ضرور کرسکتا ہے اور کر کے دکھائے گا۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: اصول غلبہ

اس رکوع میں ''اصول غلبہ'' تفصیل کے ساتھ بیان کئے جا رہے ہیں جن کی تعداد کل آٹھ ہے۔

۱۔ اقم وجهک للدین: دین پر ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ

۲۔ منيبين اليه: انابت ورجوع الی اللہ

۳۔ واتقوه: لباس تقوی سے اپنے آپ کو مزین کرنا۔

۴۔ اقيموا الصلوة: اقامت صلوۃ وادائے نماز۔

۵۔ ولاتكونوا من المشركين: شرک سے انتہائی احتراز۔

۶۔ آت ذا القربى حقه: رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی۔

۷۔ والمسكين: حقوق مساکین کی ادائیگی۔

۸۔ وابن السبیل: حقوق مسافران کی ادائیگی

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: برو بحر میں فساد کا اصل سبب

بر و بحر میں قتل و غارت گری، عصمت دری اور بداخلاقی اور ہر قسم کے جرائم و فسادات کا اصل اور بنیادی سبب انسان کی اپنی کرتوت اور اعمال ہیں، جیسے اعمال اوپر جاتے ہیں، ویسے ہی فیصلے نیچے آتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب مسلمان حکومت ربانی کی بنیاد رکھیں گے، اصول غلبہ پر عمل کر کے کفار و مشرکین پر غلبہ پائیں گے، تو بداعمالی کے اس عنوان کو مٹا دیں گے اور پھر ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا، کسی پر ظلم نہ ہوگا، مظلوموں پر دست درازی اور نامحرموں پر گندی نظریں سب پر پہرے بیٹھ جائیں گے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ

جس اللہ کے ہاتھ میں ہر قسم کی طاقتوں اور کمزوریوں کی باگیں ہیں، کبھی وہ ضعف دیکر پیدا کرتا ہے، کبھی قوت دے کر جوانی بخشتا ہے اور کبھی ضعف دیکر بڑھاپے کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اسی طرح یہ قدرت بھی اسی کو حاصل ہے کہ اعداء اسلام کو کمزور و مغلوب کر دے اور اولیاء اسلام کو طاقت اور غالب فرما دے۔

﴿سورۂ لقمان کا خلاصہ﴾

مستفیدین کا بیان

قرآن کریم نور ہدایت، پُر از حکمت و رحمت اور سراپا بشارت و رأفت کتاب الٰہی ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، قسام ازل نے ہمیشہ سے جن لوگوں کو "محسنین" کی فہرست میں جگہ دیدی ہے، وہی اس کتاب سے مستفید و مستفیض ہوسکیں گے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: قرآن کریم کے سچے واقعات

قرآن کریم ایک لازوال، لاثانی اور لافانی قانون و دستور مملکت الٰہی ہے

جس کی بنیاد پر پورے عالم کی حکومتوں کو باحسن طریق چلایا جاسکتا ہے، اس پر عمل کرنے والے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت، رحمت اور دانشمندی جیسے نادر جواہرات عطا کئے جاتے ہیں اس لئے کہ قرآن کریم کے واقعات سچے اور مبنی بر حقیقت ہیں اور رستم و اسفند یار کے قصے فرضی اور لایعنی ہیں، قرآن کریم کے سامنے یہ ''سورج کے سامنے چراغ''، جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے چہ جائیکہ اس کے مقابلے میں رکھے جاسکیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: ایک حکیم کا دانشمندانہ طرز عمل

حضرت لقمان حکیمؒ کا اپنے بیٹے کو آب زر سے لکھی جانے والی قابل قدر اور قیمتی نصیحتوں سے بھرپور تجربہ زندگی بیان کرنا اس رکوع میں ذکر کیا جارہا ہے ''جس کی قدر قرآن کریم نے ہی کی اور اسے ہمیشہ کی زندگی دیدی'' اس میں اہل اسلام کیلئے یہ سبق پوشیدہ ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی زندہ جاوید تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے وہ لقمان حکیمؒ کی مانند قابل تعظیم ہوں گے اور ان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوگا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں میں سے چند ایک کو ذکر کر کے متوجہ کیا جارہا ہے کہ جس ذات عالی شان کے اس قدر احسانات ہوں کہ فقط ان احسانات کو ''شمار کرنا'' ہی انسانی امکان وطاقت سے باہر ہو، کیا اس کے احکام کی تعمیل کرنا کوئی غیر دانشمندانہ عمل ہے؟ اصل میں کفار کی یہ دلیل ہی بودی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد ان ہی کی پیروی کرتے آئے ہیں اس لئے ہم بھی ان ہی کی پیروی کریں گے، ان بیوقوفوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ اگر وہ جہنم میں جارہے تھے تو تم بھی جہنم میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ یا اگر وہ کنویں میں گرے تھے تو تم بھی گرنا چاہتے ہو؟ یہ کیسی احمقانہ اور غیر دانشمندانہ حرکت ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: مفاتح الغیب

اس رکوع میں تذکیر بآلاء اللہ کے بعد پانچ ایسی چیزوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے

جن کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کے پاس نہیں۔

۱۔ قیامت کا حتمی وقت معلوم ہونا۔

۲۔ نزول مطر و باران رحمت کا یقینی علم ہونا۔

۳۔ رحم مادر میں موجود بچے کی تذکیر و تانیث، مدت عمر، رزق و پیشہ، سعادت و شقاوت کا حتمی علم۔

۴۔ ذریعہ آمدن و معاش کا یقینی علم۔

۵۔ موت کے وقت کا علم کہ کب اور کہاں مرے گا۔

سورۂ سجدہ کا خلاصہ

دعوت الی الکتاب

اس سے قبل بھی یہ مضمون متعدد مرتبہ دہرایا جا چکا ہے، دوبارہ تمیم فائدہ اور اتمام حجت کیلئے اسی مضمون کو دہرایا جا رہا ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: روحانی تربیت

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور رحمتِ واسعہ کے ذریعے حقیر مٹی کو مختلف تغیرات سے متغیر کیا، اس کو ذی حس مخلوق ''انسان'' کی شکل میں ڈھالا، سننے کیلئے کان، دیکھنے کیلئے آنکھیں اور سمجھنے کیلئے دل و دماغ عطا کیا اور تدریجاً اس کی تربیت کا انتظام کیا، تو کیا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا نہ تھا کہ تمہاری جسمانی تربیت کی طرح روحانی تربیت کیلئے ''ہدایات'' کا سلسلہ شروع کرے؟ سلسلہ ہدایات کی یہ آخری کڑی اور آخری قسط قرآن کریم سرچشمہ ہدایت بنا کر نازل کر دیا گیا ہے، اسے مضبوطی سے تھام لو۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: قیامت کی ہولناکیاں

قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا جس میں مجرمین سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور اقبال جرم کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست پیش کریں

گے لیکن یہ درخواست مسترد کر دی جائیگی اور جو لوگ صائم النہار اور قائم اللیل، شب زندہ دار ہوں گے ان کیلئے ایسی نعمتیں تیار ہوں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی، نہ کسی کان نے سنی ہوں گی، نہ دل میں اس کا خیال ہی آیا ہوگا اور مجرمین کو سلاسل عذاب میں گرفتار کر دیا جائیگا جس سے نکلنے کا انہیں کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: متبعین حق کی ایک جماعت

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب ہدایت تورات ملی اور ان کی قوم دو گروہوں میں بٹ گئی۔

۱۔ ماننے والے ۲۔ نہ ماننے والے

تو متبعین حق کی ایک جماعت بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میسر آ ہی گئی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مہاجرین وانصار کی صورت میں متبعین حق کی ایک مایہ ناز جماعت میسر آئیگی، جن کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام کا جھنڈا غالب ہوگا اور کفر مغلوب ہو جائیگا۔

سورۂ احزاب کا خلاصہ

اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ اپنے فرائض منصبی مکمل تندہی اور اللہ پر کامل توکل کے ساتھ ادا کرتے رہیں اور کفار و منافقین کی پرواہ بالکل نہ کریں بلکہ اپنے عزیز و اقارب بھی ادائیگی فرائض میں خلل انداز نہیں ہونے چاہئیں اور یہ اس وجہ سے نہیں کہا گیا کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی قسم کی کمی کوتاہی تھی بلکہ یہ آپ کو کہہ کر امت کو سکھانا اور سمجھانا مقصود ہے کہ جب انہیں حکم تھا تو تمہیں بطریق اولیٰ ہوگا۔

رکوع نمبر۱ کا خلاصہ: مسائل ثمانیہ بالاجمال

اس رکوع میں اجمالی طور پر آٹھ مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں اور اگلے

رکوعات میں ان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے، وہ آٹھ مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تقوی، توکل اور اتباع وحی کے ساتھ کفار ومنافقین کی پرواہ نہ کرنا۔
۲۔ کسی بھی شخص کے دو دل نہیں ہوسکتے۔
۳۔ متبنی (لے پالک) بیٹا، حقیقی بیٹا نہیں ہوسکتا۔
۴۔ نبی مکرم سرور دو عالم ﷺ مسلمانوں کے معاملات میں دخل دے کر جو بھی حکم ارشاد فرمائیں، وہ واجب الاطاعت ہے۔
۵۔ نبی مکرم سرور دو عالم ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔
۶۔ میراث میں قریبی رشتہ دار حق وراثت رکھتے ہیں۔
۷۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے اخذ میثاق۔
۸۔ مخالفین حق کی سزا۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: تقویٰ وتوکل اور اتباع وحی

غزوۂ احزاب کا پیش آمدہ واقعہ ان تینوں چیزوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے، اس میں آپ کو تقویٰ کا سبق بھی ملے گا، نبی علیہ السلام پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے بھی دکھائی دیں گے اور پتھر توڑتے ہوئے بھی نظر آئیں گے، کبھی کفار کے نرغے میں پھنسے ہوئے دکھائی دیں گے اور کبھی جہاد میں مشغول نظر آئیں گے، اسی طرح توکل کا اعلیٰ نمونہ بھی اس سورت کا حصہ ہے اور اتباع وحی الٰہی کا تو کہنا ہی کیا؟

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: اجمالِ اول کی تفصیل

حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس منبع فیوض و برکات، سرچشمۂ ہدایت و رحمت اور امت مسلمہ کیلئے راہ علم وعمل میں اسوۂ حسنہ ہے، آپ کی زندگی میں کوئی دن ایسا نہیں آیا جس میں وہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے ڈرے ہوں، توکل کے بغیر ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی نہیں بیتا حتیٰ کہ اللہ کے بھروسے پر ہی بنوقریظہ کو سزا دینے کیلئے غسل چھوڑ کر روانہ ہوگئے اور اتباع وحی کا ایسا کامل نمونہ کہ جبریل کے صرف اتنا کہنے کی دیر تھی ''ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے'' فوراً کوچ کا حکم اور منادی کروادی۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: اجمال دوم کی تفصیل

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں رکھے کہ ایک سے خالق کو راضی کرے اور دوسرے سے مخلوق کی رضا کیلئے ساعی وکوشاں رہے، حضور ﷺ بھی انسان (بلکہ باعثِ فخر انسانیت) ہیں، ان کے بھی دو دل نہیں کہ ایک سے اللہ کو راضی کریں اور دوسرے سے اپنی ازواج کو خوش کریں، انہیں مال و دولت فراوانی سے عطا کریں بلکہ ان کا بھی ایک ہی دل ہے جسے انہوں نے اپنے خدا کی رضا حاصل کرنے میں لگا رکھا ہے اس لئے اگر ازواج مطہرات ؓ نفقہ وسالانہ خرچ میں اضافے کا مطالبہ واپس نہیں لیتیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے یہاں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: اجمال سوم کی تفصیل

کسی کو منہ بولا بیٹا بنالینے سے وہ حقیقی بیٹے کیطرح نہیں ہو جاتا یہی وجہ ہے کہ اس کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ حقیقی بیٹے کی بیوی (اپنی بہو) سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، عرب میں متبنی بیٹے کو حقیقی بیٹے کا درجہ دیتے ہوئے اس کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام سمجھا جاتا تھا، حضور ﷺ کے ذریعے اس رسم کو ختم کروادیا گیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے متبنی تھے، کی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مطلقہ ہونے اور اس کی عدت گزارنے کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں دیدیا گیا تا کہ یہ رواج ختم ہو جائے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: اجمال چہارم کی تفصیل

حضور اقدس ﷺ مؤمنین کے مفاد اور بھلائی کو ان سے زیادہ جانتے ہیں اس لئے اگر وہ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لے آئیں یا کسی کے نکاح میں دیدیں یا اپنی ازواج میں کسی قسم کی نوبت اور تقسیم مقرر کردیں یا نہ کریں تب بھی آپ کو مکمل اختیار ہے جو آپ کے ساتھ ہی خاص ہے، امت ان احکام میں آپ کے شریک نہیں۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اجمال پنجم و ششم کی تفصیل

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی روحانی مائیں ہیں اور ان کی عزت و توقیر اور احترام و ادب بمنزلہ اپنی جسمانی والدہ کے (بلکہ اس سے بھی زیادہ) واجب ہے، یہی وجہ ہے کہ ان سے نکاح کرنا ابدالآباد تک حرام ہے کہ ماں سے نکاح جائز نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ ازواج مطہرات نسبی اور جسمانی مائیں نہیں اس لئے ''میراث'' میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان سے پردہ کرنا بھی ضروری ہے اور خود ان کیلئے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: اجمالِ ہفتم کی تفصیل

قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی بابت سوال ہوگا کہ انہوں نے اپنی امتوں کو کیا تبلیغ کی اور اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ امت مسلمہ کے متعلق بھی یہی سوال ہوگا اس لئے اس امت کو چاہئے کہ وہ احکام الٰہی مثلاً حجاب اور پردے وغیرہ کی پاسداری کرے تا کہ حضور ﷺ قیامت کے آنے والے لیکن غیر متعین دنمیں اس امت کے حق میں بہترین گواہی دے سکیں ورنہ کفار تو ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے، وڈیروں اور لیڈروں پر ماتحتوں کی طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوگی اور درخواست پیش کی جائے گی کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے اس لئے انہیں دوگنا عذاب دیا جائے اور وڈیروں کی طرف سے کہا جائیگا کہ ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر یہ کام کرنے کو کب کہا تھا؟

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: اجمال ہشتم کی تفصیل

اے مسلمانو! اپنے نبی کی ایذا دہی سے بچو اور بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذاء پہنچائی تھی بلکہ حضور ﷺ سے اپنے منصبی فرائض سے سبکدوشی کا احسن طریق سیکھو اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرو، جو شخص اس حکم کی مخالفت پر کمر باندھے گا اس کے لئے عذاب الیم تیار ہے اور بس اس کے وہاں پہنچنے کا منتظر ہے۔

﴿سورۂ سبا کا خلاصہ﴾

تصفیہ مسئلہ مجازاۃ

منکرین قیامت کے بیہودہ اور لایعنی انکار کی تردید کی جارہی ہے اور قوم سبا کے واقعے کے ذریعے انہیں اس بات کی یقین دہانی کروائی جارہی ہے کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی، اس سے مفر ہرگز ممکن نہیں۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: انکار مسئلہ مجازاۃ

کافر و مشرک لوگ قیامت کے وقوع کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ قیامت بہر حال آکر رہے گی، اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں اور وہ ہر ایک کو اس کے کیئے کا بدلہ ضرور دے گا اور کفار بعث بعد الموت کے سلسلے میں حضور ﷺ کو جو مفتری یا مجنوں قرار دے رہے ہیں، اس کی بھی ہولناک سزا انہیں بھگتنا ہوگی۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: شکر گزار اور ناشکرے

اگر یہ کفار و مشرکین شکر گزار بندے بن کر رہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید، حضور ﷺ کی رسالت اور یوم مجازاۃ کے وقوع کا اپنے دل کی گہرائیوں اور گیرائیوں کے ساتھ یقین کر لیں تو انہیں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی طرح سرفراز کیا جائیگا، دنیا میں بھی وہ خلافت ارضی اور نعمائے الہیہ کے مستحق قرار پائیں گے اور آخرت میں بھی جنت کے حقدار بنیں گے اور اگر انہوں نے ناشکری کی راہ اختیار کی اور یوم مجازاۃ کا انکار کیا تو پھر قوم سبا کی طرح انہیں ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائیگا جو انہیں اب ملی ہوئی ہیں اور وہ ان پر اتراتے پھرتے ہیں۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: سفارش کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا

اگر خوف مجازات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق صحیح و درست نہ رکھا،

اس میں دراڑ پڑنے پر کوئی نوٹس نہیں لیا، غیر اللہ سے اپنے تعلقات استوار کیے، شیطان کا کہا مان کر اپنی ہی آخرت کو برباد کیا تو یہ غیر اللہ قیامت کے دن ان کی سفارش نہ کرسکیں گے اور اگر ایسا بھی ہو جائے تو اس کا انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: قیامت کے دن جھگڑا

دنیوی زندگی میں تو یہ لوگ قرآن کریم پر ایمان نہیں لا رہے، یوم المجازاۃ میں جب سب لوگ اکٹھے ہوں گے تو ماتحت اپنے لیڈروں سے جھگڑا کریں گے اور سارا الزام ان کے کندھوں پر ڈال دیں گے، وہ اس الزام کو قبول کرنے سے انکار کر کے اصل مجرم انہی کو ٹھہرائیں گے لیکن اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا ان کے غم اور رنج میں مزید اضافہ ہوگا۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: معبودان باطلہ کی بیزاری

اور غم بالائے غم یہ ہوگا کہ ضال اور مضل جنہیں اپنا معبود سمجھے بیٹھے تھے، وہ بھی قیامت کے دن ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے چنانچہ ملائکہ علیہم السلام کا یہ جواب انہیں اور غمگین کر دے گا جب وہ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوں گے۔

﴿سُبۡحٰنَکَ اَنۡتَ وَلِیُّنَا مِنۡ دُوۡنِهِمۡ بَلۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ اَکۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ﴾

اس لئے اس دن کی غمناکی سے بچنے کیلئے بہتر یہ ہے کہ یوم المجازاۃ کو تسلیم کر لیا جائے۔

رکوع نمبر ۶ کا خلاصہ: تبلیغ پر معاوضہ مطلوب نہیں

حضور ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ فرما دیں میں تو ایک نصیحت کی بات تمہیں کہہ رہا ہوں، تمہیں یوم المجازاۃ سے ڈرا رہا ہوں، علام الغیوب کے سامنے پیشی سے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں، اس میں میری اپنی ذاتی کوئی غرض شامل نہیں، محض تمہارا فائدہ ہی مقصود ہے، میں تو تم سے کسی معاوضہ کا مطالبہ بھی نہیں کرتا، اگر کرتا ہوں تو تم

اسے اپنے پاس ہی رکھو البتہ میری اس دعوت پر ضرور کان دھرو تا کہ تم عذاب آخرت سے بچ جاؤ۔

سورۂ فاطر کا خلاصہ

تنبیہ قبل از مجازات

یوم المجازاۃ میں بدلہ دینے سے پہلے ایک تنبیہ کی ضرورت ہے تا کہ کفار و مشرکین یہ اعتراض نہ کر سکیں کہ ہمیں بلا اطلاع اور بلا مہلت کے سزا دی گئی ہے اور یہ تو صریح ظلم ہے لہٰذا اس ضرورت کو ''ارسال رسل'' (پیغمبروں کو بھیج کر) پورا کیا جا رہا ہے، اس کے بعد اگر کوئی ان رسولوں کا انکار کرے گا تو اس کا خمیازہ اسی کو بھگتنا ہوگا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: تعلیم سماوی بذریعہ ملائکہ علیہم السلام

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اسی نے آسمان و زمین کو وجود اور بقاء بخشا ہے، اس نے رسولوں کی تکذیب کرنے پر سزا و گرفت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ وعدہ سچا ہے کیونکہ وہ اپنے کسی بھی وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، اس لئے اگر تم اپنی اصلاح کر کے اس سزا و گرفت سے بچنا چاہو تو ملائکہ علیہم السلام کے ذریعے جو آسمانی تعلیم آ رہی ہے اس پر عمل کرو اور اپنی آخرت کو سنوارو۔

رکوع نمبر ۲ اور ۳ کا خلاصہ: دو متضاد تصویریں

جس طرح کھاری اور شیریں پانی، رات اور دن، شمس و قمر، بینا اور نابینا، اندھیرا اور روشنی، سایہ اور دھوپ، زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح جو لوگ وحی الٰہی سے مستفید ہوتے ہیں وہ اور جو لوگ وحی الٰہی سے اعراض کرتے ہیں وہ برابر نہیں ہو سکتے اور ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: ایک ہی چیز کے مختلف نتائج

جس طرح پانی ایک ہی ہے اور اس سے مختلف ذائقوں، مختلف رنگوں اور مختلف خاصیتوں والی اشیاء پیدا ہوتی ہیں اسی طرح رحمت الٰہی کا دروازہ بھی ایک ہی ہے لیکن جب یہ ''قلوب'' سے وابستہ ہوتا ہے تو اس سے مختلف کیفیات کا صدور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور کاریگری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور پکار پکار کر وجود و توحید باری تعالیٰ کا نکتہ سنا رہا ہے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: خلافتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہیں، نے انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور یوں اپنی رحمت کا دروازہ چوپٹ کھول دیا ہے، پھر اسباب بھی مہیا کر رکھے ہیں، زمین و آسمان کو ان کی اپنی اپنی جگہ ٹکا اور تھما دیا اس لئے اگر تم نے اس شاندار پیشکش سے فائدہ اٹھالیا تو اپنے نفع کی خاطر ہی ایسا کرو گے ورنہ ہمارا کوئی نقصان نہیں بلکہ تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔

﴿سورۂ یسٓ کا خلاصہ﴾

مسئلہ توحید و رسالت و مجازات

اس سورت میں دعوت اسلامی کے تین بنیادی عقیدوں کو بیان کیا جا رہا ہے جنہیں اس سے قبل بھی بارہا بیان کیا جا چکا، اہمیت، حیثیت اور افادیت کے پیش نظر قلوب میں انہیں مستحکم کرنے کیلئے مکرر ذکر کیا جا رہا ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: مسائل ثلثہ بالاجمال

اس رکوع میں مذکورۃ الصدر تینوں مسائل اجمالی طور پر بیان کئے جا رہے ہیں، آگے آنے والے رکوعات اس کی شرح و تفصیل کیلئے مختص ہوں گے جنہیں کبھی تو واقعات کی روشنی میں واضح کیا جائیگا اور کبھی دلائل کی قوت سے انہیں مدلل اور مبرہن کیا

جائیگا۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: تفصیل مسئلہ رسالت

اس رکوع میں مسئلہ رسالت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو قاصدوں کا اہل انطاکیہ کو جا کر دعوت توحید دینا مذکور ہے جو بعد میں ایک اور کے اضافے سے تین ہو گئے تھے، اولا یہ تینوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد تھے، پھر خدائی قاصد (پیغمبر) کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے، انہوں نے اپنی دعوت میں اہل انطاکیہ پر یہ بات بھی آشکارا کی کہ ہمارا کام تو فقط اس دعوت کو پہنچا دینا ہے، منوانا ہماری ذمہ داری نہیں، ان کی دعوت پر ایک آدمی مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں اس دعوت کی اشاعت کے درپے ہوا، قوم نے اس کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کرتے ہوئے اسے شہید کر ڈالا پھر اس قوم کو ''چنگھاڑ'' کی صورت میں ایک عمومی عذاب نے آ پکڑا اور وہ بجھ کر رہ گئے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تفصیل مسئلہ توحید

اس رکوع میں مسئلہ توحید کو دلائل سے مدلل اور براہین سے مبرہن کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ جس خدا کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں کہ بنجر زمین کو یک بیک ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب بنا دے، اس میں سے سبزیوں اور میوہ جات کا انتظام کر دے شمس و قمر کا ایسا مستحکم نظام قائم فرما دے کہ کوئی بھی اپنے مدار سے ذرہ برابر بھی ہٹنے نہ پائے، سمندر ایسا اس کے تابع فرمان ہو کہ بھری ہوئی کشتیوں کو نہ ڈبوئے، کیا اس خدا کو ماننے سے انکار و روگردانی کرنا اعلیٰ درجے کی کم عقلی نہیں؟

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: تفصیل مسئلہ قیامت

اس رکوع میں مسئلہ مجازات کو واضح کیا جا رہا ہے کہ منکرین قیامت جب قبروں سے اٹھیں گے، تو افسوس و یاس بھری آواز میں پکاریں گے کہ ہمیں کس نے قبروں سے اٹھا کھڑا کیا، جب مجرمین کو مومنین کی فہرست سے اور محرومین کو مرحومین سے

ممتاز کر کے دوسری صرف میں کھڑا کر دیا جائیگا اور ان ہی کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے تو اس وقت ان کی بدحواسی دیکھنے والی ہوگی اور اہل جنت کی لذت و عیش کا تو پوچھنا ہی کیا، انہیں تو خود اللہ تعالیٰ سلام فرمائیں گے۔

رکوع نمبر ۵ کا خلاصہ: اعادۂ مسائل ثلثہ

نتیجہ کے طور پر اس رکوع میں دوبارہ انہی تین مسائل کو ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ حضور ﷺ سے شاعر ہونے کی نفی کر کے مسئلہ رسالت، اللہ تعالیٰ کے بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھنے سے مسئلہ توحید اور بعث بعد الموت کے ذریعے مسئلہ مجازات کو بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ صٰفّٰت کا خلاصہ

دعوت الی التوحید

اس سورت میں بھی سابقہ کئی سورتوں کی طرح ''دعوت الی التوحید'' کے مضمون کو ایک نئے اور جداگانہ انداز و اسلوب میں دہرایا جا رہا ہے، مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات بھی اس سورت کا اہم حصہ ہیں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کے حالات بھی اس سورت میں ذکر کیے گئے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: قیامت کا انکار ہی انکار توحید کا سبب ہے

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ وقوع قیامت اور اس میں اعمال پر مرتب ہونے والی جزا و سزا کو ماننا ہے، جو شخص اس عقیدے کا انکار کرتا ہے، اسے عقیدہ توحید و رسالت کو ماننے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب اس کا یہی اعتقاد نہیں کہ مرنے کے بعد اعمال کی جزا و سزا ہوگی تو پھر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی بجاآوری کر کے کیوں اپنے آپ کو قید میں مبتلا کرے گا اس لئے منکر قیامت ہمیشہ منکر توحید و رسالت ہوتا ہے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: تذکیر بما بعد الموت

منکرین توحید کو مرنے کے بعد پیش آنے والے دو مختلف حالات سنا کر توحید کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن مجرمین اور منعمین الگ الگ کر دیئے جائیں گے، جہنمی جہنم میں جنت کے کھانوں اور نعمتوں کے حصول کے متمنی ہوں گے لیکن انہیں ان کی یہ تمنا ہرگز کام نہ دے گی اور جو لوگ منکرین قیامت کے پھندے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کریں گے کہ ہمیں ان بدبختوں سے نجات ملی ورنہ ہمارے لئے بھی زقوم کا درخت اور ماءِ حمیم تیار ہوتا۔

رکوع نمبر۳ تا ۵ کا خلاصہ: توحید پرستوں کی کامیابی

جن لوگوں نے صدائے توحید پر لبیک کہا راہ توحید میں آنے والی ہر مشکل اور مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور گھر بار تک چھوڑنے پر تیار ہو گئے، بالآخر کامیابی و کامرانی نے ان ہی کے قدم چومے اور جب بھی انہوں نے اپنے رب کو پکارا، اس نے ان کی پکار کو ضائع نہیں جانے دیا چنانچہ حضرت نوح و ابراہیم و اسماعیل، موسیٰ و ہارون، الیاس و لوط اور یونس علیہم السلام جب بھی مصائب آفاقی یا انفسی میں گرفتار ہوئے، پروردگار عالم کے سامنے بصد عجز و انکساری دعاء و درخواست پیش کی، پروردگار نے ان کی دعاؤں اور درخواستوں کو ہمیشہ شرف قبولیت عطا فرمایا۔

کسی کو طوفان سے نجات دی اور کسی کو آتش نمرود سے نجات دیکر اسماعیل جیسا عظیم اور فرمانبردار فرزند عطا فرمادیا، کسی کو کلیم اللہ کا خطاب بخشا اور کسی کو محض سفارش پر ہی نبی بنا دیا، کسی کو ابراہیمؑ کی نسل اور بھتیجا بنا کر سرفراز فرمایا اور کسی کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دیکر ''ذوالنون'' کا لقب عطا کر دیا، یہ بھی آثار قبولیت ہیں۔

﴿سورۂ ص کا خلاصہ﴾

بے ادب محروم گشت

امم سابقہ و سالفہ کی تباہی و بربادی کا سبب ''تکذیب رسل'' (انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب) تھا، جس کے پس پردہ ''بے ادبی'' کارفرما تھی اس لئے اگر یہ لوگ بے ادبی اور گستاخی وتکذیب انبیاء سے باز آجائیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہیں ورنہ پھر عذاب الٰہی چکھنے کیلئے تیار رہیں۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: کیا یہ ساحرانہ کلام ہے؟

قرآن کریم جوایک نصیحت آمیز کلام ہے، ہدایت وحکمت اس کتاب مبین کی خصوصیات ہیں، لانے والے اس کے جبریل امین اور پہنچائے گئے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ، اس قرآن کو بے ادب و بدنصیب لوگ سحر اور صاحب قرآن ﷺ کو ساحر کہہ کر الہامی تعلیمات کا مذاق اڑا رہے ہیں، تکذیب قرآن و گستاخی رسول کے مرتکب ہو رہے ہیں، گزشتہ امتیں اسی وجہ سے تباہ کردی گئیں اب یہ اپنا انجام سوچ لیں۔

رکوع نمبر۲ تا ۵ کا خلاصہ: ضرورت انابت الی اللہ

حضرت داؤد وسلیمان، ایوب و ابراہیم، اسحٰق و یعقوب، اسمعیل والیسع اور ذوالکفل علیہم السلام کے واقعات وقصص عبرت پذیری کیلئے ذکر کئے جارہے ہیں، ان حضرات نے جب انابت الی اللہ کے نسخہ کیمیا پر عمل کیا تو رحمت الٰہی پہلے سے زیادہ ان کی طرف متوجہ ہوئی اور توبہ واستغفار نے انہیں منجھے ہوئے برتن کی طرف صاف شفاف کردیا۔

پھر کسی کو خلیفۃ اللہ کا لقب عطا ہوا اور کسی کو ہواؤں پر حکمرانی ملی، کسی پر سونے چاندی کی ٹڈیوں کی بارش ہوئی اور کسی کو ''جدالانبیاء'' بنادیا گیا، کسی کو ذبیح اللہ بنادیا اور کسی کو پوری قوم کا پیشوا اور مقتدیٰ بنادیا۔

پھر جنتیوں اور جہنمیوں کا ذکر کر کے حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام اور ابلیس ابو الجن علیہ اللعنۃ کے قصے کو دوبارہ دہرایا جا رہا ہے تاکہ کل عالم کے لوگ ابلیس کو اپنا حقیقی دشمن سمجھیں ورنہ اللہ تعالیٰ بھی شیطان اور اس کے پیروکاروں سے جہنم کو بھرنے کی قسم کھا چکے ہیں۔

﴿سورۂ زمر کا خلاصہ﴾

اخلاص فی العبادۃ

اس سورت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کیلئے ہونی چاہیئے، اسی کی رضا اور اسی کو دکھانا مقصود ہو، اگر غیر اللہ کو راضی کرنا یا اسے دکھانا مقصود ہو تو پھر وہ عبادت کہلانے کے قابل نہیں، وہ ایک شیطانی عمل ہے جو بظاہر نماز روزہ کی شکل میں جلوہ گر ہے، اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام اعمال کی جان ''اخلاص'' ہے، اگر یہ ہے تو عبادت، عبادت ہے ورنہ محض خانہ پری۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی مختلف اور متعدد نعمتوں کو ذکر کر کے اس بات کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ جس طرح پریشانی اور تکلیف کے وقت تم اللہ کی عبادت اخلاص سے کرتے ہو اور اس میں کمال عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اسی سے دعائیں کرتے ہو، اسی طرح خوشی اور فراخی کے عالم میں بھی اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کیا کرو، ورنہ تم بڑے مطلبی اور خود غرض ہو گے کہ جب تک اپنا مطلب نکلوانا تھا اس وقت تک تو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹے رہے اور جوں ہی مطلب پورا ہوا تو ایسے ہو گئے کہ گویا اللہ کو جانتے ہی نہیں، تف ہے تمہاری عقلوں پر۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: تذکیر بما بعد الموت

اس رکوع میں موت کے بعد پیش آنے والے حالات و واقعات ذکر کر کے

اخلاص فی العبادۃ کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنی عبادت میں اخلاص کامل پیدا فرما کر ان کیلئے نمونہ قائم فرما دیجئے تا کہ ان کیلئے رہ عمل میں کوئی رکاوٹ اور دشواری نہ رہے اور ریا کاروں کیلئے عذر کا موقع نہ رہے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

اجمالی طور پر گزشتہ اقوام و امم اور ان کی ہلاکت پر ایک تبصرہ کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں نے اولاً تو عبادت الٰہی کی طرف اپنی توجہ ہی مبذول نہیں کی، جن لوگوں نے توجہ کی بھی تو ان کی عبادت میں اخلاص نہ تھا اس لئے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا، اگر یہ لوگ بھی اخلاص فی العبادۃ کیلئے کوشاں نہ ہوئے تو گویا عملی طور پر شرک میں مبتلا ہوئے اور شرک بہرحال شرک ہے جیسے سانپ بہرحال سانپ ہوتا ہے اور شرک کی سزا انتہائی خوفناک ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: حمایت الٰہی

جو لوگ اپنی عبادت کو اخلاص جیسے زیور سے آراستہ کر لیتے ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا جس سے انہیں کسی معاند و مخالف کی ضرر رسانی کا اندیشہ نہیں رہے گا اور عذاب الٰہی سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: سفارش بھی نفع مند نہ ہو سکے گی

جن لوگوں نے اپنی عبادت کو خالصۃً اور لوجہ اللہ ادا نہیں کیا، اخلاص کے زیور سے انہیں دور رکھا، انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا، کل قیامت کے دن انہیں کسی قسم کی سفارش نفع نہ دے سکے گی، دنیا میں محض ڈھکوسلوں کی بنیاد پر جینا عقلمندی نہیں، اعلیٰ درجے کی کم عقلی ہے۔

رکوع نمبر۶ کا خلاصہ: اعلانِ نجات

مخلصین فی العبادۃ کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے لہٰذا انہیں کسی قسم کی مایوسی اور ناامیدی کی کوئی ضرورت نہیں البتہ قرآن کریم بھیج کر مخالفین و

معاندین کے منہ بند کرنا مقصود ہے تا کہ کل قیامت کو کسی قسم کا عذر اور افسوس کرنے کا موقع نہ رہے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: ترک اخلاص فی العبادۃ کی سزا

ترکِ اخلاص فی العبادۃ کی سزا انتہائی سخت ہے جس سے انسان کی زندگی بھر کی ساری محنت رائیگاں اور اکارت چلی جاتی ہے اور وہ سزا ہے ''حبطِ عمل'' یعنی جو نیک اعمال وہ زندگی بھر سرانجام دیتے رہے اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ الٹا وہ اعمال ان کیلئے حسرت، ندامت اور افسوس کا سبب بن جائیں گے۔

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: نتائج اخرویہ

جو لوگ اپنی عبادت کے اندر اخلاص کی دولت پیدا نہ کر سکے، وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور فرشتے انہیں لعنت ملامت کریں گے اور جن لوگوں نے اپنی عبادت میں اخلاص کی اہمیت پیش نظر رکھی وہ جنت کے حقدار اور اس کے وارث بنیں گے۔

سورۂ مومن کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

پورے قرآن کریم کے اندر لفظ ''حٰمٓ'' سے شروع ہونے والی کل سات سورتیں ہیں جو سب کی سب مکی ہیں اور ان سب کا موضوع ''دعوت الی القرآن'' ہے لیکن ہر ایک میں اندازِ دعوت اور اس کا عنوان علیحدہ، جداگانہ اور اچھوتا ہے جس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آجائیگی، اس اعتبار سے سورۂ مومن کا موضوع ''مخالفین قرآن کو تنبیہ'' ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

اس رکوع میں تذکیر بایام اللہ کے طور پر گزشتہ اقوام وملل مثلاً قوم نوح اور دیگر احزاب کفار کے واقعات تکذیب رسل پر ان کی جرأت اور اس پر عقابِ شدید کا

نزول بیان کر کے دراصل مخالفین قرآن کو ڈرانا مقصود ہے جو قرآن کریم کی سچی اور سچی دعوتِ حقہ کو ٹھکرا دیتے ہیں، ایسے لوگ جہنمی اور ملائکہ معصومین کی دعائے رحمت سے محروم ہیں جو ایمان والوں کیلئے عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے بھی دست بدعا رہتے ہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: تذکیر بما بعد الموت

قیامت کے یوم عظیم میں جبکہ ساری حکومتیں، قوتیں، عزتیں اور عظمتیں، رفعتیں اور بادشاہتیں اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹ جائیں گی، پروردگار عالم کی طرف سے "لمن الملک الیوم" کا سوالیہ جملہ دہرایا جائیگا، کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا، ہمتیں پست پڑ جائیں گی، زبانیں گنگ ہو جائیں گی، دلوں کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہو جائیں گی، خود پروردگار عالم کیطرف سے جواب ارشاد ہوگا "للّٰہ الواحد القھار" اس دن کی ہولناکی، شدت اور خوفناک عالم سے مخالفین قرآن کو ڈرنا چاہئے ورنہ ان کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

رکوع نمبر۳ تا ٦ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ و بما بعد الموت

رکوع نمبر۳ میں رکوع نمبر۱ کا خلاصہ دوبارہ دہرایا جا رہا ہے، رکوع نمبر۴ اور ۵ میں ان دونوں مضمونوں کو یکجا کر دیا گیا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ رکوع نمبر۴ میں تذکیر بایام اللہ مقدم ہے اور تذکیر بما بعد الموت مؤخر جبکہ رکوع نمبر۵ میں اس کا عکس ہے اور رکوع نمبر٦ میں رکوع نمبر۲ کا خلاصہ دہرایا جا رہا ہے۔

چنانچہ فرعون، ہامان اور قارون وغیرہ کا تعلیمات موسوی کو سحر اور کذب اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر و کذاب کہنا، نتیجۂ فرعون و ہامان کی غرقابی اور قارون کے زمین میں دھنسنے کا واقعہ پیش آیا، اسی طرح مومن آل فرعون کا لوگوں کو نصیحت کرنا اور یوم قیامت سے ڈرانا جو ظاہر ہے کہ تمام عالم پر موت طاری ہونے کے بعد ہوگا، دنیاوی زندگی کے فانی ہونے اور دار آخرت کے باقی رہنے پر ٹھوس دلائل مہیا کرنا، قیامت کے دن جہنم میں ذائقہ عذاب چکھنے کے بعد ایک دن کیلئے تخفیف عذاب کی درخواست کا بھی قبول نہ ہونا ان رکوعات کے مضامین ہیں نیز یہ کہ قیامت کے دن مخالفین توحید و قرآن

کا کوئی عذر نہیں سنا جائیگا، اس لئے مخالفین قرآن کو اپنے رویئے سے باز آ کر توبہ کر لینی چاہئے اور قرآن کریم کی دعوت کو بسروچشم قبول کر کے رحمت الٰہی کا مستحق بن جانا چاہئے۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی مختلف نعمتیں ذکر کی جا رہی ہیں کہ زمین کو آرام گاہ اور فرش اور آسمان کو چھت کس نے بنایا؟ اس قدر حسین مصوری کر کے تمہیں یہ صورتیں اور شکلیں کس نے عطا کیں؟ تمہیں اس قدر طاقتور تدریجی نظام کے تحت کس ذات عالی شان نے وجود و بقاء سے سرفراز فرمایا؟ ظاہر ہے کہ ان تمام سوالوں کا جواب یہی ہے کہ ''اللہ نے یہ سب کچھ کیا ہے'' پھر اس کے بھیجے ہوئے دستور اور قانون سے اعراض کرنا کہاں کی عقلمندی اور دانشوری ہے؟

رکوع نمبر ۸ کا خلاصہ: تذکیر بما بعد الموت

اس وقت کا کیا عالم ہوگا جب مخالفین قرآن و تعلیمات الٰہیہ کی گردنیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہوں گی، جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی طرف سر کے بل گھسیٹے جائیں گے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے اور مزید ذہنی اذیت پہنچانے کیلئے ان سے کہا جائیگا کہ ذرا اپنے معبودوں کو تو بلاؤ، وہ کہاں گئے؟ اس وقت ان کی حسرت و ندامت کا کیا عالم ہوگا؟

رکوع نمبر ۹ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ و بایام اللہ

جانوروں کے خالق بھی اللہ ہیں اور انہوں نے جانوروں کے اندر بھی انسانوں کیلئے منافع رکھے ہیں، بعض پر سواری کرنے کا نفع اور بعض پر بار برداری کی آسانی، کشتیوں پر سمندری سفر کی آسانی اور اس کے علاوہ دوسری بہت سی مرئی اور غیر مرئی نشانیاں اتنی کثرت سے ہیں کہ منکرین توحید و مخالفین قرآن کس کس کا انکار کریں گے؟ کیا انہوں نے دوران سفر زمین میں گزشتہ تباہ شدہ اقوام کے کھنڈرات نہیں دیکھے کہ انہیں

عبرت حاصل ہو؟ بات دراصل یہ ہے کہ چشم بصیرت ہی نابینا ہو چکی ہے اس لئے اس قسم کے عبرت ونصیحت آمیز مقامات وواقعات بھی ان کے قلوب پر کوئی اثر نہیں ڈالتے۔

سورۂ حٰم السجدہ کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورت کا بنیادی ومرکزی موضوع تو ''دعوت الی القرآن'' ہے لیکن اس سے قبل مخالفین قرآن کو مخالفتِ قرآن کے سنگین جرم ونتائج سے ڈرایا گیا ہے اور اس سورت میں ایک نئے انداز بیان کے ساتھ یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تقاضے سے نازل ہوا ہے اس لئے اس کی دعوت کو بگوش ہوش سنو اور اس پر عمل کرو۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: دعوتِ توحید وقرآن کریم

اس رکوع میں اصالتہً تو دعوتِ توحید کو بیان کیا جا رہا ہے، تاہم ضمنی طور پر ''دعوت قرآن'' بھی بیان کی گئی ہے اور یہ کہ کفار ومشرکین کہتے ہیں کہ جو تم کہتے ہو، ہمارے دل اسے سمجھ نہیں پاتے اور ہمارے کانوں میں اس قدر بوجھ پیدا ہو گیا ہے کہ تمہاری بات سنائی ہی نہیں دیتی اور ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے کان بند ہو گئے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے ہلاکت کی خوشخبری ہے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشیر ونذیر بنا کر نازل کیا گیا ہے اس کی دعوت سے منہ موڑنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: تذکیر بآلاء اللہ وبایام اللہ

اللہ تعالیٰ نے زمین کو صرف دو دن میں تخلیق فرمایا، اس میں پہاڑ بطور میخ کے گاڑ دیئے اور ہر قسم کی غذائیں چار دن کے اندر اندر اس میں ودیعت فرما دیں، آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا، اسے موجودہ حالت پر استوار کیا، زمین وآسمان اور ان کی ہر چیز

اللہ کی اطاعت خوشی سے کرتی ہے، تم اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے اسکی اطاعت سے کیوں گریزاں ہو؟ کیا تم نے پہلی امتوں کے واقعات نہیں سنے، وہ لوگ تو قوت و شوکت میں تم سے کہیں زیادہ تھے، انہوں نے الہامی تعلیمات اور خدائے واحد وقہار کا انکار کیا تو تباہ ہوگئے، تم بھی کسی خوش فہمی میں نہ رہنا، انجام اس سے بھی بدتر ہوسکتا ہے۔

رکوع نمبر۳ اور۴ کا خلاصہ: تذکیر بما بعد الموت

قیامت کے دن زبانوں پر مہر لگا کر اعضاء و جوارح کو قوت گویائی بخش کر ان سے کفار و مشرکین کی بداعمالیوں کے بارے گواہی طلب کی جائیگی اور وہ حیران و پریشان اپنے اعضاء و جوارح کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، ذرا سوچئے! اس وقت کا عالم کیا ہوگا اور کیسی شرمندگی اٹھانا پڑے گی، آج تو یہ کافر کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی دعوت حقہ کو سماعِ قبول سے سنو ہی نہیں کہ عمل کی نوبت آئے اور تلاوت قرآن کے وقت شور مچایا کرو۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: حفاظت قرآن کا وعدہ

اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والے نیک آدمی سے زیادہ کس کی بات اچھی ہوسکتی ہے، اس لئے اس کی بات توجہ سے سننی چاہئے، باقی رہا یہ قرآن، سو وہ باطل کے ہر حملے سے مکمل طور پر محفوظ ہے، باطل نہ تو قرآن کریم کے سامنے سے حملہ آور ہوسکتا ہے اور نہ پیچھے سے گھات لگا سکتا ہے، یہ تو رب حکیم وحمید کیطرف سے نازل شدہ ہے اس میں کسی قسم کی غلطی اور تحریف کا کیا سوال؟

رکوع نمبر۶ کا خلاصہ: یوم المجازاۃ کا علم

قیامت کے دن کا یقینی اور حتمی علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کسی مقرب فرشتے، کسی اوالوالعزم نبی، کسی باعظمت صحابی اور کسی باوقار تابعی کو اس کا علم نہیں اور جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں، جب قیامت بپا ہو جائیگی اس وقت انہیں اس انکار کی اس قدر شدید سزا دی جائیگی کہ وہ بھولنا بھی چاہیں تو نہ بھول سکیں گے، اعاذنا اللہ منہا۔

سورۂ شوریٰ کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورت اور اس جیسی دوسری سورتوں کے درمیان وجہ امتیاز اس سورت کا ''عنوانِ خصوصی'' ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کی وحی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی کے مشابہ ومماثل ہے، کوئی انوکھی اور نئی چیز نہیں لہٰذا جس طرح گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی سے انکار کی گنجائش نہیں اسی طرح اس سے بھی مفر ممکن نہیں۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: نزول قرآن کی وجہ

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے لغت عربیہ میں نازل فرمایا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے باشندے یہ اعتراض نہ کرسکیں ''اگر قرآن غیر عربی میں ہو'' کہ ہمیں تو اس کی سمجھ ہی نہیں آتی کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ام القری (مکہ مکرمہ) کے باشندوں اور باسیوں کو ڈرانا آسان ہو جائے اور یاد رہے کہ آپ ﷺ کے ڈرانے پر لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے، ا۔قبول کرنے والے۔ ۲۔رد کرنے والے۔ اول الذکر جنت کے حقدار اور مؤخر الذکر جہنم کے وارث ہوں گے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: طبائع مشرکین کی ناسازی

حضور ﷺ جس چیز کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں، وہ بعینہ وہی دعوت ہے جو حضرت نوح وابراہیم، موسیٰ اور اسماعیل علیہم السلام کی توجہات کا مرکز بنی رہی، پھر حضور ﷺ ہی کی دعوت کیوں مشرکین کی نازک طبیعتوں پر گراں گزرتی ہے، اگر یہ نہیں مانتے تو کوئی بات نہیں، ان کے اعمال کا ضرر انہی کو ہوگا اور تمہارے اعمال کا نفع تم ہی کو ہوگا، ہر ایک عمل کرتا چلا جائے اور ساتھ ساتھ دار الجزاء کا بھی منتظر رہے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: دنیا اور آخرت کے طلب گار

جو لوگ دنیا کی کھیتی ہی کی پیداوار چاہتے ہیں، آخرت میں کسی ثواب کے

طالب نہیں، بالفاظ دیگر منکرین قیامت ہیں، انہیں دنیا ہی میں سب کچھ مل جاتا ہے اور جن لوگوں کا مطمح نظر آخرت کی کھیتی اور اس کی پیداوار ہوتی ہے، انہیں اس دن جبکہ منکرین قیامت انتہائی سہمے ہوئے ہوں گے اور قرآن کریم کو افتراء علی اللہ قرار دینے والے اپنے گناہوں کو یاد کر رہے ہوں گے، خوشی کا اعلیٰ مقام حاصل ہوگا اور یہ لوگ مزے میں ہوں گے، نہ کسی قسم کا ڈر اور خوف ہوگا اور نہ کوئی غم اور ملال۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: اوصافِ مؤمنین

انسانوں پر جو تکالیف، مصائب اور پریشانیاں آتی ہیں وہ اس کی اپنی کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر بعض لوگ قرآن کریم کی دعوت کو قبول کر کے زمرہ مومنین میں داخل ہوتے ہیں اور بعض لوگ اسے رد کر کے اپنی شقاوت اور ازلی بدبختی پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

اول الذکر گروہ کے اوصاف حمیدہ یہ ہیں۔

۱۔ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب۔
۲۔ غصہ آنے پر مدمقابل کو معاف کرنے کا جذبہ۔
۳۔ احکام رب کی بجا آوری وتعمیل۔
۴۔ اقامت صلوۃ وایتاء زکوٰۃ کی زبردست پابندی۔
۵۔ باہمی مشاورت واستخارہ۔
۶۔ انفاق فی سبیل اللہ۔
۷۔ ظلم کا بدلہ اگر لینا پڑ جائے تو ظلم وعدوان سے بچتے ہوئے ''مساوات'' کا خیال رکھنا۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: انسان کی خودغرضی

انسان باوجویکہ اشرف المخلوقات ہے، اعلیٰ درجے کا خودغرض بھی ہے، مصیبت کے وقت اسے خدائے کل جہاں ورب کائنات یاد آتا ہے اور جوں ہی اس کی مہربانی سے وہ مصیبت سر سے ٹلتی ہے تو کون خدا اور کون بندہ؟ اولاد کی ضرورت ہوتی

ہے تو در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا اور منتیں مرادیں مانتا ہے حالانکہ یہ تو رب کی تقسیم ہے کہ کسی کو بیٹا اور بیٹی دونوں دے دیتا ہے کسی کو صرف بیٹا اور کسی کو صرف بیٹی کی دولت سے نوازتا ہے اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا، اگر وہ وحی الٰہی سے باخبر ہوتا اور تعلیمات الٰہی پر عمل پیرا ہوتا تو اس سے ان حرکات کا صدور نہ ہوتا۔

سورۂ زخرف کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورت میں اس موضوع کی یہ شق لے کر اپنے مخصوص اسلوب وطرز بیان میں واضح کی جارہی ہے کہ قرآن کریم کو محض تمہارے انکار کی وجہ سے زمین سے اٹھایا نہیں جاسکتا یہ تو بہت اعلیٰ اور ذیشان کتاب ہے، بجائے اس کے کہ اس کی دعوت پر لبیک کہا جائے، اس کا انکار کرتے ہوئے شرم کے مارے مرنہیں جاتے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: گزشتہ امتوں کا اپنے انبیاء علیہم السلام سے رویہ

اس امت سے قبل جتنی امتیں بھی گزری ہیں، انہوں نے اپنے اپنے انبیاء کی تکذیب کی ہے اور ان کا مذاق اڑایا، لیکن اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ سے وہ بچ نہ سکے، یہ لوگ بھی قرآن کریم اور اس کی تعلیمات سے اعراض کررہے ہیں، اگرچہ اس کی وجہ سے قرآن کریم کو تو زمین سے نہیں اٹھایا جاسکتا البتہ انہیں اس اعراض و انکار کی بڑی بھیانک سزا ملے گی۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: معززین کی گواہی

کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے تو فرشتوں کو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں لیکن جب خود ان کے یہاں بیٹی کی پیدائش ہو جائے تو اسے اس قدر منحوس خیال کرتے ہیں کہ یہ خبر سنتے ہی ان کے چہرے کالے سیاہ ہو جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے چلتا پھرتا تَوا ہو، ان سے اگر پوچھا جائے کہ تم تو بڑے معزز لوگ ہو کہ اللہ کے لئے بیٹیوں کی

تخلیق کے گواہ بنتے ہو؟ کوئی بات نہیں تمہاری گواہی قلم بند کرلی گئی ہے، عنقریب اس پر جرح ہوگی۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تقسیم رحمت رب

نبوت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا خصوصی فضل و کرم ہے، یہ کفار ومشرکین جو اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم مکہ مکرمہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوتا؟ گویا وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر پروردگار عالم کی رحمت تقسیم کرنا چاہتے ہیں جو کہ ایک غیر محسوس اور وہبی چیز ہے، یہ تو محسوس چیزوں پر قادر نہیں، بھلا یہ اپنی روزی خود تقسیم کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، اس قدر بے بس لوگ امور خداوندی میں دخیل ہو کر اپنی حیثیت کو بھول چکے ہیں۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: شیطان کا دوست

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرے، قرآن کریم اور اس کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرے تو وہ شیطان کا دوست بن جاتا ہے، شیطان اس کا ہم نشین بن جاتا ہے، قیامت کے دن وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش! میرے اور اس شیطان کے درمیان بعد بین المشرقین ہوتا، نہ میں اس کا دوست بنتا اور نہ یہ میرا ہم نشین بنتا اور نہ یہ برادن دیکھنا پڑتا لیکن اس وقت تمنا یا حسرت وافسوس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

رکوع نمبر۵ کا خلاصہ: فرعون کا فخر وغرور

دنیا کی زیب و زینت پر فریفتہ ہونا، اسی کے حصول کو اپنا نصب العین سمجھنا اور اسی کے حصول پر اپنے آپ کو خوش نصیب اور بخت آور سمجھنا انتہائی بے وقوفی ہے اور اس سے قبل اس بیوقوفی کا ارتکاب فرعون بھی کر چکا ہے کہ ملک مصر اور اس کی بہتی ہوئی انہار واشجار نے اسے ایسے غرور میں مبتلا کیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں دعویٰ ربوبیت و خدائی پر اتر آیا اور بعد میں غرقاب ہو کر ہمیشہ ہمیش کے لئے نشان عبرت بن گیا۔

رکوع نمبر ٦ کا خلاصہ: ایک اعتراض اور اس کا جواب

قرآن کریم کی تعلیمات کا حاصل اور لب لباب یہ ہے کہ انسان عقیدہ توحید پر کامل ایمان رکھے، چونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھتے تھے اس لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر قرآن کریم میں آیا تو کفار مکہ نے اپنی سرشت کے مطابق اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ یہ عجیب نبی ہیں، نصاریٰ کے معبود کی تو عزت کرتے ہیں اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں، خدا کے بندے اور علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت ہیں کہ ان کے نزول کے کچھ ہی عرصے بعد قیامت آ جائے گی، ان میں اور تمہارے معبودوں میں کوئی اشتراک نہیں۔

رکوع نمبر ۷ کا خلاصہ: اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو؟

اہل جنت و اہل جہنم کا تذکرہ سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ لوگوں میں یہ اعلان فرما دیں کہ اگر اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا، لیکن چونکہ یہ اتنی بڑی بات اور مضبوط دلیل کو بھی ماننے والے نہیں اس لئے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، عنقریب آسمان و زمین کا رب ان کی طرف متوجہ ہوگا اور انہیں اپنے غضب کی لپیٹ میں لے کر تباہ و برباد کر دے گا۔

سورۂ دخان کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورت کی وجہ امتیاز ''بیان وقت نزول قرآن'' ہے کہ قرآن کریم کا نزول لیلۃ المبارکہ میں ہوا ہے۔ (لیلۂ مبارکہ کی تعیین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں) یہ وہی مبارک رات ہے جس میں تمام امور کے فیصلے کیئے جاتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: وقوع عذاب کے وقت توبہ کی حیثیت

قرآن کریم جیسے بابرکت کلام وکتاب کو ایک بابرکت رات میں ،ایک بابرکت فرشتے کے ذریعے، ایک بابرکت ذات کی جانب سے، ایک بابرکت ذات پر نازل کیا گیا لیکن بعض جہلاء اور حمقاء اس دستور حیات کا نکار کرتے ہیں اور اسے ایک کھیل تماشا سمجھتے ہیں، خوب سمجھ لیں! کہ ایک ایسا دن آئے گا جس میں ایک آسمانی دھواں انہیں گھیر لے گا، اس وقت یہ رو رو کر دعائیں کریں گے کہ اے اللہ! ہم سے یہ عذاب دور کردے، ہم پکا سچا ایمان قبول کرتے ہیں لیکن یہ توبہ کا وقت نہیں، اس سے قبل ساری زندگی فرعون، شداد اور نمرود و ہامان بن کر گزاری، مرتے وقت موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) کا درجہ چاہتے ہو؟

ایں خیال است ومحال است وجنوں

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: کفار مکہ کی کیا حیثیت؟

کفار مکہ اپنے آپ کو بڑا مالدار، طاقتور اور بہادر وشجاع خیال کرتے ہیں، ذرا تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو سہی، سفینہ تاریخ میں انہیں تبع حمیری اور اس کی مضبوط قوم نظر آئے گی، مال و دولت سے بھرپور قارون دکھلائی دے گا، دنیا میں جنت بنانے والا شداد نظر آئے گا، خدائی کا دعویٰ کرنے والا فرعون سامنے آئے گا، کیا کفار مکہ ان سے بھی زیادہ طاقتور و مالدار ہیں؟ ہم نے انہیں تباہ کردیا تو ان کی کیا حیثیت ہے، انہیں بھی بیخ و

بن سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: جہنم کا ایک دلدوز نظارہ

اس رکوع کو انسان اگر رقت قلب کے ساتھ پڑھے تو اس پر خوف ودہشت کی ایسی کیفیت طاری ہوگی کہ وہ جہنم کو ایک خوفناک بلا اور عذاب الٰہی کا مرکز سمجھنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کرے گا، کھانے کو زقوم ملے گا جو پیٹ میں جا کر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کھولے گا اور اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے ندا لگائی جائے گی کہ اسے پکڑ کر وسط جہنم میں دھکا دے کر پھینک دو اور اس کے سر پر جہنم کا کھولتا ہوا پانی ڈالو تاکہ یہ اپنے کیے کا مزہ چکھے، دنیا میں یہ کہا کرتا تھا۔

﴿اِنِّیْ اَنَا الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ﴾

آج اس سے کہا جائے گا کہ اس عذاب کا مزہ تو چکھ

﴿اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ﴾

رہے اہل جنت تو ان کا پوچھنا ہی کیا؟ وہاں کی لذتوں اور مسرتوں کی پوری کیفیت صرف سمجھنے سے ہی عقل انسانی قاصر وتنگ دامن ہے، نام یہاں کے اور چیزیں وہاں کی، یہ رب رحمان کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی۔

﴿سورۂ جاثیہ کا خلاصہ﴾

دعوت الی القرآن

اس سورت کی وجہ امتیاز ''بیان تحدید دعوت'' ہے یعنی اس سورت میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اگر تم عزت وعظمت اور رفعت وسربلندی چاہتے ہو تو پھر کتاب اللہ کی حقیقی اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ہر قسم کی عزتیں اور عظمتیں عطاء فرمائیں گے۔

رکوع نمبر۱ کا خلاصہ: ترک اتباع کا نتیجہ

قرآن کریم جو کہ ام الکتب، ایک مکمل دستور، گزشتہ امتوں کے حالات و

واقعات اور ان پر تبصرہ کا ایک عجیب وغریب اور اچھوتا انسائیکلو پیڈیا، ایک ایسا سمندر جس کی روانی میں کبھی فرق نہ آئے، جس کی تہہ میں ہزار ہا گوہر آبدار اور درہائے یتیم موجود اور علم وحکمت کا ایک نہ ختم ہونے والا لامتناہی سلسلہ ہے، اگر اس کی اتباع کو ترک کر دیا جائے تو پھر عزت وعظمت نام کی کوئی شئے دنیا کے کسی قانون، کسی کتاب، کسی علم وفن اور کسی حکمت وموعظت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: اتباع شریعت کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ چونکہ یہود بے بہبود نے دین موسوی کو ناقابل عمل بنا چھوڑا ہے، اس لئے ہم آپ کو ایک نئی شریعت اس قرآن کریم کی صورت میں دے رہے ہیں، آپ محض اس کی پیروی کیجئے اور کفار ومعاندین کی خواہشات کو در خور اعتناء نہ سمجھیں۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: ترک اتباع کا ایک اور خطرناک نتیجہ

قرآن کریم کی اتباع نہ کرنے کا ایک اور خطرناک نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان کی فطرت سلیمہ مسخ ہو جائے گی، اور انسان اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ کر ان ہی کو اپنا معبود ومطلوب بنائے گا، جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا انکار اور زندگی اور موت کو زمانے کے ساتھ وابستہ کرنے لگ جاتا ہے، یہ بڑی سخت سزا کا مستحق ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: قرآن کریم کا مذاق اڑانے والوں کا انجام

قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہونا تو ایک جرم ہے ہی لیکن جرم بالائے جرم اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ قرآن کریم اور آیات الٰہیہ کا مذاق اڑایا جائے، ایک ادنیٰ عقل والا آدمی بھی یہ سوچ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص بندوں کے بنائے ہوئے قانون کا مذاق اڑانے پر مستحق سزا ہوسکتا ہے تو کیا اللہ کا بنایا ہوا قانون بندوں کے بنائے ہوئے قانون سے بھی گیا گزرا ہے؟ اس کی اتنی بھی اہمیت وحیثیت نہیں جتنی چند لوگوں کے ذہنوں کی سوچ کی قدر وقیمت ہے؟ بہر حال! آج نہ سہی تو کل سہی، قیامت دور نہیں،

انہیں ایسا سخت عذاب دیا جائیگا کہ یاد رکھیں گے اور ہمارے پاس مکمل ریکارڈ محفوظ ہے جس کی بناء پر یہ لوگ کسی بات کی تکذیب بھی نہیں کرسکیں گے۔

سورۂ احقاف کا خلاصہ

دعوت الی القرآن

اس سورت کی وجہ امتیاز یہ ہے کہ دعوت الی القرآن کے بعد مہلت دینا سنت اللہ میں داخل ہے، یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ قرآن کی طرف دعوت دی جائے اور اس کے چند لمحوں یا کچھ ہی عرصے کے بعد اس دعوت پر لبیک کہنے والوں کو جزا اور انکار کرنے والوں کو سزا دیدی جائے، قانون الٰہی میں یہ بات شامل نہیں بلکہ عادت اللہ یہی ہے کہ مدعوین کو کچھ عرصے کیلئے مہلت دیدی جائے تا کہ وہ اچھی طرح اپنے انجام کے بارے غور وفکر کرسکیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: کل شئی مرہون باوقاتہ

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ کام اسی وقت مقررہ پر ہوسکتا ہے نہ ایک لمحہ پہلے اور نہ ایک لمحہ بعد میں، اس لئے کفار کو باوجود یکہ وہ دعوت الیٰ القرآن سے اعراض کر رہے ہیں اور اس میں طرح طرح کے حیلے بہانے تراش رہے ہیں، تباہ و برباد کرنے سے بچائے رکھنا ایک متعین مدت کیلئے ہے، جب وہ مدت متعینہ آ جائیگی تو ان کی رسی کھینچ لی جائیگی۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: ہر ایک اپنے کئے کا بدلہ پائے گا

جس شخص نے دنیا میں نیک اعمال کی زندگی بسر کی، تقوی و طہارت کی راہ اختیار کی، والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا، ان کی دعوت پر ایمان و اسلام سے مشرف ہوا، ایسے لوگ جنتی ہیں جن پر قیامت کے دن کسی قسم کا خوف وغم نہ ہوگا، اور جن لوگوں نے بدعملی کی زندگی گزاری، بدمعاشی کا راستہ اختیار کیا، والدین کو خواہ مخواہ برا بھلا کہا، ان

کی دعوت ایمان کو ''اساطیر الاولین'' (پہلوں کے قصے کہانیاں) قرار دیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا عذاب واجب ہوگا البتہ مہلت دینا عادت اللہ میں شامل ہے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

قوم عاد کے واقعے کو بطور عبرت کے نقل کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی دعوت کو ٹھکرایا، آسمان سے ایک بادل ان پر سایہ فگن ہوا، وہ لوگ اسے بارش سمجھ کر سارے کے سارے اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے، اچانک اس بادل نے آگ برسانا شروع کر دی، اور سب کے سب اسی وقت جل جھلس کر راکھ ہو گئے، ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا، اگر کفار دعوت قرآن سے اعراض کرتے رہے تو ان کا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: عذاب الٰہی سے بچنا ناممکن ہے

جنات کے قبول ایمان و دعوت الی القرآن کو ذکر کر کے انسانوں کو سنایا جا رہا ہے کہ تم سے اچھے تو جنات ہی ہیں، تم اشرف المخلوقات انسان ہو کر بھی اس دعوت کو قبول نہیں کرتے کیا احمقانہ حرکت ہے؟ خیر! کوئی بات نہیں، یاد رکھیں! کہ جس وقت ان پر عذاب الٰہی آن وارد ہوگا تو پھر نوشتہ خداوندی کو مٹانا کسی کے بس کی بات نہیں، وہ وعدہ عذاب جس کی یہ جلدی کیا کرتے تھے، آپہنچے گا البتہ فی الحال انہیں سنت اللہ کے مطابق مہلت دی جاتی ہے۔

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا خلاصہ

تقابلِ اسلام

اس سورت میں جہاں جہاد وقتال کے احکام و مسائل بیان کیے جا رہے ہیں، وہیں اسلام کا کفر و نفاق کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ پیش کرنا بھی مقصود ہے تاکہ ہر ایک کی حقیقت بھی آشکارا ہو جائے اور یہ بھی کہ اگر ان کے درمیان تقابل ہو جائے تو اسلامی احکامات و تعلیمات کیا کیا ہیں؟

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اصول جنگ

مجاہدین اسلام کا جب کافروں سے مقابلہ ہو تو ان سے جی داری کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہئے، انہیں پنپنے کا موقع ہی نہیں دینا چاہئے کہ وہ پینترا بدل کر حملہ آور ہوسکیں بلکہ جب جنگ زوروں پر ہو اور مرنے مارنے کا سلسلہ جاری ہو تو دشمنان دین کو قیدی بنانے کی بھی اجازت ہے، اس کے بعد احسان کے طور پر یا فدیہ لیکر چھوڑنا امیر کی صوابدید پر موقوف ہے، قتل وحبس کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھنا چاہئے جب تک جنگ اپنے ہتھیار نہ رکھ دے اور لڑائی فیصلہ کن مرحلے سے گزر کر تمہارے حق میں نہ ہو جائے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: جنت اور جہنم کی ایک مثالی تصویر

ذرا چشم تصور کو کشادگی بخش کر میرے ساتھ ایک مکان کا معائنہ فرمائیے جس میں ایک بہت وسیع وعریض سرسبز وشاداب باغ ہے اور اس باغ میں ایک نہ دو، پوری چار نہریں نہایت آب وتاب کے ساتھ بہہ رہی ہیں۔

۱۔ ماء خالص (خالص پانی) کی نہر
۲۔ خالص دودھ کی نہر
۳۔ پاکیزہ اور ہر قسم کی گندگی سے پاک شراب کی نہر
۴۔ انتہائی اعلیٰ اور خالص شہد کی نہر

اس منظر کو ہر انسان انتہائی عمدہ، فرحت بخش اور خوبصورت قرار دے گا، دوسری طرف ایک خوفناک اور کریہہ منظر یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک آدمی کو اتنا کھولتا ہوا پانی پلایا گیا کہ وہ اس کی آنتوں کو چیرتا اور کاٹتا ہوا باہر نکل آیا، ظاہر ہے کہ یہ دونوں منظر کبھی برابر نہیں ہوسکتے، اس لئے اس کے حقدار بھی برابر نہیں ہوسکتے، اول الذکر کے حق دار ''جنتی'' اور مؤخر الذکر کے حق دار ''جہنمی'' کے نام سے موسوم ہوں گے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: قرآن کریم میں تدبر کی دعوت

منافقین کی حالت زار یہ ہے کہ وہ ہر وقت اس بات سے لرزہ براندام رہتے

ہیں کہ کہیں ان کا پول نہ کھل جائے اور جہاد وقتال سے ہمیشہ جی چراتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں کبھی تدبر اور غور وفکر کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ ان کی یہ منافقانہ عادات اور خصائلِ رذیلہ ان سے زائل ہوں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں جس سے یہ قرآن کریم کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: کھرے اور کھوٹے میں امتیاز

آیاتِ جہاد وقتال کے نازل ہونے کے بعد جو لوگ جہاد میں شریک ہوتے ہیں، ان میں سے بعض تو دکھاوے کیلئے شریک ہوتے ہیں اور اس لالچ میں کہ فتح ہوئی تو مال غنیمت میں سے حصہ ملے گا اور بعض لوگ سچے اخلاص کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ان کی علامت یہ ہے کہ وہ اطاعت خدا و رسول کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، راہ خداوندی میں ہر وقت مال خرچ کرنے کا موقع تلاش کرتے رہتے ہیں جبکہ منافقین کسی نہ کسی طرح اپنے بخل پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں لیکن ان کے اس بخل کا انہی کو نقصان ہوگا، اصل مقصد تو کھرے اور کھوٹے میں ایسا امتیاز ہے کہ ہر ایک کو نظر آجائے۔

﴿سورۂ فتح کا خلاصہ﴾

بشارت فتح

اس سورت میں اسلام کے فاتح اور کفر کے مفتوح، اسلام کے غالب اور کفر کے مغلوب، اسلام کے عزیز اور کفر کے ذلیل ہونے کی بشارت دی جارہی ہے نیز شرائط فتح بھی اسی سورت کا حصہ ہیں۔

رکوع نمبر۱ کا خلاصہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرفرازی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں دعوت و تبلیغ کرتے ہوئے اور اس راہ میں پیش آمدہ مصائب و مشکلات پر صبر کرتے ہوئے گزارے، پھر چھ سال صلح

حدیبیہ کا معاہدہ ہونے تک گزارے، آپ کی اس محنت کو بارگاہ ایزدی سے شرف قبولیت عطا فرما کر آپ کی سرفرازی کے اعلان کے طور پر چار وعدے کئے گئے۔

۱۔ مغفرت کا اعزازی تمغہ (اعزازی اس لئے کہ آپ کے گناہ ہی نہ تھے تو مغفرت کس بات پر؟)

۲۔ اتمام نعمت

۳۔ ہدایت صراط مستقیم

۴۔ نصر عزیز

اور ساتھ ہی منافقین و مشرکین کے جہنم میں داخلے کا وعدہ بھی کیا جا رہا ہے تا کہ ان کی امیدوں پر اوس پڑ جائے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: مخلفین اور عاجزوں کا ذکر

جو دیہاتی لوگ جہاد میں جانے سے پیچھے رہے، مسلمانوں کی واپسی کے بعد وہ مختلف عذر پیش کریں گے مثلاً یہ کہ مال و اولاد کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں تھا، بیوی بچے گھر میں اکیلے تھے، سواری کا انتظام نہیں ہوسکا وغیرہ اور تقسیم غنیمت کے موقع پر یہ سب سے آگے آگے ہوں گے، بصورت دیگر ان کا الزام یہ ہوگا کہ تم تو ہم سے بہت ہی حسد کرتے ہو، اگر کسی کو مال و دولت مل جائے اور اس کا بھلا ہو جائے تو تمہارا کیا حرج اور بگڑتا ہے؟ ان لوگوں سے بچاؤ کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے پہلے سے کر رکھا ہے چنانچہ ان کا مقابلہ ایک طاقتور جماعت سے ہوگا جو انہیں کچل کر رکھ دے گی، البتہ جو لوگ عاجز ہیں، شریعت نے انہیں ''معذور'' قرار دیا ہے اور ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: بیعت موت کے نتائج

حضرت عثمان غنیؓ کی شان میں اترنے والی یہ آیات پڑھ کر چودہ سو سال پہلے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے جب کہ وہ مکہ مکرمہ میں سفیر بنا کر بھیجے گئے، ان کی شہادت کی خبر مشہور ہونے پر سرکار دو عالم ﷺ نے ببول کے ایک درخت کے نیچے تمام صحابہ کرامؓ سے شہادت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے موت پر بیعت فرمائی، اس کا نتیجہ

یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں پر سکینہ کی ایک کیفیت طاری کر دی اور فتح مکہ جیسی شاندار کامیابی سے سرفراز فرمایا، بہت سی غنیمتوں اور فتح خیبر کا وعدہ فرمایا جو کہ پورا ہو کر رہا۔

رکوع نمبر ۴ کا خلاصہ: مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل

اولاً تو اس رکوع میں مسلمانوں کی سرفرازی کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ عنقریب وہ شہر مکہ جہاں سے انہیں بے بس کر کے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا تھا، وہیں آپ ﷺ اور تمام مسلمان فاتحانہ شان سے داخل ہوں گے، نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہاں کوئی دم مارنے والا ہوگا، ایسے حالات میں مسلمانوں کے لئے دستور العمل یہ ہے کہ حضور ﷺ کی معیت میں رہنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ آپس میں بڑے رحمدل اور کفار پر بہت سخت ہوتے ہیں، رکوع و سجود اور دیگر عبادات کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنے میں ایسے کوشاں رہتے ہیں کہ پیشانی پر کثرت سجود کے سبب نشان پڑ جاتے ہیں، اللہ ان سے راضی ہو، اور وہ اللہ سے راضی ہوں۔

سورۂ حجرات کا خلاصہ

مسلمانوں کے باہمی تعلقات

اس سورت میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا دستور العمل بیان کیا جا رہا ہے اور طرز معاشرت کا ایک مثالی نمونہ و تصویر ذکر کی جا رہی ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے ایک پر سکون اور آرام دہ معاشرہ کی تصویر ابھرتی ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسلمانوں کے تین قسم کے احوال

اس رکوع میں مسلمانوں کے تین احوال ذکر کر کے ان کے ساتھ باہمی تعلقات کی استواری کے سنہرے اصول بتائے گئے ہیں۔

۱۔ عام مسلمانوں کا اپنے امیر کے ساتھ مودبانہ رویہ ہونا چاہئے، اس کے سامنے

باآواز بلند کوئی بات نہ کریں، ان کا نام لے کر نہ پکارا جائے، اگر وہ گھر میں موجود ہوں تو ان کے باہر نکلنے کا انتظار کیا جائے، آوازیں دے کر باہر نکلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

۲۔ جو لوگ مرکز اسلام سے دور ہیں، اگر ان کی کوئی خبر آئے تو تحقیق کئے بغیر اس پر آنکھیں بند کر کے فیصلہ اور عمل کی راہ متعین نہ کی جائے ورنہ بڑا فساد اور نقصان ہوسکتا ہے۔

۳۔ جو لوگ رہتے تو مرکز اسلام میں ہیں لیکن باہم دست و گریبان ہیں، ان کے درمیان صلح کروائی جائے، اگر پھر بھی بات نہ بنے تو ان میں سے باغی گروہ کا قلع قمع اور کلی استیصال کرنے کی تمہیں مکمل اجازت ہے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: طرز معاشرت

مسلمانوں کا باہمی طرز معاشرت ایسا ہونا چاہئے کہ کسی وجہ سے بھی باہمی تعلقات میں کشیدگی کی نوبت نہ آنے پائے۔ مثلاً کسی کا مذاق نہ اڑایا جائے، طعنے نہ دیئے جائیں، برے ناموں اور غلط القاب سے نہ پکارا جائے، بدگمانی سے کلی اجتناب برتا جائے، کسی کے عیب اور تجسس میں نہ لگا جائے، غیبت سے مکمل احتیاط برتی جائے، اور تقوی والی زندگی گزاری جائے کیونکہ اللہ کے یہاں فضیلت اور عزت و تکریم کا دارومدار تقوئ پر ہے، مالداری اور قوت و شوکت پر نہیں۔

سورۂ قٓ کا خلاصہ

اثبات یوم المجازاۃ

اس سورت میں قیامت اور اس دن کی ہولناکی کو مکمل طور پر واضح کرتے ہوئے قانونِ جزاء و سزاء کو دلائل سے ثابت کیا جا رہا ہے نیز جزاء اور سزاء کی بھی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی گئی ہے تا کہ سمجھنے والا اچھی طرح سمجھ جائے اور شپرۂ چشم پر اتمام حجت ہو جائے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسئلہ رسالت میں شک

کفار و مشرکین کو اس بات سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس جو ڈرانے والا آیا ہے، وہ ان ہی میں سے ہے اور اس تعجب کی وجہ سے وہ مسئلہ رسالت میں شک کرتے ہیں لیکن اگر یہ لوگ قرآن کریم میں غور وفکر کرتے تو انہیں مسئلہ رسالت میں کسی قسم کا شک نہ رہتا اور اس کی بھی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ قیام قیامت اور مجازات اعمال کے منکر ہیں، اگر یہ لوگ امم سابقہ کی تباہی اور اس کے اسباب پر غور وفکر کرتے تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ وہ کس قدر بے راہ روی کا شکار ہیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: بدلے کی تیاریاں

یہ لوگ تو بدلہ ملنے کے قائل نہیں اور ہم اس میں کسی قسم کی کوتاہی کرنے کو مائل نہیں، ہم نے تو اس کے بڑے وسیع انتظامات کر رکھے ہیں، کندھوں پر دو فرشتے ہر ہر حرکت نوٹ کرنے کیلئے بٹھا رکھے ہیں، اعضاء و جوارح کو بھی جاسوسی پر لگا رکھا ہے، منہ سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کی ریکارڈنگ ہوتی ہے جس کی فلم ساتھ ساتھ تیار ہوتی جا رہی ہے اور قیامت میں کروڑہا انسانوں کے سامنے اسے منظر عام پر لایا جائیگا، اس وقت ضال اور مضل ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے لیکن اس مخاصمت سے انہیں کوئی نفع نہ ہوگا۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: جنت اور جہنم

قیامت کے دن جہنم کا غیظ و غضب کفار و مشرکین کی بدحواسی میں مزید اضافہ کر دے گا، اس پر مستزاد یہ ہوگا کہ جہنم کا پیٹ ہی نہیں بھرے گا، مشرکین اس میں گرتے جائیں گے اور جہنم میں اپنے اپنے ''مقام ناز'' پر فائز ہوتے جائیں گے لیکن اربہا انسانوں کو ہضم کرنے کے باوجود جہنم کو ڈکار بھی نہیں آئیگی تا آنکہ قدرت خداوندی اس کا پیٹ بھر دے، اور دوسری طرف جنت میں ہر قسم کی نعمتوں کی فراوانی ہوگی، اس کے حصول کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالخصوص اور عامۃ المسلمین کو بالعموم ''تعلق مع اللہ'' کی درستگی

اور شب و روز صوم وصلوۃ کی پابندی کا تاکیدی حکم دیا جا رہا ہے۔

﴿سورۂ ذاریات کا خلاصہ﴾

جزائے اعمال یقینی ہے

اس سے قبل دعوت الی التوحید اور دعوت الی القرآن وغیرہ موضوعات کو اس کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک عاقل وفہیم آدمی کیلئے اسے سمجھنے میں کوئی رکاوٹ بشرطِ انصاف باقی نہیں رہی، اب قیامت اور اس دن ہونے والی جزا اور سزاء کے اثبات اور اس کی یقین دہانی کرانے کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: تعلق باللہ کی درستی پر جزاء

اللہ تعالیٰ اہل عرب کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے مختلف قسمیں کھا کر وقوعِ قیامت کو ثابت فرما رہے ہیں کہ یہ دن واقع ہو کر رہے گا، اس دن جن لوگوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست نہ ہوگا وہ جہنم میں گرفتار ہوں گے اور تہجد گزار، شب زندہ دار، صوم وصلوۃ کے پابند اور حقوق مالیہ ادا کرنے والے جنت کی نعمتوں میں شاداں وفرحاں ہوں گے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: تذکیر بایام اللہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا تذکرہ کرنے کے بعد حضرت لوط، موسیٰ، ہود اور صالح علیہم السلام کی اقوام کا واقعہ سنا کر بتایا جا رہا ہے کہ ان کے اعمال سیہ کی پاداش میں ان پر عذاب الٰہی آ کر رہا، اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا خواہ دنیا میں تھوڑا ملے لیکن آخرت میں ضرور پورا ملے گا۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: جن وانس کی تخلیق کا مقصد

آسمان کو چھت بنا کر، زمین کو فرش بنا کر، چاند اور سورج کا نظام قائم فرما کر ان تمام کو انسان کی خدمت میں لگا دیا گیا اور انسان کو اپنی خدمت کا منصب جلیل عطا

فرمایا گیا ہے، اس اعتبار سے انسان خادم بھی ہے اور مخدوم بھی، اپنے سے ماتحت مخلوقات کا مخدوم اور اپنے سے برتر و بالا خالق کا خادم، اب اگر وہ رب جلیل کی عبادت و خدمت سے منہ موڑ کر مخلوق و مصنوع کی عبادت میں لگ جائے تو یہ ''قلبِ موضوع'' کی بدترین مثال ہے کہ خادم مخدوم بن گیا اور مخدوم خادم بن گیا۔

سورۂ طور کا خلاصہ

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

سورۂ طور میں جہاں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ہر ایک کو اپنے کیئے کا بدلہ ملے گا، اسی طرح دعوت وتبلیغ کا تاکیدی حکم بھی اسی سورت کا ایک حصہ ہے اور اس میں وہ امور بھی بیان کئے گئے ہیں جو کفار و مشرکین کے خیال میں عذر شمار ہوتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: عذاب اور یوم عذاب

اللہ تعالیٰ پانچ قسمیں کھا کر فرما رہے ہیں کہ عذاب الٰہی واقع ہو کر رہے گا اور یوم عذاب وہ ہوگا جب آسمان تھرتھرانا اور لرزنا شروع ہو جائیں گے، پہاڑ اپنی فطرت کے برخلاف ''چلنا'' شروع ہو جائیں گے، وہ دن کفار و مشرکین کیلئے کسی قسم کی خیر و برکت لیکر نہیں آئیگا بلکہ اس دن انہیں جہنم کی آگ میں بے یار و مددگار دھکیل دیا جائیگا اور وہی دن متقین کیلئے ایک یادگار دن ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے، ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بادشاہوں کی طرح ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، بیویاں ''حورعین'' ہوں گی اور رب رحیم کی خوشنودی و رضامندی تمام نعمتوں پر بھاری ہوگی۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: حکم تبلیغ اور موانع ایجاب

حضور ﷺ سے کہا جا رہا ہے، کہ آپ دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہیں، اس کام کے کرنے سے آپ کاہن بنیں گے اور نہ ہی مجنون، کفار تو اس قسم کی بکواس کرتے ہی رہتے ہیں کبھی آپ کو شاعر کہہ دیتے ہیں اور کبھی قرآن کریم کو گھڑی ہوئی کتاب قرار

دیدیتے ہیں، کبھی وجود وضرورت خالق سے منکر ہو جاتے ہیں اور کبھی اللہ کیلئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔

ذرا بتائیں تو سہی کہ ان کے پاس اللہ کی رحمت کے خزانے موجود ہیں جو وہ رب سے بے نیاز ہیں، یا ان کے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ اپنے متعلق آسمانی احکام خود معلوم کر آتے ہیں؟ یا فیس اور معاوضے کے ڈر سے اسلام سے منحرف ہو رہے ہیں؟ یا وہ کوئی ایسا داؤ پیچ لڑانا چاہتے ہیں جس سے اسلامی تعلیمات کو نقصان پہنچایا جا سکے؟ یاد رکھیں! کہ ان کا داؤ پیچ ان پر ہی الٹا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ اسلام کی تبلیغ میں ساری رکاوٹیں دور کر کے اپنے دین کو سر بلندی نصیب فرمائیگا۔

سورۂ نجم کا خلاصہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت مرتبت

حضور نبی مکرم، سرور دو عالم، وجہ تخلیق عالم، رحمتِ عالم، سراپا ہدایت وابر کرم، سید ولد آدم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشرف المخلوقات، افضل الاصناف، اکرم القبائل، اعظم الانساب اور اللہ تعالیٰ کے یہاں انتہائی اعلیٰ اور معزز رتبہ کے حامل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی جسدِ جسمانی کے ساتھ ''معراج'' کا شرف حاصل ہوا اور اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار رب العالمین سے لطف اندوزی کا موقع ملا، اس اعتبار سے آپ کے اقوال بھی اعلیٰ درجے کے حامل ہوں گے اور اقوال میں سب سے اعلی درجہ ''وحی'' کا ہے اس لئے آپ کے اقوال بھی وحی ہوئے اور ان پر بھی عمل ضروری ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: ارشادات نبویہ علی صاحبھا الوف سلام وتحیہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو معمولی نہ سمجھا جائے، وہ بھی اللہ کی وحی ہیں جن میں معانی اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں اور الفاظ کا ذخیرہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے جاری ہوتا ہے جبکہ کفار ومشرکین کے معتقدات محض ظنی، تخمینی اور اٹکل پچو باتیں ہیں جن کی علمی دنیا میں کوئی قدر وقیمت نہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: کفار کا مبلغ علم

آیات قرآنیہ سے منہ موڑ کر، احکام الٰہیہ سے روگردانی کر کے اور حضور ﷺ کی تکذیب کر کے ماشاء اللہ ان کے علم میں اس قدر اضافہ ہوگیا ہے کہ یک بیک ان پر نئے نئے انکشافات ہونے لگے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فرشتے عورتیں ہیں اور بعض احمق تو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور اتنے بڑے دعویٰ کی ان کے پاس کوئی ایسی دلیل بھی نہیں جس کی حیثیت صرف پرِ کاہ کی ہی ہو۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: محنت کا بدلہ مل کر رہے گا

جس انسان نے جس عمل میں جس قدر کوشش کی ہوگی، اس کے بقدر ہی اسے بدلے ملے گا خواہ اس کی کوشش نیکی کے کاموں میں ہو یا بدی کے کاموں میں، چنانچہ حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کی مثال بھی موجود ہے اور عاد و ثمود کے واقعات بھی نشانِ عبرت بنے ہوئے ہیں، جس کو جس رخ پر میلان ہو، اسی قسم کے نتیجے کی امید بھی رکھے۔

﴿سورۂ قمر کا خلاصہ﴾

دفع استبعاد قیامت

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت نظام عالم کے درہم برہم ہو جانے کا نام ہے، اگر حضور ﷺ کے معجزہ شق القمر سے اس نظام عالم کا ایک انتہائی اہم اور بڑا رکن (چاند) شکست خوردہ ہوسکتا ہے تو اس کائنات کے پورے نظام میں اختلال کی کیفیت کا واقع ہونا کوئی امر مستبعد نہیں۔

رکوع نمبر۱ اور۲ کا خلاصہ: معجزۂ شق القمر

قرب قیامت کی ایک بڑی دلیل چاند کا دو ٹکڑے ہو کر پھر آپس میں مل جانا ہے جو حضور ﷺ کی نبوت پر بھی ایک روشن دلیل ہے، اس کے علاوہ اور بہت سے

معجزات بھی ہیں جو ذات اقدس ﷺ سے صادر ہوئے لیکن یہ لوگ انہیں سحر کہہ کر چل دیتے ہیں اور آخرت کے انجام سے بے خوف و خبر رہتے ہیں، ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط نے بھی اپنے انبیاؑ کی تکذیب کی تھی اور دنیا میں بھی آخرت کی سزا کا کچھ مزہ چکھ لیا تھا۔

چنانچہ قوم نوح کو ایک ہمہ گیر طوفان نے اپنی موجوں میں گم کرلیا، قوم عاد کو سات رات اور آٹھ دن کی مسلسل ہوا کے تھپیڑوں نے حواس باختہ کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا، قوم ثمود کو تو ایک چنگھاڑ ہی نے ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیا، قوم لوط کو آسمان پر اٹھا کر زمین پر پٹخ کر ان کا سرمہ بنا دیا گیا، اور ابھی آخرت کی سزا باقی ہے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: ہزیمت کفار کا وعدہ

آل فرعون کے پاس بھی بہت سے انبیاء و رسل آئے تھے، انہوں نے ان سب کی تکذیب اور تردید کی، ہم نے انہیں اپنے طاقتور پنجے میں گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی، موجودہ کفار بھی عنقریب شکست خوردہ ہو کر بھاگیں گے لیکن بھاگ کر جائیں گے کہاں؟ آخر قیامت بھی کوئی دور نہیں، وہ تو دو انگلیوں کے مابین فاصلے کی طرح ہے جو عنقریب واقع ہوا چاہتی ہے۔

سورۂ رحمٰن کا خلاصہ

نعمائے الہیہ

قرآن کریم کی اس زینت میں جن و انس کو پروردگار عالم کی مختلف نعمتیں یاد دلا کر انہیں سرکشی، بغاوت اور کفر و نفاق سے روکا جا رہا ہے اور ایمان، عمل صالح اور اطاعت کی طرف راغب کیا جا رہا ہے تاکہ دنیوی نعمتوں کے ساتھ ساتھ آخرت کی نعمتوں سے بھی لذت اندوز ہوسکیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ

شمس و قمر کا ایک حساب سے چلنا، نجم و شجر کا بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہونا،

آسمان کی رفعتیں اور زمین کے میوہ جات، مشرقین و مغربین کی ملکیت، دو سمندروں (کھاری اور میٹھے پانی) کا حیرت انگیز سنگم، اس میں موتیوں اور مرجان (مونگا) کو رکھ دینا اور پہاڑ جیسی کشتیوں کا اس میں رواں دواں ہونا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کی نشانیاں ہیں جو انسان کو وجود و ضرورت خالق پر راغب و قائل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: کل من علیہافان

سطح زمین پر بسنے والے کسی بھی جاندار کو بقاء و دوام نہیں، اس نے فنا کے گھاٹ اترنا ہے، موت کا پیالہ منہ سے لگانا ہے، اس کے بعد کسی کو پیشانی کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، چہرے پر پھٹکار برستی ہوگی اور مجرم اپنے چہرے ہی سے شناخت کرلیا جائے گا۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: انعام الٰہی

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو برمحل صرف کیا، ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا، قیامت کے دن عالی شان باغات میں ہوں گے، خیموں میں بند حورعین سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں گے، رضائے رب سے ہر وقت سرشار رہیں گے، جو چاہیں گے وہی پائیں گے، اس قدر نعمتوں کا تذکرہ سن کر تو کافروں کے منہ میں بھی پانی آ گیا ہوگا، پھر انکار اور ہٹ دھرمی سے کیا حاصل؟

﴿سورۂ واقعہ کا خلاصہ﴾

قیامت کے دن انسانوں کی تین قسمیں

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن پوری کائنات کے انسان تین قسموں میں منقسم ہو جائیں گے جن میں سے دو قسمیں تو نجات یافتہ ہوں گی اور ایک قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔

۱۔ اصحاب الیمین (دائیں ہاتھ والے)

۲۔ مقربین

۳۔ اصحاب الشمال (بائیں ہاتھ والے)

اول الذکر دو گروہ نجات یافتہ ہوں گے اور موخر الذکر فرقہ ہلاکت کے گڑھے میں گر جائے گا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: نجات یافتہ افراد اور ان کی ضیافت

اولاً تو اس رکوع میں اجمالی طور پر مذکورۃ الصدر تین قسمیں دہرائی گئی ہیں پھر اس کے بعد مقربین اور اصحاب الیمین کا انجام ذکر کیا جا رہا ہے کہ ''مقربین'' جڑاؤ تختوں پر آمنے سامنے تکیے لگائے ہوئے جنت کو رونق بخش رہے ہوں گے، آبخورے اور شراب طہور سے بھرے ہوئے جام لئے ہوئے ہر وقت نوعمر خوبصورت غلام موجود ہوں گے، میوہ جات، پرندوں کا گوشت، ایسی خوبصورت آنکھوں والی زوجہ محترمہ گویا کہ تہہ بہ تہہ رکھے ہوئے خوبصورت موتی ہوں اور سلام کے علاوہ کوئی لغو اور بیہودہ بات نہ سنیں گے۔

اور اصحاب الیمین بے کانٹوں کی بیریوں، گتھے ہوئے کیلوں، لمبے اور طویل سایوں، عمدہ پانی کی خوبصورت آبشاروں، باافراط میوؤں اور اونچے بالا خانوں میں اپنی ہم عمر کنواری ازواج محترمات کے ساتھ لطف اندوز ہوں گے۔ سبحان اللہ کیا خوب منظر ہوگا؟

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: اصحاب الشمال کا ذکر

اس رکوع میں اصحاب الشمال کا ہولناک اور خوفناک انجام ذکر کیا جا رہا ہے کہ انہیں کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ دھوئیں کے ذریعے اذیت دی جائے گی کیونکہ قبل ازیں خوشحالی کے زمانے میں انہوں نے شرک عظیم کا ارتکاب کیا تھا اور قیامت کا انکار کیا تھا، اب انہیں مہمان نوازی کے طور پر کھانے میں ''زقوم'' (انتہائی کانٹے دار درخت) اور پینے میں کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: اعادۂ اقسام ثلثہ

خلاصہ کلام کے طور پر آخر میں پھر ان تینوں اقسام کا ذکر کر کے انجام کار کو دوبارہ دھرایا جا رہا ہے تا کہ ہر انسان اپنا ٹھکانہ طے کر لے کہ اسے کہاں جا کر بسنا چاہئے؟

﴿سورۂ حدید کا خلاصہ﴾

اخذ میثاق

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ سے پکا وعدہ کر کے آیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے گا لیکن دنیا میں آنے کے بعد بعض لوگ اس وعدے کو وفا کر کے دکھاتے ہیں اور مومنین و اصحاب الجنہ کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں اور بعض لوگ وعدہ خلافی کر کے کفار و اصحاب النار کے اعزاز سے ''معزز'' ہوتے ہیں اور بعض لوگ ذوجہین (تین میں نہ تیرہ میں) کا مصداق ہوتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: حصول عزت وغلبہ کے دو اصول

اگر تم عزت اور غلبہ چاہتے ہو تو ان دو رہنما اصولوں پر عمل کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں عزتیں اور کامیابیاں نصیب فرمائے گا۔

۱۔ فناء فی اللہ۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع کر کے ان کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے بے چین و بے قرار رہنا۔

۲۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کرنا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: انفاق اور ترک انفاق کا نتیجہ

جو لوگ راہ خداوندی میں اپنا مال خرچ کرنا اپنے لئے سعادت اور خوش بختی سمجھتے ہیں، یہ مال واقعۃً ان کے لئے خوش کن ثابت ہوگا چنانچہ آخرت میں جب ہر ایک پر اس کی بداعمالیوں کا اندھیرا چھایا ہوا ہوگا، اس وقت یہ عمل ان کے لئے مینارہ نور

بن کر ظاہر ہوگا اور دنیا میں تو یہ ترقی ایمان کا سبب ہے ہی اور جو لوگ راہ خداوندی میں مال خرچ کرتے ہوئے گھبراتے ہیں مال ان کی جیب سے کیا نکلتا ہے گویا کہ ان کے جسم سے روح نکل جاتی ہے ایسے لوگ دنیا میں منافق اور آخرت میں نور ایمانی سے محروم ہوں گے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: ترک انفاق کا ایک اور خطرناک نتیجہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا انتہائی خطرناک نتیجہ ایک یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں ملوث ہو کر دنیا ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے، پھر اسے باہمی تفاخر کے لئے مال و دولت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے عورت کی بھی، اور انسان دین سے ہٹتے ہٹتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ دین سے بیگانہ ہو جاتا ہے اس لئے اس دنیا کو چھوڑ کر رب رحیم کی مغفرت اور جنت کی طرف مسابقت کرو۔

رکوع نمبر۴ کا خلاصہ: رہبانیت ایک بدعت

اس رکوع میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ خلق اللہ کے اوپر ہمیشہ دست شفقت و رحمت، رافت و راحت رکھنا چاہئے اور جو قانون اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس قانون کو بدعات کے اختلاط سے بچایا جائے جیسا کہ سابقہ امتوں نے اپنی کتاب ہدایت میں اپنی طرف سے ''رہبانیت'' کو شامل کر لیا اور دین کا حصہ بنا کر اس پر مصر ہوئے۔

﴿سورۂ مجادلہ کا خلاصہ﴾

مسلمانوں کی تربیت کا ایک پروگرام

اسلام سے قبل شوہر اپنی بیوی سے ظہار (اسے اپنی محرمات کی پشت کی طرح حرام قرار دے) کر اس سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرتا تھا، زمانۂ اسلام میں عورت کی ایک قرار واقعی حیثیت تسلیم کر کے اس کے لئے کفارۂ ظہار مقرر کیا گیا، کسی کے ساتھ سرگوشی کرنے کے احکامات متعین کئے گئے، حضور ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور

آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ خیرات کا عارضی حکم دیا گیا جس میں مسلمانوں کی تربیت مقصود تھی۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: کسی کے ''کہنے'' سے کچھ نہیں ہوتا

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر کے انہیں اپنی محرمات کی طرح اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں، ان کے کہنے سے وہ عورتیں ان کی ''ماں'' نہیں بن جائیں گی البتہ اس نے اپنے منہ سے جو یہ بیہودہ جملہ نکالا ہے اس کی سزا اسے ضرور ملے گی اور وہ یہ کہ بیوی کے قریب جانے سے پہلے ایک غلام کو آزاد کرے یا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو (پہلی دو شرطوں میں سے کسی کے پورا نہ ہو سکنے کے بعد) کھانا کھلائے تاکہ آئندہ زبان سنبھال کر بات کرے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: حاضر و ناظر ذات

اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے اس لئے اعمال میں ''جان'' پیدا کرنے کی ضرورت ہے، گناہوں کے کاموں کے لئے سرگوشی سے بچا جائے اور محض نیکی کے کاموں میں سرگوشی کی اجازت ہے۔ مجلس میں کسی نئے آدمی کے آنے پر جگہ کشادہ کی جائے، حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری دل و جان سے کی جائے۔

رکوع نمبر ۳ کا خلاصہ: خدا پرست جماعت کی خصوصیت

جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان و یقین کی دولت سے سرشار ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ کبھی بھی محبت و مودت کا معاملہ نہیں کر سکتے خواہ وہ ان کے آباؤ اجداد اور بھائی بھتیجے ہی کیوں نہ ہوں، بالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ انہیں اپنے نسبی تعلقات اور دنیاوی مصلحتوں سے کہیں بڑھ کر اپنا ایمان پیارا اور عزیز ہوتا ہے، دنیا میں اس ایثار و قربانی کا بدلہ آخرت میں عمدہ باغات اور ''رضوان رب'' کی صورت میں دیا جائے گا۔

سورۂ حشر کا خلاصہ

بقاء سلطنت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی ظاہری بے سروسامانی کے باوجود حکومت و سلطنت عطا فرمائی ہے اس لئے اس کی حفاظت کرنا ان کی ذمہ داری ہے اور اس سلطنت کی بقاء ''انتظامی امور میں کسی بھی قسم کی خلل اندازی سے بچاؤ'' پر ہی ممکن و استوار ہے ورنہ استحکام و بقاء سلطنت کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

رکوع نمبر۱ کا خلاصہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رسالت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی شان عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کام کا کسی کو حکم دیں، اسے اس پر بلا کھٹکے اور بغیر سوچے عمل کرنا ضروری ہے اور جس کام سے روکیں، اس سے باز رہنا بھی نہایت ضروری ہے، اس موقع پر ہر قسم کی قیل وقال اور لیت ولعل سے گریز کیا جائے، مال فئی وغنیمت کی تقسیم بھی آپ کی مرضی پر منحصر ہے، اس میں اپنا استحقاق جتانا ٹھیک نہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: منافقین کے احوال

مسلمانوں کے درمیان باہمی عداوت، شقاوت اور زوال سلطنت کا سب سے بڑا سبب ''منافقین'' ہیں جو بظاہر مسلمانوں کے بہی خواہ اور وفاداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کرواتے ہیں لیکن پس پردہ مسلمانوں کے خلاف اپنے دلوں میں کینہ اور عداوت بھرے ہوئے ہیں اور کفار سے یہ معاہدہ کر رہے ہیں کہ اگر تمہیں اس شہر سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم بھی تمہاری مدد کریں گے لیکن یہ جھوٹے دعوے اور وعدے ہیں جن پر یہ منافقین کبھی پورے نہیں اتر سکتے، مسلمانوں کو ان سے خوب بچ کر رہنا چاہئے۔

رکوع نمبر۳ کا خلاصہ: قرآن کریم کی عظمت شان

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بلا استحقاق قرآن کریم جیسی اتنی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے کہ اگر اس کا نزول پہاڑوں پر بھی ہوتا تو وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو کر غبار راہ بن جاتے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب لاریب سے جو انہیں بوساطت نبی لاعیب کے حاصل ہوئی ہے، خوب استفادہ کریں اور راہ استفادہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس حسن عقیدت اور اس کی طاقت وشوکت کے علم کی ضرورت ہے اسے ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں۔

﴿سورۂ ممتحنہ کا خلاصہ﴾

کفار کا بائیکاٹ

اس سورت میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ دوستی سے منع کیا جا رہا ہے نیز وہ اسباب اور وجوہات بھی زیر تکلم آئی ہیں جن کی بناء پر کفار سے مقاطعہ (بائیکاٹ) اور الگ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: اسباب مقاطعہ

اس رکوع میں کفار کے ساتھ مقاطعہ کے چار اہم اسباب پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

۱۔ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔
۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں۔
۳۔ قرآن کریم اور اس کی تعلیمات کے دشمن ہیں۔
۴۔ خود تمہارے بھی دشمن ہیں۔

پھر اس قسم کے لوگوں سے دوستی قائم کرنا اور قائم رکھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اس سلسلے میں تم اسوۂ ابراہیمی کی پیروی کرو جنہوں نے اپنے باپ تک کو راہ خدا میں

فراموش کردیا۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: اقسام کفار

اس رکوع میں کفار کی دو قسمیں بیان کی جارہی ہیں۔

۱۔ جن کے ساتھ دوستی ناجائز ہے۔

۲۔ جن کے ساتھ لڑائی ناجائز ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کو جلاوطن کیا اور ان سے قتال کیا ان سے دوستی ناجائز ہے اور جن لوگوں نے اس قسم کے معاملات میں اول الذکر گروہ کا ساتھ نہیں دیا ان سے لڑائی ناجائز ہے جب تک وہ اپنے حال پر برقرار رہیں، نیز یہ کہ مومن مہاجر عورتوں سے امتحان لے کر نکاح کی اجازت ہے اور حضور ﷺ کو مندرجات آیت پر عورتوں سے بھی بیعت لینے کی اجازت ہے۔

سورۂ صف کا خلاصہ

فرائض مجاہدین

ہر قوم میں تین جماعتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ اہل علم ۲۔ اہل دولت ۳۔ سرفروش ومجاہدین

اگر یہ تینوں جماعتیں اپنے اپنے فرائض صحیح طور پر سرانجام دیتی رہیں تو وہ قوم زندہ جاوید رہتی ہے ورنہ تباہی کے گڑھے میں گر جاتی ہے، اس سورت میں مجاہدین اور سرفروشوں کے فرائض بیان کئے جارہے ہیں۔ سورہ جمعہ میں اہل علم کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جارہی ہے اور سورۂ منافقون میں اہل دولت کے فرائض واضح کئے جارہے ہیں۔

رکوع نمبر۱ کا خلاصہ: احب الاعمال

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ”جہاد فی سبیل اللہ“ ہے جس کا

میدان مخالفین اسلام کے سر ہیں، جب تک اسلام کو مکمل غلبہ حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک ''جماعت سرفروشان'' کو چین سے نہ بیٹھنا چاہئے بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ لرضاء اللہ اور جہاد میں مشغول رہے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: جزاء احب الاعمال

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد تیسرے نمبر پر جہاد فی سبیل اللہ ایک ایسی چیز ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے بعد نجات قطعی اور یقینی ہے انشاء اللہ اور اس کے ساتھ جنات عدن، دشمنوں کے مقابلے میں فتح و نصرت اور رب عرش عظیم کی رضا مندی بھی جہاد کا لازمی نتیجہ اور ثمرہ ہیں۔

سورۂ جمعہ کا خلاصہ

فرائض اہل علم

اس سورت میں اہل علم کے فرائض اور ان کی ذمہ داریاں واضح کی جا رہی ہیں جیسا کہ سورۂ صف میں گزرا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: علماء کرام کی ذمہ داریاں

اس رکوع میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار فرائض بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ تلاوت آیات
۲۔ تعلیم کتاب
۳۔ تزکیہ نفوس
۴۔ تعلیم حکمت

تو علماء کرام جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں، ان کے بھی یہی فرائض ہیں جنہیں ادا نہ کرنے کی صورت میں وہ اور جہلاء برابر ہیں۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: یوم تبلیغ قرآن

قرآن کریم کے احکامات کی تبلیغ اور اشاعت وترویج کا دن ''جمعۃ المبارک'' ہے جس میں عقائد، فضائل، مسائل، قصص، عبر، امثال اور تواریخ سے مسلمانوں کو روشناس کرایا جائے گا اور گمراہ فرقوں سے دور رکھنے کی تدابیر پر عمل کیا جائے گا اس لئے ہر مسلمان کواس میں شریک ہوکران احکامات کوسیکھنا چاہیئے۔

سورۂ منافقون کا خلاصہ

اہل دولت کے فرائض

اس سورت میں مالداروں اور دولت مندوں کے فرائض اور ذمہ داریاں متعین کی جارہی ہیں جیسا کہ عنقریب گزرا۔

رکوع نمبرا کا خلاصہ: منافقین کی علامت

جولوگ دولت وثروت سے مالا مال ہونے کے باوجود وسعت اور گنجائش کے باوصف راہ خداوندی میں اپنا مال خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں، ان پر نفاق کا حکم عائد ہوتا ہے۔ ورنہ مؤمنین مخلصین تو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے نہیں ڈرتے۔

رکوع نمبر۲ کا خلاصہ: تلقین بیداری

اس رکوع میں مسلمانوں کو ہوشیار کیا جارہا ہے کہ وہ مال ودولت اور اولاد کے چکر میں پھنس کر اپنے آپ کو ہلاکت کے تباہی خیز گڑھے میں گرنے سے بچائیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو بیدار رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان حملہ کرے اور کامیاب ہو جائے، پھر بعد میں تم اللہ سے مہلت کی درخواست کرتے پھرو جوظاہر ہے کہ قبول نہیں ہوسکتی۔

﴿سورۂ تغابن کا خلاصہ﴾

فوزِ عظیم

حضور ﷺ کی کامل ومکمل اتباع میں اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی کامیابیوں کا راز پنہا فرما رکھا ہے، دنیا میں تو ہر ایک کی زندگی گزر ہی جاتی ہے، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جو وہاں کامیاب ہوگیا وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو وہاں ناکام رہا وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: فیصلہ کا دن

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف تو عطا کیا ہی ہے، احسن المخلوقات ہونے کا تمغہ بھی اس کی پیشانی پر سجایا ہے لیکن محض اتنی بات سے اسے عنداللہ کوئی مقبولیت اور فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ قیامت کے دن ''جو کہ فیصلہ کا دن ہے'' اصل دارومدار اتباع رسول پر ہوگا۔ جن لوگوں نے اپنی زندگیوں کو اتباع رسول سے سجایا، ان کیلئے بڑی کامیابی کی خوشخبری ہے اور جن لوگوں نے آیات الٰہیہ کی تکذیب کی، اطاعت رسول سے منہ موڑا وہ ہمیشہ کیلئے جہنم کا تر نوالہ بن گئے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: مال و اولاد کی آزمائش

مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ دنیا اور اس کی آرائش و زیبائش میں جی مت لگاؤ ورنہ جب تم بھی اس دنیا کے حملوں سے زخمی ہو کر عالم جاودانی کی طرف کوچ کرو گے تو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اس لئے مال و دولت اور بیوی بچے جو کہ ایک امتحان اور آزمائش کے طور پر تم پر مسلط کئے گئے ہیں، ان کے متعلقہ حقوق ادا کرتے رہو، اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

سورۂ طلاق کا خلاصہ

حقوق اللہ میں ترمیم روا نہیں

اس سورت میں یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ حقوق اللہ میں کسی طرح کی ترمیم و تنسیخ کا حق سوائے شارع کے اور کسی کو حاصل نہیں نیز حقوق العباد کا بھی یہی حکم ہے، اس لئے اس سورت میں جو احکام و مسائل بتائے جا رہے ہیں ان پر پورا پورا عمل ضروری ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مسائل طلاق

اس رکوع میں طلاق کے متعدد و مختلف احکام و مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں مثلاً

۱۔ طلاق طہر میں دی جائے اور عدت خاوند کے گھر میں بسر کی جائے۔

۲۔ جب طلاق رجعی کی عدت ختم ہونے کے قریب ہو تو رجوع کر لیا جائے یا پھر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا جائے، اول صورت میں گواہ مقرر کر لئے جائیں۔

۳۔ آئسہ عورت کی عدت تین ماہ، حاملہ کی عدت وضع حمل اور حائضہ کی عدت تین حیض ہے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: حقوق اللہ میں ترمیم کا نتیجہ

قبل ازیں جن امم سابقہ نے اللہ و رسول کے احکامات سے روگردانی کی، اس میں تحریف اور ترمیم و تنسیخ کے درپے ہوئے انہیں سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑا، اسی طرح جو لوگ حقوق العباد میں ایسا کریں گے وہ بھی عذاب الیم کے مستحق ہوں گے۔

سورۂ تحریم کا خلاصہ

فرائض منصبی کی ادائیگی

انسان کو جو فرائض منصبی سپرد کیے جائیں، اسے وہ انتہائی خوشدلی اور پوری تندہی کے ساتھ انجام دینے چاہئیں اور اس میں کسی چیز کو بھی مخل نہیں ہونے دینا چاہیے جیسا کہ انبیا علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: جہنم کی آگ سے بچو اور بچاؤ

اگر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات بھی منصبی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ بنیں ''جو کبھی نہ ہوا'' تو انہیں بھی طلاق دیدی جائے کیونکہ منصب نبوت انتہائی رفیع مقام ہے، اس کی ذمہ داریاں اور قربانیاں بھی بہت ہیں، پھر مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ خود بھی جہنم کا ایندھن بننے سے بچو اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کا بھی انتظام کرو۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: دنیاوی رشتہ داری مدار نجات نہیں

اس رکوع میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم خود ہی نیک اعمال پر کمربستہ ہو جاؤ، گزشتہ گناہوں والی زندگی سے پکی سچی توبہ کرو ورنہ آخرت میں کوئی نسبی تعلق اور کوئی رشتہ داری کام نہ آئیگی، حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویاں اس کی واضح مثالیں ہیں جو پیغمبر کی شریک حیات ہونے کے باوجود بخشش کا پروانہ حاصل نہ کرسکیں، تمہارے لئے کیا ضروری ہے؟

﴿سورۂ ملک کا خلاصہ﴾

شہنشاہِ عالم

مخالفین و معاندین سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ مطلقِ ، فرمانروائے کائنات اور شہنشاہ عالم ہے، اس کی اس نظام عالم پر بادشاہت، فرمانروائی اور شہنشائیت کو تسلیم کر کے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت پیش کرو۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: باغی اور وفادار

کارخانہ عالم ایک حکیم وخبیر اور علیم و قدیر ہستی کے وجود کی خبر دیتا ہے، جس نے اس قدر پختہ اور مضبوط نظام پیدا کر رکھا ہے وہی ہستی اس کارخانہ عالم کی فرمانروا ہے، اس سے بغاوت نہ کرو کیونکہ بغاوت کا جرم کسی بھی ملک کا فرمانروا معاف نہیں کرتا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا مدبر و فرمانروا تسلیم نہیں کرتے، ان کیلئے جیل (جہنم) تیار ہے اور وفاداروں کیلئے مغفرت اور اجر کبیر کا وعدہ ہے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: لشکر خداوندی

جو لوگ بغاوت کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ خدا انہیں سزا نہیں دے سکتا، یقیناً خدا آسمان سے ان پر گوناگوں عذاب لانے پر قادر ہے اور خدائی لشکر اور اس کی فوج اتنی زیادہ ہے کہ اس کا مقابلہ ناممکن ہے بلکہ پوری فوج تو رہی ایک طرف اس کے صرف ایک سپاہی اور لشکری سے مقابلہ کرنے کی پوری دنیا میں ہمت اور طاقت نہیں پھر کس بل بوتے پر یہ لوگ جلدی عذاب کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔

سورۂ قلم کا خلاصہ

قرآن کریم کے گھڑا ہوا ہونے کا جواب

مشرکین و کفار مکہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس قرآن کو "محمد" نے گھڑ لیا ہے، ان سے کہا جا رہا ہے کہ تمہیں بھی فصاحت و بلاغت کا دعویٰ ہی نہیں اس پر ناز بھی ہے اور قلم بھی موجود ہے، تم بھی اس جیسا قرآن لکھ کر دکھا دو۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: اصحاب الجنہ

حضور ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ یہ لوگ آپ پر طرح طرح کے الزامات دھرتے رہتے ہیں، کبھی "مجنون" کہتے ہیں اور کبھی "شاعر" گردانتے ہیں، آپ ان کی پرواہ کئے بغیر صبر سے اپنا کام کرتے ہیں، عنقریب یہ بھی اس باغ والوں کی طرح خسارے کا شکار ہوں گے جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کرنے کے اندیشے سے صبح سویرے ہی اپنے باغ میں جا کر پھل کاٹنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن وہاں پہنچنے پر ان کے سامنے ایک اجڑا ہوا ویران باغ ان کا منہ چڑا رہا تھا اور وہ حسرت و ندامت سے اپنے ہاتھ ہی ملتے رہ گئے، ان کا بھی یہی حال ہوگا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: موافق اور مخالف برابر نہیں ہو سکتے

قرآن کریم کی دعوت پر لبیک کہہ کر مسلمان ہو جانے والے اور نہ مان کر مجرمین کے زمرے میں داخل ہونے والے برابر نہیں ہو سکتے اور جو لوگ قرآن کریم کو نہیں مانتے، کیا ان کے پاس کوئی دوسری کتاب ہے جسے وہ پڑھتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں؟ یا ان کے پاس علم غیب موجود ہے جس کی بناء پر وہ قرآن کریم کی ضرورت نہیں سمجھتے؟ یا حضور ﷺ ان سے کوئی فیس مانگتے ہیں جس کی ادائیگی انہیں مشکل معلوم ہوتی ہے؟ یقیناً ان میں سے کوئی بات بھی نہیں، محض ہٹ دھرمی ہے اس لئے اپنے انجام کے منتظر رہیں۔

﴿سورۂ حاقہ کا خلاصہ﴾

جزائے اعمال یقینی ہے

اعمال کی جزاء ایک امر یقینی ہے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملتی ہے، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ دنیا کی جزاء ہلکی پھلکی ہوتی ہے اور آخرت کی جزاء کامل اور مکمل ہوتی ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: امم سابقہ کو بھی جزاء ملی

قوم عاد، قوم ثمود اور فرعون وغیرہ کو دنیا میں بھی ان کے کفر وشرک کی بناء پر سخت سزا سے دوچار ہونا پڑا چنانچہ قوم عاد پر مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں ہوا مسلط رہی حتیٰ کہ انہیں تلپٹ کر کے رکھ دیا، قوم ثمود کو ایک چیخ نے ہی ''عدم آباد'' پہنچا دیا، اور فرعون کے عبرت ناک انجام سے کون واقف نہیں؟ اور آخرت کی سزا اس سے بھی کڑی اور سخت ہوگی، اس لئے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملنے کیلئے متمنی اور عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ بائیں ہاتھ کی ذلت سے محفوظ رہ سکے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: قرآن کریم سے مستفید ہونے والے

قرآن کریم جو کہ کلام رب العالمین ہے، اسے لانے والے جبریل امین، جن کے پاس لایا گیا وہ رحمۃ للعالمین، جن کیلئے لایا گیا وہ کل عالمین ہیں لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے صرف متقین ہیں۔

﴿سورۂ معارج کا خلاصہ﴾

توضیح یوم المجازاۃ

اس سورت میں قیامت کی ہولناکیاں، ہیبت ناکیاں اور خوفناک مناظر اس دن کی صحیح عکاسی کرنے کیلئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ منکرین قیامت پر اتمام حجت

ہونے اور مسلمانوں کیلئے اس دن کی اہمیت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ عمل کی ترغیب بھی ہو جائے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: قیامت کے دن کی صحیح عکاسی

قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، اس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا، پہاڑ دھنی ہوئی رنگ دار اون کی طرح ہتوں گے، کوئی یار دوست، باپ بیٹا، بیوی خاوند کسی کے کام نہ آسکے گا، اور نار جہنم سے بچنے کا فضل خداوندی کے بعد صرف ایک ہی وسیلہ ہوگا اور وہ ہے انسان کا ایمان اور اس کے اعمال صالحہ۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: منکرین قیامت کو ان کے حال پر چھوڑ دیں

جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں، اللہ تعالیٰ ان سے خود نمٹ لیں گے اور پھر ان کیساتھ جیسا چاہیں گے، سلوک فرمائیں گے۔

﴿سورۂ نوح کا خلاصہ﴾

طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم السلام

اس سورت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ کا طریقہ کار بیان کر کے حضور ﷺ کو بھی اسی طریقے پر گامزن ہونے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: مقصد و مشغلہ تبلیغ

اس رکوع میں ''مقصد تبلیغ'' بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو، اسی سے ڈرا جائے اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کی جائے، اور شب و روز تبلیغ کا مشغلہ یہی ہونا چاہئے کہ انسان دن رات اپنی قوم کو تبلیغ کرتا رہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دے گا، آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا، مال و اولاد کے ذریعے تقویت پہنچائے گا اور باغات و انہار و اشجار بھی عطا فرمائیگا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: مظلوم کی آہ سے بچو

جب مخاطبین، داعی کے اخلاص اور اس کی شب و روز محنت کی قدر نہ کریں اور اس کی دعوت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیں اور اس پر داعی کے دل سے کوئی آہ نکل جائے تو پھر وہ خرمن قوم کو تباہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی اس لئے مظلوم کی آہ اور بددعا سے بچو کیونکہ وہ سیدھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا کر استغاثہ دائر کرتی ہے اور اپنی بات منوا کر چھوڑتی ہے۔

سورۂ جن کا خلاصہ

سلیم الطبع جنات

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جس طرح سلیم الفطرت انسان قرآن کریم کے آب حیات سے اپنی پیاس بجھانے کیلئے بے تاب و بے قرار ہیں، اسی طرح سلیم الطبع جنات بھی اس آب حیات سے متمتع ہونے کیلئے چشم براہ ہیں۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: قرآن کریم کی تاثیر

قرآن کریم ایسی پر اثر اور پرتاثیر کتاب ہے کہ انسان تو انسان، اگر جنات بھی اسے سن لیں تو اثر قبول کئے بغیر نہیں رہتے اور اپنی قوم میں جا کر اس کی تبلیغ اور اس کا پرچار کرنے لگتے ہیں، انسان کو کیا ہو گیا کہ وہ اس کی تبلیغ اور اثر پذیری سے اعراض پر تلا ہوا ہے؟

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: مقصد تبلیغ

تبلیغ کا مقصد "دعوت الی اللہ" ہے، اس کے علاوہ کچھ اور نہیں، اس لئے فریضہ تبلیغ انبیاء کرام علیہم السلام کے سپرد کرنے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ کسی کے نفع یا نقصان کے مالک ہیں بلکہ ان کا کام تو محض احکام الٰہیہ کی تبلیغ اور دعوت الی التوحید کا پرچار کرنا ہے جسے انہوں نے بخوبی سرانجام دیا۔

﴿سورۂ مزمل کا خلاصہ﴾

دستور العمل برائے مبلغین

دعوت و تبلیغ کے کام سے جڑنے والوں کیلئے یہ سورت انتہائی اہم اور مفید و کارآمد نصائح پر مشتمل ہے جس کی تفصیل عنقریب آیا چاہتی ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: تبلیغ اور صاحب تبلیغ

اس رکوع میں چار بنیادی باتیں ذکر کی جارہی ہیں۔

۱۔ قبل از تبلیغ، مبلغ کی تیاری، یعنی مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے آپ کو اس کام کیلئے تیار کرے۔

۲۔ تقسیم اوقات مبلغ: مبلغ کو رات کے وقت اللہ تعالیٰ کیطرف لو لگا کر امت کی ہدایت کیلئے دعائیں مانگنی چاہئیں، رات کے اس جاگنے سے منہ سے بات بھی خوب نکلتی ہے اور مؤثر بھی ہوتی ہے، اور دن کے وقت مبلغ کو مختلف مقامات کے دورے کرنے چاہئیں۔

۳۔ مبلغ کا تعلق مع اللہ: مبلغ کا اللہ تعالیٰ سے اس قدر گہرا اور مضبوط تعلق ہونا ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں اللہ ہی کو کارساز سمجھے۔

۴۔ مخالفین کی بربادی: جب مبلغ مذکورہ تینوں فرائض ادا کر چکے گا تو مخالفین کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ خود ہی ان سے نمٹ لے گا۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: عبادت میں تخفیف

چونکہ آنحضرت ﷺ کی امت کا دائرہ وسیع ہونے والا تھا، حتیٰ کہ قیامت کے دن تمام عالم کے لوگ ایک سو بیس صفوں میں ہوں گے، ان میں سے ۸۰ صفیں صرف امت محمدیہ (علی صاحبہا الوف سلام وتحیہ) کی ہوں گی اور باقی دیگر اقوام و امم کی، اس لئے اس امت پر عبادت میں بھی تخفیف اور آسانی کر دی گئی ہے۔

﴿سورۂ مدثر کا خلاصہ﴾

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام فقط تبلیغ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ دعوت و تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں اور اس راہ میں جو لوگ آپ کی تکذیب کریں اور مخالفت کے درپے ہوں، ان کی مطلق پرواہ نہ کیجئے اور انہیں میرے سپرد کر دیجئے میں ان سے خود ہی بدلہ لے لوں گا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: فرائض تبلیغ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالخصوص اور تمام مبلغین کو بالعموم یہ فرائض بتائے جا رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو ڈراتے رہیں، رب کی کبریائی اور عظمت شان بیان کرتے رہیں، اپنے کپڑوں کی پاکیزگی کا بھی خصوصی اہتمام کریں، ظاہری میل کچیل دور کریں، بدلہ پانے کی غرض سے کسی پر احسان نہ کریں، اور پیش آمدہ تکالیف پر رب کی خاطر صبر کریں، قیامت کے وقوع میں کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہے، مخالفین و مکذبین سے میں خود ہی ان کی مخالفت و تکذیب کا انتقام لوں گا اس لئے ان کی پرواہ نہ کیجئے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: انکار پر اصرار کی سزا

جو لوگ مخالفت اور تکذیب و تکفیر کا علم بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں اور اس پر ڈٹ کر ''چوری اور سینہ زوری'' کا مصداق بنے ہوئے ہیں اور عبادات بدنیہ و مالیہ سے راہ تنفر اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کیلئے جہنم کا داخلہ قطعی اور یقینی ہو چکا اور ان کی نجات مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو چکی ہے۔

﴿سورۂ قیامہ کا خلاصہ﴾

اثباتِ قیامت

اثبات قیامت کا موضوع اس سے قبل بھی کئی سورتوں میں دہرایا جا چکا ہے، یہاں دوبارہ اس موضوع کو ایک نئے اسلوب سے ذکر کیا جا رہا ہے کہ جس طرح ہر انسان کے اندر ایک نفس لوامہ ہے جو اسے گناہوں پر ملامت کرتا رہتا ہے، اسی طرح نوع انسانی کا بھی ایک نفس لوامہ ہے، جو افراد انسانی کو قیامت کے دن ان کے گناہوں اور غلطیوں پر ملامت کرے گا۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: قیامت سے مفر ممکن نہیں

قیامت ایک ایسا حادثہ فاجعہ ہے جو واقع ہو کر رہے گا، اس سے مفر ہرگز ممکن نہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے انتہائی روشن اور تابناک ہوں گے اور اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا دیکھیں گے اور بعض چہرے انتہائی پژمردہ، کملائے ہوئے، غمگین اور پریشان ہوں گے جن پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی، یہ وہ لوگ ہوں گے جو منکرین توحید ورسالت اور منکرین قیامت کی فہرست میں اپنا نام بڑے ذوق وشوق سے لکھواتے تھے، آج اس کا مزہ چکھیں۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: رفع استبعاد قیامت

جس اللہ نے انسان کو منی کے ایک ناپاک قطرے سے پیدا فرما دیا جو کہ ایک بے جان اور بے حس چیز ہے اور کس طرح اسے تدریجی مراحل سے گزار کر جیتا جاگتا ہنستا بولتا انسان بنا دیا، کیا وہ خدا اس بات پر قادر نہیں کہ انسان کو دوبارہ زندہ کر سکے؟ کیا وہ انسان کو یونہی بیکار چھوڑ دے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے جزا وسزا کا قانون نافذ فرمائے گا۔

﴿سورۂ دہر کا خلاصہ﴾

نفی دھریت

اس سورت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ عالم کے اندر ہونے والے تغیرات کا دارومدار ''زمانہ اور اس کی حرکات'' پر نہیں بلکہ ہر قسم کی اشیاء کی ساخت و پرداخت میں مشیت ایزدی کارفرما ہے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: اثباتِ صانع

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ انسان پر کوئی لمحہ مشیت ایزدی کے بغیر نہیں گزرتا، ہر چیز کی ساخت و پرداخت میں اسی کا حکم چلتا ہے، وہی انسان کو ایک ناپاک قطرے سے وجود بخشتا ہے، لیکن یہ انسان ہی ہے جس میں سے بعض اس کے شکر گزار اور فرمانبردار بندے ہیں اور اکثر ناشکرے اور نافرمان، مؤخر الذکر کیلئے بیڑیاں اور زنجیریں استقبال کیلئے تیار ہیں اور اول الذکر تو جنت میں شراب طہور کے مزے لوٹیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی منتوں کو پورا کرتے ہیں، مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اور اس پر کسی بدلے اور شکریے کے طالب بھی نہیں ہوتے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: مطیعین صانع کا طریقہ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید کے قائل ہیں، ان کیلئے ''طریقہ وراہ عمل'' کی تعیین کی جا رہی ہے کہ ان لوگوں کو چاہئے کہ اپنے رب کے احکامات پر سختی اور پابندی سے عمل پیرا رہیں، کسی گنہگار اور نافرمان کی باتوں میں نہ آئیں، صبح و شام اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہیں اور راتوں کو اٹھ کر بارگاہ ایزدی میں سجدوں کا نذرانہ پیش کریں، اور تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کا تحفہ اس کی بارگاہ میں پیش کریں۔

﴿سورۂ مرسلات کا خلاصہ﴾

مسئلہ مجازات ویوم قیامت

اس سورت میں قیامت اور جزائے اعمال کے بارے بتایا جا رہا ہے اور اس کی تیاری کی ترغیب دلائی جا رہی ہے۔

رکوع نمبر ا کا خلاصہ: منکرین قیامت کا انجام بد

منکرین ومخالفین قیامت دنیا میں بڑا اودھم مچائے ہوئے ہیں لیکن ان کے متعلق ابھی کسی قسم کا فیصلہ نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کا فیصلہ ''یوم الفصل'' تک مؤخر کیا جا رہا ہے جس دن ان کیلئے ہلاکت اور بربادی کے سوا کچھ نہ ہوگا، اس دن ان کا کوئی عذر بارگاہ ایزدی میں قبول ہوگا اور نہ ہی انہیں بات کرنے کا یارا ہوگا، کوئی مکر وفریب ان کا ساتھ نہ دے سکے گا، کوئی حیلہ اور تدبیر انہیں عذاب جہنم سے بچا نہ سکے گی، کوئی دوست ان کی سفارش کر سکے گا اور نہ ہی کوئی ضامن ان کی ضمانت دے گا اس لئے انہیں سوچنا چاہئے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: اقرار قیامت کی جزاء

جو لوگ عقیدہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی مناسبت سے جزاء وسزا ملے گی، ایسے لوگ باغات اور چشموں میں سیر کرتے پھریں گے، اور اپنے مرغوب میوہ جات کھائیں گے، اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ تمہارے اعمال کا صلہ اور بدلہ ہے اس لئے ان سے خوب جی بھر کر متفع ہو۔

﴿سورۂ نبا کا خلاصہ﴾

یوم المجازاۃ کی تشریح

اس سورت میں قیامت کے دن کی تشریح ایک انتہائی اچھوتے طرز بیان اور قابل فہم مثالوں کے ذریعے کی جارہی ہے جس سے عوام وخواص یکساں مستفید ہوسکتے ہیں اور اپنے انجام کے بارے غور وفکر کر کے اپنے آپ کو اس دن کیلئے تیار کر سکتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: نظام عالم میں انسان مقصود بالذات ہے

جس طرح زمینداری میں ''کھیتی'' مقصود بالذات ہوتی ہے اور کاشتکاری کے آلات مقصود بالتبع ہوتے ہیں، اسی لئے انہیں مہیا بھی کیا جاتا ہے، اسی طرح نظام عالم میں بھی مقصود بالذات فقط انسان ہے اور بقیہ نظام مقصود بالتبع، جو انسان ہی کی خاطر مہیا کئے جاتے ہیں مثلاً ارض وسماء، اشجار وجبال، لیل ونہار اور شمس ونظام شمسی، نیز جس طرح کھیتی کی کٹائی کا ایک دن مقدر ہوتا ہے جس میں اناج اور بھوسہ الگ الگ کیا جاتا ہے اسی طرح انسان کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے ایک دن مقرر ہونا عقل کے عین مطابق ہے جس میں مجرم کو غیر مجرم سے الگ کیا جاسکے، گویا متقین بمنزلہ اناج کے ہوئے اور مجرمین بمنزلہ بھوسہ کے۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: متقین کی جزاء

جو لوگ تقویٰ کی چادر اوڑھ کر بمنزلہ اناج کے ہوئے ان کیلئے کامیابی و کامرانی، باغات وانگور کی شادمانی، چھلکتے ہوئے پیالوں اور ہم عمر نوجوان بیویوں کی شادمانی کا فیصلہ ہو چکا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اس انتظار میں نہیں رہتے کہ کوئی ہماری سفارش کرے گا کیونکہ قیامت کے دن تو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا، سفارش تو بڑی دور کی بات ہے۔

﴿سورۂ نازعات کا خلاصہ﴾

قیامت اور یوم قیامت

قارئین کرام اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عقیدۂ قیامت کی اسلامی عقائد میں کیا اہمیت ہے؟ کہ متعدد سورتوں کا مرکزی موضوع ہی یہ عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا دھیان نصیب فرمادے۔

رکوع نمبر ۱ کا خلاصہ: رفع استبعاد قیامت

اس رکوع میں دو مثالوں کے ذریعے قیامت کے وقوع کا یقینی ہونا ثابت کیا جارہا ہے چنانچہ ایک مثال تو ابتداء سورت کی ان قسموں سے واضح ہوتی ہے جن میں انسان کے اس دنیا فانی سے رخصت ہونے کے وقت ذمہ دار فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے کہ کس طرح دم کے دم میں ایک ہنستا کھیلتا انسان موت کے منہ میں پہنچ جاتا ہے اسی طرح یکایک قیامت بھی برپا ہو جائے گی، نیز جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے مصر کی طرف روانگی کے دوران اچانک نبوت کے درجات عالیہ پر فائز کر دیا گیا ''جس کی انہیں شاید توقع بھی نہ ہو'' اسی طرح قیامت بھی آناً فاناً واقع ہو جائیگی۔

رکوع نمبر ۲ کا خلاصہ: قیامت کے دن انسانوں کی دو قسمیں

قیامت کے دن انسان دو حصوں اور گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے (۱) جنتی (۲) جہنمی، جو لوگ اپنے رب ذوالجلال کے سامنے کھڑے ہونے سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی کے سنہری جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھتے ہیں وہ جنتی ہیں اور جنت ان کا ٹھکانہ ہے، اور جو دنیا کی زندگی پر ریجھ کر اس کی رنگینیوں میں مست ہو جائے اور بغاوت و سرکشی کی زندگی گزارے وہ جہنمی ہے اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔

﴿سورۂ عبس کا خلاصہ﴾

مساوات در تعلیم

انسان اپنی ابتدائی تخلیق میں امارت وغربت کے اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں رکھتا کیونکہ اس دنیا میں آنے والا ہر شخص خالی ہاتھ آتا ہے اور دنیا سے جانے والا ہر شخص بھی خالی ہاتھ ہی جاتا ہے، لہٰذا انتہاء کے اعتبار سے بھی کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں، پھر ضروریات زندگی سے فائدہ اٹھانا امیر وغریب سب کا یکساں حق ہے، اس لئے تعلیم میں بھی مساوات اور برابری ہونی چاہئے اور امیری وغریبی کے ہر فرق کو بالائے طاق رکھا جائے، معلمین کا یہ ضابطہ اخلاق ہے۔

﴿سورۂ تکویر کا خلاصہ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حصول علم کا ذریعہ؟

اس سورت میں مشرکین کے اس سوال کا جواب دیا جارہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس علم کس طرح اور کہاں سے آتا ہے؟ اور بتایا جارہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہونے والا علم کبھی تو مرئی طریقے سے (دوسروں کو دکھائی دینے والا) ہوتا ہے اور کبھی غیر مرئی طریقے سے (دوسروں کو دکھائی نہ دینے والا) ہوتا ہے۔

اب جو حصہ غیر مرئی طریقے سے حاصل ہوتا ہے وہ ایک باعزت اور باوقار صاحب شوکت وقوت فرشتے کے ذریعے نازل ہوتا ہے اور جو حصہ مرئی ہے وہ بھی اگرچہ اسی فرشتے کے ذریعے نازل ہوتا ہے لیکن اس کے نزول کا یہ لوگ مشاہدہ کرسکتے ہیں، اس لئے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر بھروسہ کرکے آپ کی تصدیق کرنی چاہئے۔

سورۂ انفطار کا خلاصہ

تعلق مع اللہ کی اہمیت

جس ذات نے انسان کو وجود کی دولت سے مالا مال کیا، نیست سے اسے ہستی کی نعمت بخشی، اگر یہ ناشکرا انسان اسی ذات سے اپنے تعلق کو بگاڑ لے تو قیامت کے دن اس ذات سے امید رکھنے کے خیال پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، پھر انسان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کراماً کاتبین کی تیار کردہ رپورٹ میں کسی قسم کی غلطی واقع نہیں ہوسکتی اور انسان انہیں رشوت بھی نہیں دے سکتا اس لئے بھی تعلق مع اللہ کی درستگی انتہائی ضرورت ہے۔

سورۂ مطففین کا خلاصہ

ناپ تول میں کمی پر وعید

اس سورت میں ''تطفیف'' کے عمل پر وعید سنائی جا رہی ہے، ''تطفیف'' کا معنی یہ ہے کہ انسان جس کسی سے اپنا حق وصول کرے تو پورا پورا وصول کرے اور جب کسی کو اس کا حق ادا کرے تو اس کی بھرپور کوشش ہو کہ کسی طرح اسے کم سے کم دیا جائے، جو لوگ اس گناہ و بیماری کا شکار ہیں، انہیں اپنے اس گناہ سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ قوم شعیب کی طرح ہلاکت بھی ان کا مقدر ہوسکتی ہے، نیز یہ کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۲) فجار (۲) ابرار، اول الذکر کی میزبانی جہنم میں ''بڑے پر تکلف'' طریقے سے کی جائیگی اور مؤخر الذکر جنت کے باغات میں دادِ عیش دے رہے ہوں گے۔

سورۂ انشقاق کا خلاصہ

تقسیم صحائف وتحائف

قیامت کے دن اعمال ناموں کی تقسیم کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اپنے اہل وعیال کے درمیان پر کیف و پرمسرت زندگی بسر کرتے رہے،

قیامت کے وہم و گمان سے بھی کوسوں دور رہے، ان کا مقصد حیات ہی دنیا کی زندگانی اور یہاں کا عیش ولذت تھی، ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں اس طرح دیا جائیگا کہ ہاتھ پشت سے قیدیوں کی طرح بندھے ہوئے ہوں گے، اور جن لوگوں نے آخرت کی زندگی کیلئے تیاری کی، اہل وعیال میں مست ہو کر آخرت کی فکر کو نہیں چھوڑا، ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور یہ ان کیلئے کامیابی وکامرانی کا سرٹیفکیٹ اورنوید ہوگی، نیز ان سے حساب کتاب بھی ہلکا پھلکا ہوگا۔ **اللھم اجعلنا منھم بفضلک وکرمک**

سورۂ بروج کا خلاصہ

خدا کی پکڑ بہت سخت ہے

جو لوگ اس دنیاءِ فانی میں اپنا دل بہلانے کی خاطر اولیاء اللہ اور خدا پرستوں کی دل آزاری کرتے ہیں گویا اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اور اپنی بدبختی میں اپنے ہاتھوں اضافہ کرتے ہیں وہ اللہ رب العلمین کی پکڑ اور اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے کیونکہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے جس سے بچنا ناممکن ہے اور اس کی پکڑ اتنی مضبوط ہے کہ پھر کسی کے چھڑانے کی امید بھی نہیں۔

سورۂ طارق کا خلاصہ

کیا قیامت کا وقوع ممکن ہے؟

اگر انسان اپنی پہلی پیدائش پر ہی غور وفکر کرلے تو اسے قیامت پر ایمان لانے میں کوئی عذر نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح انسان کو منی کے اچھلتے ہوئے ایک بے جان قطرے سے ''جو مرد کی پشت اور عورت کے سینے سے نکلتا ہے'' وجود اور بقاء دونوں بخشے؟ کیا ایسا طاقتور خدا دوبارہ انسان کو زندہ کر کے قیامت بپا نہیں کرسکتا؟ یقیناً ایسا ہو

کر رہے گا لیکن تمہارے لئے پھر کوئی راہ فرار باقی نہ رہے گی اور عذر کے تمام مواقع ختم ہو جائیں گے۔

سورۂ اعلیٰ کا خلاصہ

طریقہ تعلیم نبی

دنیا میں آنے والے ہر فرد کا استاذ ''انسان'' ہی ہوتا ہے جس کے سامنے بیٹھ کر وہ زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہے اور اس سے علم حاصل کرتا ہے، شاہراہ علم پر چلتے ہوئے اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو اسی سے حل کرواتا ہے لیکن اس کلیے سے نبی مکرم سرور دو عالم ﷺ مستثنیٰ ہیں، آپ کا استاذ کوئی انسان نہیں بلکہ خود جناب حق سبحانہ وتعالیٰ ہیں جو ہر ڈھکی چھپی بات کو بخوبی جانتے ہیں، نیز یہ کہ اس علم کا جتنا حصہ مشیت ایزدی محفوظ رکھنا چاہے وہ آپ کے قلب مطہر میں محفوظ ہو جائیگا اور اس پر عمل کرنا بھی آپ کیلئے آسان کر دیا جائیگا۔

سورۂ غاشیہ کا خلاصہ

جماعتِ مسلمین کی صفات

اس سورۂ مبارکہ میں اولاً تو قیامت کے دن مومنین و مجرمین کی کیفیات ذکر کر کے ان کا انجام واضح کیا گیا ہے اور اس کے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں اپنی متاع حیات کو وقف کئے ہوں خواہ درس و تدریس کے ذریعے یا دعوت و تبلیغ کی صورت میں، تقریر و تحریر اور تصنیف و تالیف کے ذریعے یا امامت و خطابت کی صورت میں، ہر شعبے سے وابستہ افراد میں یہ چار خصلتیں ہونی چاہئیں۔

۱۔ اونٹ جیسی سادگی۔

۲۔ آسمان کی بلندیوں جیسے بلند و رفیع مقاصد و عزائم۔

۳۔ پہاڑوں جیسی استقامت۔

۴۔ زمین جیسی عاجزی

﴿سورۂ فجر کا خلاصہ﴾

مصائب، انسان کی بداعمالی کا نتیجہ

گزشتہ اقوام کے درس عبرت کو ذکر کر کے یہ بتایا جا رہا ہے کہ اعمال کی جزا و سزا کا سلسلہ دنیا ہی میں شروع ہو جاتا ہے جو ایک ہلکا پھلکا سا نمونہ ہوتا ہے اس عتاب کا جو بعد میں اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ جلوہ گر ہوگا اور یہ جو انسان پر دنیا میں مصائب و آلام اور مشکلات و تکالیف آتی ہیں، عام طور پر انسان کی بداعمالی کا نتیجہ ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ''نفسِ مطمئنہ'' اپنی موت کے وقت اس بشارت سے اپنے کانوں کو محظوظ کرے گا۔

''ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی''

﴿سورۂ بلد کا خلاصہ﴾

فرائض انسانی

انسان اس دنیا میں آرام و راحت کے حصول، کوٹھی اور بنگلے کی تعمیر، بینک بیلنس اکٹھا کرنے اور مال و دولت جمع کرنے کیلئے نہیں آیا بلکہ وہ یہاں ''کام کرنے'' کیلئے آیا ہے اور اس کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو دوران سفر ایک درخت کے نیچے ستانے کیلئے بیٹھ جائے اور کچھ دیر بعد اسے چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔

سورۂ شمس کا خلاصہ

مظاہر قدرت کا مشاہدہ

ذات باری تعالیٰ جل مجدہ اور نظامِ عالم کے اہم اور بڑے بڑے ارکان مثلاً شمس وقمر، لیل ونہار، ارض وسماء اور پھر خود نفس انسانی اس بات پر گواہ ہیں کہ انسان تزکیہ نفس سے فلاح پاتا ہے اور تباہی وخسران اس وقت راہ بناتے ہیں جب انسان اپنے آپ کو فسق وفجور میں غرق کر کے ان کی چادر اوڑھ لے جیسے قوم ثمود نے کیا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قعر مذلت میں گر پڑی اور کوئی اس کا دامن بھی نہ تھام سکا۔

سورۂ لیل کا خلاصہ

ہر انسان کی کوشش کا طریقہ مختلف ہے

طبائع انسانی کے اختلاف اور بعض خارجی اثرات کے اختلاف کیوجہ سے انسان کے اعمال میں بھی اختلاف ہونا لازمی اور فطری بات ہے چنانچہ بعض انسانوں کے اعمال ''تقویٰ'' کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کے اعمال کفر وطغیان کے عکاس، بعض کے اعمال رشک ملائک ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کے اعمال دیکھ کر شیطان بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے، اول الذکر گروہ کیلئے نجات اور جنت کا وعدہ ہے اور مؤخر الذکر کیلئے جہنم کی بشارت۔

سورۂ ضحیٰ کا خلاصہ

زمانہ فترت کی حیثیت

ابتداء وحی کے زمانے میں چند دنوں کیلئے وحی کا سلسلہ ملتوی رہنا حضور ﷺ کی تقویت وتائید ایمانی کیلئے ہے اور اس سے اصل مقصود آپ ﷺ میں اعلیٰ

اخلاقی اقدار کی تکمیل ہے، التواء وحی کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے یارو مددگار اور تنہا چھوڑ دیا، کیا اللہ تعالیٰ نے یتیمی کی حالت میں آپ کو ٹھکانہ دیئے بغیر چھوڑ دیا تھا؟ کیا اپنی محبت و عشق کی وادی میں سرگرداں پا کر آپ کو شریعت اور اپنی محبت دیئے بغیر چھوڑ دیا تھا؟ کیا تنگدستی میں آپ کو غناء قلبی و قالبی دیئے بغیر ہی چھوڑ دیا تھا؟ ہرگز نہیں! تو پھر اب کیوں چھوڑ دے گا؟ اس لئے آپ ﷺ التواءِ وحی سے دل گیر اور پریشان نہ ہوں۔

سورۂ انشراح کا خلاصہ

احسانات رب بر پیغمبر اسلام ﷺ

یہ سورت دراصل سورۂ ضحیٰ کا تتمہ اور تکملہ ہی ہے کیونکہ سورۂ ضحیٰ میں یہ بیان فرمایا گیا تھا کہ آپ کا رب آپ سے ناراض نہیں، اب یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کا رب آپ سے ناراض کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ اس نے آپ کا سینہ اپنی الہامی تعلیمات کیلئے کشادہ فرما دیا، آپ کی امت کی اصلاح کا قانون عطا فرما کر آپ کا بوجھ ہلکا کر دیا، ہر جگہ اور ہر وقت میں اپنے ذکر عالی کے ساتھ آپ کے ذکر خیر کو لازم کر کے آپ کے درجات بلند کر دیئے، اس لئے آپ مکمل مطمئن رہیں، آپ کا رب آپ سے ہرگز ناراض نہیں۔

سورۂ تین کا خلاصہ

فرائض منصبی کی اہمیت

اگر انسان اپنے فرائض منصبی خوش دلی، تندہی اور کامل توجہ کے ساتھ ادا کرتا رہے تو یہ افضل و اشرف المخلوقات، احسن المخلوقات کے عظیم تمغہ سے بھی معظم ہو جائے اور اگر یہی انسان اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو ابغض المخلوقات کے گڑھے میں جا گرے، دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر انسان اپنے فرائض منصبی

صحیح طور پر ادا کرتا رہے تو ''رشک ملائک'' ہے ورنہ ''عار شیطان''

سورۂ علق کا خلاصہ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری تبلیغ وتفویض ہے

اس پہلی وحی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو جیسے باحسن طریق انجام دے رہے ہیں اسی راہ پر گامزن رہیں، مخالفین اور باغیوں کی سرکوبی ہمارے ذمے ہے، ہم انہیں جہنم کے فرشتے ''زبانیہ'' کے حوالے کر دیں گے جو انہیں ان کے کیئے کا پورا پورا مزہ چکھادے گا۔

سورۂ قدر کا خلاصہ

نزول قرآن کریم

قرآن کریم شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا، پھر آسمان دنیا سے ساقی کوثر اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب منور ومقدس پر 23 سال کے عرصے میں سید الملائکہ جبرئیل امینؑ کی وساطت سے ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا حتیٰ کہ اپنے نقطہ کمال کو پہنچ گیا، رہی شب قدر سو وہ ایک بڑی بابرکت رات کا عنوان ہے جس میں روح القدس اپنے ساتھ فرشتوں کی جماعت لیکر مسلمانوں کے قلوب کو سکینت وطمانیت سے بھرپور کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں تا آنکہ طلوع فجر ہو کر اس سراپا سلامتی رات کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔

سورۂ بینہ کا خلاصہ

بعثت نبوت کی ضرورت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قبل اہل کتاب آپ کی تشریف آوری کا انتظار اور تمنائیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول آئے جو پاکیزہ

صحائف کی تلاوت کر کے انہیں سنائے جن میں درست مضامین لکھے ہوئے ہوں، بعد میں اہل کتاب نے آپ کی تشریف آوری پر انکار کی راہ اپنائی اور اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں خود ہی دھکیل دیا لہٰذا اب قانون یہ ہے کہ جو آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرے گا وہ ''خیر البریہ'' میں شمار ہوگا اور جو اس سے منہ موڑے گا اس کا شمار ''شر البریہ'' کی فہرست میں ہوگا۔

سورۂ زلزال کا خلاصہ

قیامت کے ابتدائی حالات

اس سورت میں قیامت کے ابتدائی حالات و وقائع بیان کئے جارہے ہیں کہ ابتداء قیامت میں زمین ایک ایسے زبردست زلزلے سے دوچار ہوگی کہ زمین کے سارے دفینے اس کا پیٹ چاک کر کے باہر نکل آئیں گے، زمین اپنے اوپر ہونے والے ایک ایک واقعے کی تفصیلات بیان کرنا شروع کر دے گی، لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے، نیکی کے ایک ایک ذرے کا بدلہ دیا جائیگا اور برائی کے ایک ایک ذرے کا حساب لیا جائیگا، اس دن کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

سورۂ عادیات کا خلاصہ

انسان کی ایک خطرناک بیماری

اس سورت میں انسان کی ایک خطرناک بیماری ذکر کر کے اس کا سبب اور پھر اس کا علاج بیان کیا جارہا ہے بیماری یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اپنے محسن کا احسان تو سب ہی مانتے ہیں لیکن اللہ کے احسانات کو تسلیم کر کے ایمان لانے والے بہت تھوڑے ہیں جس کی اصل بنیادی وجہ ''حبِ مال'' ہے، مال و متاع کی محبت نے انہیں دین سے تو بیگانہ کیا ہی تھا اللہ تعالیٰ کا ناشکرا بھی بنا دیا، اس کا علاج یہ ہے کہ

انسان موت کے بعد بپا ہونے والی زندگی کے بارے تفکر و تدبر کیا کرے تا کہ مال کی محبت کم ہو اور شکر خداوندی کا جذبہ دل میں موجزن ہو۔

سورۂ قارعہ کا خلاصہ

قیامت کے انتہائی حالات

اس سے قبل سورۂ زلزال میں قیامت کے ابتدائی حالات و وقائع پر روشنی ڈالی گئی تھی اب اس سورت میں قیامت کے انتہائی اور آخری مراحل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن جب میزان اعمال قائم کی جائیگی تو جس کے اعمال صالحہ زیادہ ہوئے وہ عیش کی زندگی بسر کریں گے، اور جن کے اعمال صالحہ کم ہوئے ان کا ٹھکانہ ''ہاویہ'' (دہکتی ہوئی آگ) ہوگا جس میں وہ جلتے رہیں گے۔

سورۂ تکاثر کا خلاصہ

تکاثر اموال ایک مرض

انسان کو اس کے فرائض منصبی سے غافل کرنے والے جہاں اور بہت سے اسباب و عوامل ہیں وہاں ایک سبب ''تکاثر اموال'' بھی ہے اور مال کی کثرت بھی انسان کیلئے اس کے منصب فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ بنتی ہے، قیامت کے دن اس تمام مال کے متعلق سوال ہوگا اور ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا۔

سورۂ عصر کا خلاصہ

اقوام عالم کی کامیابی کے اصول

اس سورت میں اقوام عالم کی کامیابی کے چار سنہری اصول بیان کئے گئے ہیں، جو بھی ان پر عمل کرے گا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوجائیگا اور جو ان سے روگردانی کرے گا وہ ناکامی کا سامنا کرے گا۔

۱۔ ایمان ۲۔ اعمال صالحہ ۳۔ تلقین حق ۴۔ تلقین صبر

﴿سورۂ ہُمزہ کا خلاصہ﴾

زر پرستوں سے خداوندی سلوک

جو لوگ دنیا کی اس چند روزہ ناپائیدار اور فانی زندگی میں مال جمع کرنے ہی کے در پے رہتے ہیں اور ان کا پیٹ خطیر سے خطیر رقم بھی نہیں بھرتی اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ مال ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گا، ایسے لوگ یاد رکھیں! مال و دولت کبھی کسی کے ساتھ نہیں رہا اسے چھوڑ کر ہر ایک کو یہاں سے رخصت ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کے حقوق میں کوتاہی کرنے کیوجہ سے اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائیگا جو ان کے دلوں تک پہنچ جائیگی اور آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں انہیں محصور کر دیا جائیگا۔

﴿سورۂ فِیل کا خلاصہ﴾

توہین شعائر اللہ کا نتیجہ

جو لوگ شعائر اللہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے حصے میں سوائے دائمی ذلت کے اور کچھ نہیں آتا جیسا کہ ابرھہ اور اصحاب الفیل ہمیشہ کیلئے ذلیل کر دیئے گئے اس لئے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کی طرف بری نظریں اٹھا کر دیکھا تھا، ان کی نظروں کو بینا سے نابینا کر دیا گیا، انہوں نے ناپاک عزائم اپنے دلوں میں بسائے تھے، ان کے قلوب وجگر کو ان کی آنکھوں کے سامنے نکال کر ڈال دیا گیا، ان کے علاوہ بھی جو شخص یا جماعت شعائر اسلامی کی توہین کا ارتکاب کرے گی اسے بھی اسی انجام سے دوچار ہونے کیلئے اپنے آپ کو تیار کر لینا چاہئے۔

﴿سورۂ قریش کا خلاصہ﴾

عبادت رب کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قریش پر اس قدر احسانات فرمائے جو حدو شمار سے باہر ہیں مثلاً ان کے دشمن ابرھہ کو تباہ و برباد کیا، ڈاکوؤں اور راہزنوں سے ان کی غیبی حفاظت فرمائی، سردی اور گرمی کا سفر آسان فرمایا وغیرہ کیا اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کو تکالیف پہنچائی جائیں؟ وحدانیت خدا کا انکار کیا جائے؟ انہیں تو بیت اللہ شریف کے رب کی ''جس کی پیغمبر اسلام دعوت دیتے ہیں'' عبادت جی جان سے کرنی چاہیے جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھلایا اور خوف کی حالت میں امن دیا۔

﴿سورۂ ماعون کا خلاصہ﴾

مکذبین قیامت کے اوصاف

جو لوگ قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل اوصاف و خصائل رذیلہ کے حامل ہوتے ہیں۔

۱۔ یتیموں کے ساتھ ناروا سلوک کرنا۔
۲۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے دھتکارنا۔
۳۔ غفلت اور دکھاوے کی نماز پڑھنا۔
۴۔ عام معمولی چیزیں بھی لوگوں کو دینے سے انکار کرنا۔

﴿سورۂ کوثر کا خلاصہ﴾

اصول ہزیمت برائے اعداءِ اسلام

جو لوگ اسلام کی اس تحریک کو ہمیشہ غلط نظروں سے دیکھتے رہے، اسلام کو

مٹانے کی تدابیر سوچتے رہے اور اسلام کے خلاف ایک نئی تحریک کے بانی بنے، وہ اعدائے اسلام ہیں، ان کی تحریک کو دبانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے رب کی خاطر نماز پڑھو اور قربانی کرو، ان دو چیزوں پر مداومت سے ان کی تحریک خود بخود دم توڑ دے گی اور وہ بے نام ونشان رہ جائیں گے۔

سورۂ کافرون کا خلاصہ

کفار کا بائیکاٹ

حضور ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ کفار ومشرکین کے سامنے بیانگ دہل یہ اعلان فرما دیں کہ دین کے معاملے میں کسی قسم کا سمجھوتہ ممکن نہیں، یا تو تم بھی دین اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ ورنہ تمہیں تمہارا دین مبارک ہمیں ہمارا دین کافی ہے اور آج کے بعد ہم تم سے دینی مقاطعہ اور بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہیں۔

سورۂ نصر کا خلاصہ

انتقال پر ملال کی پیش گوئی

اس سورت میں ایک طرف تو حضور اقدس ﷺ کی کامیاب زندگی کی آخری حد متعین کی جا رہی ہے کہ جب لوگ فوج در فوج حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگیں تو آپ کو تسبیح واستغفار کے یومیہ اوراد میں مزید اضافہ کر دینا چاہئے کیونکہ اب آپ کے فرائض تقریباً پورے ہو چکے، اور دوسری طرف اس سورت میں حضور ﷺ کے انتقال پر ملال کی پیشین گوئی بھی کی جا رہی ہے کیونکہ جب آپ کا کام مکمل ہو چکا تو اب آپ کا ٹھکانہ دنیا نہیں رہا ''جیسا کہ پہلے بھی نہ تھا''، اب آپ اپنے رب عرش عظیم کے جوار رحمت میں ملاء اعلیٰ جا کر استراحت فرما ہوں۔

﴿سورۂ لہب کا خلاصہ﴾

عداوتِ اسلام کا انجام

ابولہب عداوت اسلام کے باعث ہلاک ہوا، لہٰذا جو بھی دعوت وتبلیغ دین کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرے گا، عداوت اسلام پر کمر بستہ ہوگا اور اللہ و رسول کی ناراضگی مول لے گا اسے تباہ و برباد کر دیا جائیگا جیسے ابولہب اور اس کی بیوی کے ساتھ ہوا۔

﴿سورۂ اخلاص کا خلاصہ﴾

صفاتِ باری تعالیٰ

کفار ومشرکین حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا نسب نامہ دریافت کرتے ہیں، ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ''مندرجات سورۃ'' صفات پڑھ کر سنائیں اور انہیں یہ باور کرا دیں کہ نسب نامے کی ضرورت اسے ہوتی ہے جو کسی کا باپ یا بیٹا ہو، اللہ تعالیٰ کا نہ تو کوئی باپ ہے اور نہ بیٹا، اس لئے یہاں نسب نامے کی ضرورت ہی نہیں لہٰذا کفار کا یہ سوال بھی لغو ہوا، اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر نہیں چہ جائیکہ ہم نسب ہو سکے۔

﴿سورۂ فلق کا خلاصہ﴾

جسمانی طور پر پناہ خداوندی کی ضرورت

مضرات جسمانی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا اور اس کی تلقین کرنا اس سورت کا خلاصہ ہے، یعنی جب خالق نے انسان کو تخلیق کیا ہے، تو جسمانی ضرر رساں اشیاء وافراد سے بچنے کیلئے اسی کی پناہ میں آنا ضروری ہے خواہ وہ مضرات تعویذ گنڈے کی شکل میں ہوں یا رات کے اندھیرے میں لوگوں کے خلاف سازشیں اور حسد کر کے انہیں زک پہنچانے کے ناپاک عزائم میں مشغول ہونے والے ہوں۔

﴿سورۂ ناس کا خلاصہ﴾

روحانی طور پر پناہ خداوندی کی ضرورت

اس سورت میں مسلمانوں سے یہ کہا جا رہا ہے کہ جسمانی مضرات سے بچنے کیلئے جس طرح حفاظت خداوندی کی ضرورت ہے، روحانی مضرات سے بچنے کیلئے اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کیونکہ ایسی ضرر رساں کیفیت کے حامل انسان بھی ہوسکتے ہیں اور جنات بھی، ان سے بچاؤ صرف حفاظت خداوندی کے مضبوط بندھن سے وابستہ ہوکر ہی حاصل ہوسکتا ہے، غیر اللہ میں کسی مضرت کو دور کرنے کی طاقت ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر جسمانی اور روحانی مضر اشیاء و افراد سے ہر مسلمان کی عموماً اور راقم الحروف کی خصوصاً حفاظت فرمائیں، قرآن کریم کی اس چھوٹی اور مختصر سی خدمت کو اپنی بارگاہ عالی سے شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائیں، راقم الحروف کے والدین و اساتذہ کیلئے توشہ آخرت بنا کر متاع حیات کو خدمت قرآنی ہی کیلئے وقف اور قبول فرمالیں حتیٰ کہ زندگی کا پیمانہ لبریز ہوجائے جس کی راقم کو قلبی تمنا ہے۔

دین و دُنیا کے آداب

اس کتاب میں دین و دُنیا سے متعلق آداب، علم نفس، عقل
خواہشات، خودداری وغیرہ کے بارے میں ان کے آداب، عوارض،
مختلف صفات پر ابھارنے والی وجوہات وغیرہ سے اچھی بحث کی گئی ہے

مصنف
امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی بصری رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۴ھ تا ۴۵۰ھ

ترجمہ و ترتیب
مفتی ثناء اللہ محمود
دارالعلم لجنۃ التالیف والترجمہ کراچی

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

اللہ کو

کیا پسند کیا ناپسند

قرآن و حدیث کی روشنی میں بندے کے جملہ
اعمال و افعال سے متعلق اللہ تعالیٰ کی پسند
اور ناپسند کا جامع اور مختصر تذکرہ

مؤلف
مولانا آصف قسیم صاحب

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون ۷۳۵۲۴۸۳

آخرت کے عجیب و غریب حالات

قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ کی روشنی میں قیامت
میدان حشر، میزان اعمال، حوض کوثر، پل صراط اور
جنت و جہنم وغیرہ کے تفصیلی احوال کا مستند مجموعہ

اردو ترجمہ
البدور السافرة فی امور الآخرة

مؤلف،
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیق و تہذیب
مولانا عبدالعظیم ترمذی صاحب

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۲۴۸۳


بیت العلوم
قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز


آخرت کے عجیب و غریب
حالات
بیت العلوم


بیت العلوم
Bait-ul-Uloom